الكلام المتين

الکلام المتین

کتب مناظرہ میں ایک جدید لطیف اور مفید اضافہ جسکا دوسرا
نام البلاغ المبین بھی ہے مؤلفہ عالیجناب مولوی حافظ خواجہ
فیاض حسین صاحب مد ظلہ مدرس مدرسۂ شیعیہ شہر میرٹھ مؤلف ممدوح
کی یہ پر مغز تحریر ہزار ہا ہزار قابل داد ہے جنھوں نے نہایت جانفشانی
عرقریزی اور محنت شاقہ گوارا فرماکر اس کتاب کو تالیف فرمایا
محض اس لیے کہ برادران ایمانی اسکے ذریعہ سے اپنی تحقیقات اور معلومات
مذہبی کو وسیع کریں اور مخالفین سے بروقت مناظرہ بازی لیجائیں یہ کتاب نہایت
تہذیب اور متانت کے ساتھ ضبط تحریر میں لائی گئی ہے جابجا کتب اہلسنت
کے حوالے مع نام کتاب صفحہ سطر اور چھاپہ درج ہے کہ معترض کو
جائے اعتراض باقی نہ رہے

در مطبع یوسفی دہلی طبع گردید

فہرست کتب موجودہ کتب خانہ مطبع یوسفی دہلی

تفسیر عمدۃ البیان ہر سہ جلد بزبان اردو یہ اسم بامسمیٰ مذہب امامیہ کی تفسیر مشہور و معروف فاضل اجل عالم بے بدل حاجی الحرمین
الشریفین مقبول بارگاہ لم یزلی جناب مولانا مولوی السید عمار علی صاحب اعلی اللہ مقامہ و درجاتہ کی تصنیفات سے بزبان اردو ہے طرز تحریر و تحقیق
بیانات و شستگی زبان و تشریح الفاظ کی عمدگی محتاج بیان نہیں جس سے ہر فرد بشر مصنف کی لاثانی استعداد اور لیاقت کا اندازہ کر سکتا ہے مقبولیت کا یہ ثبوت ہے
کہ قبل ازیں تین دفعہ طبع ہو کر اب چوتھی دفعہ اس کی ضرورت پڑی الحمد للہ کہ ابکی دفعہ چوتھی بار باس حقیر نے بدین خیال کہ حق تصنیف حاصل ہے
بصرف خاص طبع کی ہے تصحیح اور خوشخطی کا کامل اہتمام کیا ہے کاغذ اعلی درجہ کا لگایا ہے چھاپہ نہایت صاف اور روشن ہے قلم تفسیر کی بہ نسبت
بہت جلی اور تقطیع موزوں ہے آیات قرآنی کو دیگر عبارت تفسیر کی نسبت زیادہ جلی قلم سے ایسے طریقہ پر لکھا ہے کہ جس آیت کو دیکھنا چاہیں
باسانی ملاحظہ کر سکتے ہیں غیر معین کے متنازعہ مقامات کو جا بجا حواشی پر دکھایا گیا ہے غرضیکہ یہ نادر تفسیر ابکی دفعہ نہایت ہی اہتمام اور
جانفشانی اور تمام خوبیوں کے ساتھ چھپی ہے درجہ اول جو خاص رؤسائے عظام کے واسطے تیار کی گئی ہے ولایتی عمدہ کاغذ پر ہدیہ
بیس روپیہ درجہ دوم سفید چکنا کاغذ پندرہ روپیہ درجہ سوم کی سب جلدیں ختم ہو گئیں لہذا شائقین کی اطلاع کے واسطے بحالت طبع
جدید اشتہار دیا گیا ہے کہ مبادا پھر کوئی صاحب پیشتر کی طرح شاکی ہوں کہ بسبب نہ دینے اشتہار کے ہم خریداری کتاب مجید مذکورہ اور تحصیل
انتفاع اخروی سے محروم رہے امید کہ شائقین درخواستیں بغرض خریداری جلد از جلد بنام روانہ فرمائیں تعمیل بصیغہ ویلیو پی ایبل
ہوا ہوگی محصول ڈاک وغیرہ علاوہ ہے۔

دلیل المتحیرین اعنی رد خلافت شیخین یہ چودھویں صدی کی بیش بہا تصنیف جسکا ایک ایک لفظ جواہرات میں تولنے کے قابل ہے
سرآمد متکلمین سید جناب مولوی میر سجاد حسین صاحب مدظلہ کی خداداد طبیعت اور زور قلم کا نتیجہ ہے سید صاحب موصوف کی تالیفات مقبول
عام مثل تصویر غالب و مغلوب۔ پاکیزہ خیال۔ رسالہ مجادبہ و مسکت المخالف۔ آئینہ حق نما جن مومنین با تمکین کی نظر اقدس سے گذر چکی ہیں
انھوں نے اچھی طرح اندازہ کر لیا ہوگا کہ میر صاحب ممدوح کا دماغ فن مناظرہ میں خاص طرح کا واقع ہوا ہے کلام میں انتہا درجہ کی
متانت اور شائستگی ہوتی ہے اور خاص خاص مقامات پر بیساختہ شوخی سونے میں سہاگہ کا کام دیتی ہے کتب مناظرہ میں اس قابل قدر
اضافہ نے اگر بنظر انصاف دیکھا جائے تو قوم پر ایک مستقل احسان کیا ہے مرزا حیرت دہلوی کو اپنی خلافت شیخین پر بڑا ناز تھا لیکن
اب اُن کے کانوں تک یہ آواز ضرور پہنچنی چاہیے علاے ترک من مناز کہ ترکی تمام شد ایک ایک فقرہ کا جواب اس خوبی سے دیا ہے
کہ ناظرین پھڑک پھڑک جائیں گے اور مزہ یہ کہ قدیم طرز قال اقول کو کہیں استعمال نہیں کیا زمانہ حال کی انشاپردازی میں

یا علی انت و شیعتک فی الجنۃ

الحمد للہ کہ دریں خیر زمان تا بابد ربالانس والجان مالک دنیا و دین

رسالہ موسوم بہ

کلام المتین اعنی البلاغ المبین

سنہ ۱۳۲۵ھ

مولفہ زائر ابا عبد اللہ الحسین مولوی حافظ خواجہ فیاض حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

مطبع یوسفی دہلی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ محمد والہ واصحابہ الطیبین الطاہرین المعصومین ولعنۃ اللہ علیٰ اعدائہم وغاصبی حقہم اجمعین الیٰ یوم الدین اما بعد حقیر سراپا تقصیر عبدالباری **فیاض حسین** ابن قاسم علی مرحوم انصاری کیرانوی گذارش پرداز ہے کہ حقیر حسن اتفاق سے بمقام موضع سندھاولی ضلع مظفرنگر ماہ رمضان المبارک میں مہمان مومنین موقنین تھا ایک روز حقیر مصروف تلاوت کلام ملک علام تھا کہ دفعتاً جناب سیادت پناہ نخبۃ الانجاب سید اکرم علی صاحب نمبردار حقیر کے پاس تشریف لائے اور چند اوراق مشتملبر مزخرفات وخرافات پیش کئے حقیر نے اُن اوراق کا از اول تا آخر بغور مطالعہ کیا بعد مطالعہ خلاصہ مضمون سے معلوم ہوا کہ کاتب اوراق مذکور کوئی ایسا شخص ہے جو بظاہر مدعی دوستی اہلبیت رسول ہے اور باطن میں پورا دشمن اہلبیت علیہم السلام ہے آخر الامر جب کاتب اوراق کا نام نامی معرض بیان میں آیا تو معلوم ہوا کہ منشی پیر حنفی نامی کوئی صاحب ہیں منشی صاحب نے علاوہ چند امور اعتراضی کے بغرض اظہار محبت لسانی اصحاب ثلاثہ میں تین امر بہت بڑے اٹکل اپنی جودت طبع سے ایجاد فرمائے ہیں جو اُن کے زعم عالی میں

شاید آج تک اُن کے کسی عالم کو نہ سوجھی تھی - حالانکہ تینوں ہدایات الرشید کی کاسہ لیسی سے ہاتھ لگے ہیں اوّل تو یہ کہ شیعوں کا عقیدہ درباب خلافت و نیابت رسولؐ بہ نسبت جناب علی مرتضیٰؑ مثل وحی آسمانی محض از راہ محبّت لسانی ہے اقد دوسرے یہ کہ حسب عقیدہ فرقہ شیعہ جناب امیرؑ کا قرآن شریف کو ظاہر نفرمانا نعوذ باللہ موجب لعن آنحضرت و مصداق آیۂ کریمہ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدیٰ من بعد ما بیناہ للناس فی الکتاب اولئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللاعنون اور تیسرے یہ کہ حسب عقیدہ شیعہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا دعوی وراثت فدک کے لئے مجمع صحابہ میں جانا نص صریح وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ کی مخالفت اور اسکا پس پشت ڈالنا ہے

اور امور ثلاثہ مذکورہ کی تائید میں ماشاء اللہ عجیب استدلال فرمائی ہے کہ شاید و باید کیا عجب کہ ایسی استدلال کا طریقہ منشی صاحب نے اپنی عمر صرف کر کے لیلا و نہارا سرًّا و جہارًا مجلس معلم الملکوت کے درس خارجی سے حاصل کیا ہو کیونکہ ایسے استدلال اُسی کے مجلس وعظ میں تعلیم دئیے جاتے ہیں - قربان اُس استدلال پر نثار اُس تقریر پر - عبارت اس کی شستہ - فقرات اُسکے رفتہ الفاظ اُس کے مثل لفظ (کل وحی آسمانی) اور گفت وگو) وغیرہ کے نہایت ہی برجستہ غرض ہماری قوت گویائی اتنی قوت نہیں رکھتی کہ ہم اُس تقریر دلپذیر کی کماحقہ مدح وثنا کریں - اسیوجہ سے اوّل یہ خیال آیا تھا کہ ایسی تقریرات فضول وبیہودہ کے جواب میں کیوں وقت عزیز ضائع کیا جائے مگر باصرار مومنین سندھا ولی ونیز درد ایمانی نے جوش دلایا اور کہا کہ ہیں کلوخ انداز را پاداش سنگ ست نیز یہ خیال ہوا کہ ترک جواب عجز پر محمول ہوگا - ناچار مناسب معلوم ہوا کہ جواب اُن اوراق پریشان کا لکھا جائے اور اُس استدلال پر از اضلال اور تقریر پر از مکر وتزویر کی قلعی کھولی جائے اور ظاہر کیا جائے کہ جن اسلاف کے بچانیکی فکر میں منشی صاحب اور اُن کے مشیر ایسی ملمع کاری اور گندم نما جو فروشی کر رہے ہیں وہ کیا - اور کیا اُن کی حقیقت بقول شخصے کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ بیچارہ اب تک اس سے بے خبر ہیں کہ اسی فکر میں ان کی بڑے بڑے فضلا سر

دھن دھن کر اپنا سا منھ لئے ہوئے محبس قبر میں مقید دوائم الحبس ہو گئے اور اعبقات نا
استقصا و جوابات تحفہ وغیرہ کتب مبسوطہ مشہورہ کی طوق و زنجیر میں مسلسل ہو کر صم بکم
عزلت گزین بن گئے اگر انصاف و حیا کا پاس و لحاظ ہوتا تو واقعی امر یہ ہے کہ اس فرقہ
کا کوئی شخص بھی دم زنی نکرتا کیونکہ گروہ شیعہ نے بذریعہ احادیث معتبرہ و مقبولہ اہل
سنت کے امر حق کو ثابت کر دیا ہے - مگر کیوں نہو لکیر کے فقیر ہیں اولو کان اباءھم لا یعقلون
شیئا و لا یہتدون کا سبق ان کو ہر دم ورد ہے - انچہ استاد ازل گفت ہماں میگویم
کا ہر وقت وظیفہ ہے - یہی وجہ ہے کہ انھیں پرانی دہرانی باتوں کو جنکا صدہا کیا - بلکہ
ہزارہا مرتبہ مختلف طور پر مسکت جواب ہو چکا اناڑی کے پانوں کی طرح اُلٹتے پلٹتے
رہتے ہیں فما لھؤلاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثا افلا یتدبرون القرآن ام علی
قلوب اقفالھا غرض اب ہم اپنی تمہید ختم کر کے خواب مع نقل عبارت بجنسہ لکھتے ہیں

واللہ المستعان و علیہ التکلان فی کل حین و آن

قال بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد حمد خداوندی و نعت نبوی و درود و سلام بر آل نبی و اصحابہ
اجمعین بخدمت اہل انصاف عرض پرداز ہے براہ انصاف نیاز مند کی معروضہ سے اعراض
نفرما کر انصاف کو نظر انداز نفرماویں میرے مخلص بے ریا جناب حکیم میر بختاور علیصاحب اور میرے
بھائی صاحب سید اکرام علی صاحب نے نیاز مند کی دو گھنٹہ سمع خراشی کی - اگرچہ میرے بھائی
صاحب کو بحسب قول اُن کے اسقدر استعداد علمی نہیں ہے کہ ایسی بحث پیچیدہ کو پیش کرتے مگر
میر بختاور علی صاحب سے تعجب ہے کہ باوجود علم طبی و مجلسی کے مسئلہ امامت و خلافت کو کل
وحی آسمانی خیال فرما کر مئے محبت لسانی جناب امیر میں ایسے سرشار ہیں کہ نہ کتاب اللہ
سے کام اور نہ حدیث نبوی کی کچھ حقیقت - بلکہ بباعث خمار اُس مئے محبت لسانی کے
دوسروں کو اہانت اور بےعلمی اور نادانی اور جہالت وغیرہ وغیرہ سے یاد کرتے ہیں دعوی
جناب حکیم صاحب کا یہ ہے کہ امام اور خلیفہ وہ ہونا چاہئے جو مثل پیغمبر کے احکام خداوندی او

شریعت پیغمبر کو قایم رکھے اور اُس سے کسی قسم کی غلطی یا سقم یا نقص وغیرہ عمداً وسہواً واقع نہو اور وہ امام ازلی منجانب اللہ کہلاتا ہے۔ پس یہ صفت جناب علی مرتضیٰ میں ہے۔ دیگر فرقہاے کا عقیدہ ہے کہ امام اور خلیفہ منجانب اللہ مقرر ہونا فرض نہیں ہے واسطے انتظام امور دینی و دینوی حسب مشورت اہل اسلام کے کوئی شخص جو اسوقت اہل اسلام اپنے سے لایق فایق اہل تقوےٰ سمجھا جائے وہ امام و خلیفہ بعد پیغمبر یا بعد خلیفہ خلیفہ و امام ہوسکتا ہے لہذا وہ فرقہ ہمارے خلاف ہے اور ہمارا گروہ و فرقہ اُس فرقہ کو گمراہ خیال اور تصور کرتا ہے اقول و بہ نستعین حقیر بخدمت اہل انصاف عرض پرداز ہے براہ انصاف بیناز مند کے معروضہ سے اعراض نفرماکر انصاف کو نظرانداز نفرمادیں منشی پیر علی کی تحریر سے ہماری دو گھنٹہ سمع خراشی ہوئی اگرچہ منشی صاحب کو حسب تحریر اُن کے دکہ املاد و ربط عبارت سے بھی وقوف نہیں ہے اسقدر استعداد علمی نہیں ہے کہ ایسی بحث پیچیدہ کو تقریراً و تحریراً پیش کرتے مگر منشی صاحب کے شرکا سے تعجب ہے کہ باوجود ادعاے ہمدانی مسئلہ امامت و خلافت کو مثل پنچایت دھنے۔ جولاہے۔ تیلی۔ تنبولی وغیرہ اراذل قوم کے جہال فرماکر مٹے محبت لسانی اصحاب ثلاثہ میں ایسے سرشار ہیں کہ نہ کتاب اللہ سے کام اور نہ حدیث نبوی کی کچھ حقیقت بلکہ بباعث خمار اُس محبت لسانی کے دوسروں کو اہانت اور بے علمی اور نادانی اور جہالت وغیرہ وغیرہ سے یاد کرتے ہیں۔ اعتقاد منشی صاحب اور اُن کے ہم مشربوں کا جیسا کہ اپنی آخر تحریر میں خود لکھتے ہیں یہ ہے کہ نائب رسول اور خلیفہ رسول کے لئے یہ کوئی ضرور نہیں ہے کہ وہ مثل پیغمبر بعد پیغمبر احکام خداوندی اور شریعت نبوی کو قایم رکھے اور یہ بھی کوئی ضرور نہیں ہے کہ اس سے کسی قسم کی غلطی و خطا یا نقص و بیجا عمداً و سہواً عمل میں نہ آوے خلاصہ یہ کہ اسکا معصوم ہونا یا منجانب اللہ مقرر ہونا کوئی امر لازمی نہیں ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ نائب رسول جائز الخطا غیر معصوم مقرر کردہ منجانب خلق ہو نہ منجانب خدا یعنی واسطے امور دینی و دینوی کے حسب مشورت اہل اسلام

جسکو وہ اسوقت اپنے سے لایق وفایق اہل تقویٰ پائیں اُسکو خلیفۂ رسول ونائبِ رسول بنالیں۔ پس یہ صفات اصحاب ثلثہ وغیرہ خلفا میں ہیں جو بنا بر تحقیق شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کتاب قرۃ العینین میں بصفحہ ۲۹ یہ لوگ ہیں ابوبکر عمر عثمان علی معاویہ عبدالملک ولید سلیمان یزید ہشام ولید ابن یزید عمر ابن عبدالعزیز

اور بنا بر تحقیق علامہ سیوطی کتاب تاریخ الخلفا میں بصفحہ ص س ۲۶ یہ لوگ ہیں ابوبکر عمر عثمان۔ علی حسن معاویہ عبداللہ بن زبیر عمر بن عبدالعزیز مہدی باللہ عباسی ظاہر باللہ ۱۱ x ۱۲ ابھی ندارد ہیں دیکھئے کب ہوں لیکن ان دونوں میں ایک مہدی آل محمد سے ہوگا اور دوسرے کا کچھ پتہ نہیں کہ کون ہو۔ اور بنا بر تحقیق علامہ ابن حجر عسقلانی ص و نیز تاریخ الخلفا ص س ۲۶ یہ لوگ ہیں ابوبکر عمر عثمان علی تا روز حکمین معاویہ یزید عبدالملک ابن مروان۔ ولید ابن عبدالملک سلیمان بن عبدالملک یزید بن عبدالملک ہشام بن عبدالملک ولید پسر یزید پسر ہشام واضح ہو کہ علماء و محدثین اہل سنت وجماعت تعیین خلفاء دوازدہ گانہ رسول اللہ میں نہایت حیران پریشان مختلف الاقوال ہیں چنانچہ تاریخ الخلفا کے صفحہ مذکور پر تین قول علماء کے شیخ ابن حجر مکی نے بیان کرکے تیسرے قول کو واہی اور غیر معتمد لکھا ہے اور منجملہ دو قول کے قول اول جسکو قاضی عیاض نے لکھا ہے اسکو احسن اور ارجح الاقوال قرار دیا ہے اسی کی بنا پر یہ بارہ خلفا مذکورہ بالا بیان ہوئے نیز عبارت مذکورہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ سلیمان اور یزید کے درمیان میں عمر بن عبدالعزیز خلل انداز ہوا۔ حالانکہ علماء اہل سنت عمر ابن عبدالعزیز کے عدل وانصاف وپابندی شریعت کے قائل ہیں۔ معلوم نہیں کہ پھر کس وجہ سے اس منصب جلیل یعنی خلافت رسول

ملا ادر امام ہمام صدی چہاردہم اعنی سنیوں کے علامہ رشید گنگوہی کے نزدیک بھی اشخاص مذکورین خلفاء رسول ہیں چنانچہ خان والا شان کلو خان رئیس موضع ہربالی ضلع سہارنپور نے تازہ شیعہ ہوکر علامہ موصوف سے خلفاء رسول کو دریافت کیا تو ان ہی اشخاص مذکورین کے نام جواب خط میں لکھ کر ارسال فرمائے ۱۲

سے اس تحقیق میں اُس بیچارہ کو محروم کردیا اگر عمر ابن عبدالعزیز بھی خلفاء میں محسوب کیا جائے تو پھر تیرہ خلفاء ٹھہرتے ہیں اور اگر یزید کو بوجہ اُسکے فسق و فجور فاحش کے خلفاء سے خارج کریں تو گیارہ ہی رہتے ہیں بڑے افسوس کی بات ہے کہ آج تک اہل سنت خلفاء دوازدگانہ کی تعیین میں غلطاں پیچاں ہیں کسی کی تحقیق میں ۱۱ خلف اور کسی کی تحقیق میں ۱۲ خلفاء اور کسی کی تحقیق میں ۱۳ خلفا اور کسی کی تحقیق میں ۱۴ خلفا نکلتے ہیں حالانکہ یہ امر مسلم ہے کہ رسول مقبولؐ نے اپنے بعد بارہ خلفا ہونے کی خبر دی ہے چنانچہ جلد ثانی صحیح مسلم کے ص ۱۱۹ پر سات حدیثیں ایسی منقول ہیں اور علامہ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفا مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی عبدالاحد ۱۳۰۹ھ میں ص ۷ پر صحیح بخاری و صحیح مسلم سے ناقل ہیں کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا لا یزال ہذا الامر عزیزا ینصرون علی من ناواہم علیہم اثنا عشر خلیفۃ کلہم من قریش اخرجہ الشیخان یعنی ہمیشہ یہ دین غالب مظفر و منصور رہیگا جب تک کہ بارہ خلیفہ ہوں جو سب کے سب قریش ہوں گے دیکھو علامہ نے اس حدیث کو دس طریق سے بیان کیا ہے اور مودۃ القربیٰ میں بصفحہ ۴۳ منقول ہے عن جابر بن سمرۃ قال کنت مع ابی عند رسول اللہ فسمعتہ یقول بعدی اثنا عشر خلیفۃ ثم اخفی صوتہ فقلت لابی ما الذی قال فی اخفی صوتہ رسول اللہ قال کلہم من بنی ہاشم علامہ سید علی ہمدانی جو بڑے عالم علماء اہل سنت سے ہیں وہ جابر بن سمرہ سے ناقل ہیں کہا اُس نے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ خدمت رسولؐ میں حاضر تھا کہ حضرت نے فرمایا بعد میرے بارہ خلیفہ ہوں گے اس کے بعد حضرت نے آواز اپنی دھیمی کردی میں نے اپنے باپ سے کہا حضرت نے آہستہ کیا فرمایا کہا اُس نے کہ فرمایا ہے کہ یہ بارہ خلیفہ بنی ہاشم سے ہونگے غرض کہ بربناء احادیث مذکورہ بالا محدثین و فضلا اگر اشخاص مذکورین خلفاء رسولؐ مقبول مسلم اور درست ہیں تو فی الحقیقت جناب منشی صاحب آپ اپنے عقیدہ میں کامل ہیں اس لئے کہ آپنے جو اپنے علماء سے سُنا اُسی کے کاربند ہیں دیکھو خود آپکے عالم جید شیخ

شیخ ابن حجر مکی نے صواعق محرقہ میں بہ صفحہ ۱۹۳ حضرت معاویہ اور دیگر خلفار کی بنسبت بہت بڑی لمبی چوڑی تقریر کی ہے محصل اسکا یہ ہے کہ خلافت معاویہ کی اگرچہ صحیح ہے لیکن زیادہ تر وہ بادشاہت کے مشابہ تھی اسواسطے کہ وہ اکثر امور میں سنتہائے راشدین کے مخالف ہوگئی تھی مگر تاہم وہ خلافت بوجہ اجتماع کرنے اہل حل و عقد کے برحق اور صحیح ہے اور خارج ہونا اُس خلافت کا سنتہائے خلفائے راشدین سے اُسکا مطلب ہے کہ اُسمیں ایسے امور پیدا ہوگئے تھے جو اجتہاد غیر مطابق واقع سے پوشیدہ ہوتے ہیں جسکا مجتہد گنہگار نہیں ہوتا لیکن فرق اتنا ہے کہ اجتہاد غیر مطابق واقع کی وجہ سے مجتہد کا درجہ پست سمجھا جاتا ہے بمقابلہ اُس شخص کے جسکا اجتہاد صحیح مطابق واقع کے ہو کہ وہ خلفا اربعہ اور حسنؓ ہیں۔ پس جسنے حکومت معاویہ کو حکومت بادشاہانہ سے تعبیر کیا ہے اسکا مطلب یہی ہے کہ اسمیں وہ اجتہادات واقع ہوئے جنکو ہمنے بیان کیا اور جس نے اسکو خلافت سے تعبیر کیا ہے اُسکا مطلب یہ ہے کہ بوجہ نزول حسن اور اجتماع اہل حل و عقد کے معاویہ خلیفہ برحق مطاع سمجھا گیا ہے پس واجب ہے اطاعت

حاشیہ عبارت صواعق محرقہ صفحہ ۱۹۳ و م ما اخرجہ ابن ابی شیبہ فی المصنف عن سعد بن جہان قال قلت لسفینۃ ان بنی امیہ یزعمون ان الخلافۃ فیہم فقال کذبوا بنوالزرقا بل ہم ملوک من اشر الملوک واول الملوک معاویۃ۔ فلا یتوہم منہ ان لا خلافۃ لمعاویہ لان معناہ ان خلافتہ وان کانت صحیحۃ الا انہ غلب علیہا مشابہۃ الملک لانہا خرجت عن سنن خلافۃ الخلفاء الراشدین فی کثیر من الامور فہی حقۃ صحیحۃ من حین نزول الحسن لہ واجتماع الناس من اہل الحل والعقد علیہ وتلک من حیث انہ وقع فیہا امور ناشیۃ عن اجتہادات غیر مطابقۃ للواقع لا یاثم بہا المجتہد لکنہا تؤخر عن درجات ذوی الاجتہادات الصحیحۃ المطابقۃ للواقع وہم الخلفاء الاربعۃ والحسن رضی اللہ عنہم فمن اطلق علی ولایۃ معاویۃ انہا ملک اراد من حیث ما وقع فی خلالہا من تلک الاجتہادات التی ذکرناہا ومن اطلق علیہا انہا خلافۃ اراد انہ بنزول الحسن لہ واجتماع اہل الحل والعقد علیہ صار خلیفۃ حق مطاعا یجب لہ من حیث الطاعۃ والانقیاد ما یجب للخلفاء الراشدین قبلہ ولا یقال بنظیر ذلک فیہ

اور فرماں برداری اسکی جیسیے کہ واجب تھی خلفاء راشدین کی قبل معاویہ کے اور یہ ہرگز نہیں ہوسکتا ہے کہ معاویہ کے بعد جو لوگ ہوئے ہیں اُن کی بھی اطاعت اور فرماں برداری اسی طرح واجب ہو اس لئے کہ وہ لوگ اہل اجتہاد سے نہ تھے۔ بلکہ وہ لوگ نافرمان اور فاسق تھے اُن کا شمار کسی طرح خلفاء کے ذیل میں نہیں ہوسکتا ہے۔ بلکہ وہ بدترین بادشاہوں میں شمار ہیں سوائے عمر بن عبدالعزیز کے کہ وہ اور زبیر خلفاء راشدین سے ہیں۔

واہ جی جناب علامہ ابن حجر باایں علم و فضل کیا کہنا آپکے کہ مکرنے کا پہلے تو آپ نے اُن سب لوگوں کے خلیفہ ہونے کا اقرار اور بمقابلہ حضرت معاویہ یہ انکار۔ اگر کسی حاکم وقت کے روبرو یہ تقریر پیش ہو تو میرے خیال میں یقیناً دروغ حلفی کی دفعہ لگائے لیکن اسمیں آپ کی خطا نہیں یہ انکار آپ کے دلی مطلب کا اظہار کنندہ ہے کہ آپنے جس طرح بن پڑا ہیر پھیر اور اینچ پینچ کرکے اپنا اور اپنے مقلدین کا من سمجھوتہ کردیا یہ خطاء اجتہادی کا خوب آپنے سبق پڑھا اور پڑھایا۔ یہی تو وجہ ہے کہ اس خطاء اجتہادی کی آڑ میں یزید پسر معاویہ کی بھی بچت کا سلسلہ علماء اہلسنت نے نکال رکھا ہے۔ ذرّیت رسول و اہل بیت رسول پر وہ ظلم و جور۔ اور ظالم خطاء اجتہادی کی وجہ سے بری۔ اے ماشاء اللہ کیا مسلمانی ہے۔ کیوں نہو۔

علاوہ ازیں کتاب مستطاب ازالۃ الخفاء کے صفحہ ۵ پر مرقوم ہے "در حدیث وارد شدہ کہ آنحضرت خبر دادند کہ چندگاہ نبوت و رحمت خواہد بود بعد ازاں خلافت و رحمت بعد ازاں ملک عضوض بعد ازاں جبریت و عتوو در بعضے روایات خلافت بر منہاج نبوت واقع شدہ و نیز بثبوت رسیدہ کہ آنحضرت خبر دادند الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ یعنی میری خلافت تیس برس تک رہے گی بعد اُس کے بادشاہان گزندہ ہوں گے۔ دیکھو اس روایت سے بخوبی ثابت ہی

بعدہ لان اولئک لیسوا من اھل الاجتہاد بل منہم عصاۃ فسقۃ لا یعدون من جملۃ الخلفاء لو جیلون من جملۃ الملوک بل من اشرارھم الا عمر بن عبدالعزیز فانہ ملحق بالخلفاء الراشدین و کذا ابن الزبیر انتہی من صواعق محرقہ ۱۲

۵۲ حاشیہ اصل کتاب یعنی سلطنتے خواہد کہ دراں ہر رعیت ظلم و ستم خواہد رسید ۱۲

کہ خلافت سی سالہ کے بعد بادشاہان گزندہ ہوں گے اب یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ جب خلافت کل ۳۰ سال تک رہنے والی تھی تو پھر رسول اللہ نے بادشاہان گزندہ کو کیوں اپنی خلافت میں محسوب فرمایا اور بارہ کے اندر کیوں محصور کیا۔ حالانکہ حسب تصریح مورخین علاوہ حضرت عثمان کے تیرہ بادشاہ بنی امیہ سے اور ۲۵ عباسیہ سے ایک ہی صفت اور قسم کے ہوئے ہیں الاشاذونادر اور بعض خلفاء بنی امیہ وعباسیہ کو علماء اہلسنت اُن سے مستثنے کر کے متصف بعدل وانصاف کرتے ہیں۔ پس ان کل خلفاء بنی امیہ وبنی عباسیہ سے چند لوگوں کو چھانٹ کر ۱۲ عدد خلفاء کے پورے کرنے کس قاعدے اور اصول شرعیہ سے ہے حالانکہ کوئی حدیث رسول ان خلفاء دوازدہ گانہ کے اسماء کی علماء اہل سنت وجماعت بیان نہیں کرتے ہیں۔

نیز چونکہ بعض احادیث خلفاء دوازدہ گانہ میں یہ بھی وارد ہے کہ یہ بارہ خلیفہ تا قیام قیامت ہیں تو پھر خلفاء بنی امیہ پر اسکا اطلاق کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ اُن سب کا زمانہ ختم ہو چکا۔ پس ضروری ہے کہ یا حدیث خلافت سی سالہ جھوٹی ہے یا احادیث ہفتگانہ خلافت خلفاء دوازدہ گانہ جھوٹی اور بناوٹی ہیں۔ لیکن حدیث سی سالہ محض ایک ہی ہے اور دوازدہ گانہ کی سات ہیں اور وہ بھی اصح الکتب صحیح مسلم میں ہیں۔ پس اگر وہ ساتوں حدیثیں صحیح قرار دی جائیں اور خلفاء دوازدہ گانہ جن کو حسب تفصیل مندرجہ بالا علماء اہل سنت خلفاء رسول قرار دیتے ہیں بفرض محال مان لئے جاویں کہ بمصداق احادیث خلفاء دوازدہ گانہ یہی لوگ خلیفہ رسولؐ مقبول ہیں تو لازم آتا ہے کہ اطاعت ان کی مثل اطاعت رسولؐ امت پر واجب ہو کس لئے کہ بخاری کی کتاب الاحکام میں بصفحہ ۱۱۸ باب قول اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم میں وارد ہے ان رسول اللہ قال من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ ومن اطاع امری فقد اطاعنی ومن عصا امری فقد عصانی یعنی رسول اللہ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی

اطاعت خلیفہ مثل اطاعت خدا اور رسول امت پر فرض ہے

اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اُسنے اللہ کی نافرمانی کی اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی گویا میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی گویا میری نافرمانی کی اور امیر بمعنی خلیفہ کتب احادیث اہل سنّت میں مستعمل ہوتا ہے دیکھو جلد دوم صحیح مسلم کتاب الامارۃ پس ثابت ہوا کہ اولی الامر سے مراد اس آیۂ شریفہ میں خلفاء رسول ہیں اور یہ ہی عقیدہ شیعوں کا ہے چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیۂ کریمہ میں دو مرتبہ لفظ اطیعو فرمایا ہے ایک لفظ اللہ کے ساتھ دوبارہ لفظ رسول اور اولی الامر کیساتھ اسمیں یہ نکتہ لطیف ہے کہ خلیفہ رسول چونکہ حافظ شریعت اور نگہبان جاری کرنیوالا احکام رسول کا ہوتا ہے کیونکہ اطاعت اُس کی عین اطاعت رسولؐ کی ہے لہذا حق سبحانہ تعالیٰ نے حکم اطاعت رسول اور اولی الامر میں ایک صیغہ ارشاد فرمایا

بہرحال بنص قرانی کہ جس کی تفسیر حدیث بخاری سے اوپر بیان ہوئی (اطاعت خلیفہ رسول کی مثل اطاعت خدا ورسول کے ہر مسلمان پر فرض ہے اور نافرمانی اُسکی عین نافرمانی خدا ورسول ہے) پس جبکہ حسب تصریح شیخ ابن حجر مکی شیخ الاسلام اہل سنت و دیگر بزرگ علماء فرقۂ مذکورہ مثل قاضی عیاض و علامہ جلال الدین سیوطی وغیرہ کے خلفاء دوازدہ گانہ رسول میں یزید خلف الرشید حضرت معاویہ بھی داخل ہے تو اطاعت یزید کی بھی معاذاللہ فرض ولازم ہوئی پس بحکم یزید ابن زیاد اور عمر ابن سعد وشمر ذی الجوشن وسنان ابن انس وغیرہ نے قتل امام حسین فرزند رسول الثقلین نے جو کچھ ظلم وستم فرزندان رسولؐ وہتک حرمت ذریت علی و بتول کے ساتھ کیا وہ سب عین حق وصواب تھا بلکہ مرتکب اس ظلم وجور کے نعوذ باللہ پیش خدا مستحق اجر وثواب ہوئے اور شہادت امام حسین باطل اور کالعدم ہوئی بلکہ عیاذاباللہ نواسہ رسولؐ نے اولی الامر کی بغاوت اور نافرمانی کی۔ پس اگر اسیکا نام اسلام ہے تو ایسے اسلام اور اہل اسلام کو ہمارا اسلام ہے۔

اور اگر بفرض محال تسلیم کیا جائے کہ ساتوں حدیثیں خلفاء دوازدہ گانہ مندرجہ صحیح مسلم غلط اور جھوٹی ہیں اور حدیث الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ و بعدہ ملک عضوض صحیح اور معتمد ہے تو اس خلافت سی سالہ کا حساب بموجب تصریح مندرجہ مدارج النبوۃ ص ۶۷۲ و تاریخ الخلفاء ص ۱۵۹ اس طرح پر ہوتا ہے۔

۲ برس ۷ ماہ حضرت ابوبکر نے خلافت کی ۱۰ برس ۶ ماہ حضرت عمر نے کی ۱۲ برس حضرت عثمان نے کی اور حضرت علیؑ کی خلافت کے بارہ میں مدارج النبوۃ کے صفحہ مذکورہ پر لکھا ہے (و شہید کردہ شد وے بر راس ثلثین سنہ و تمام شد بوے مدت خلافت و بود خلافت وے چہار سال و ہفت ماہ و شش روز یا دوازدہ و بعضے چہار سال و نہ ماہ گفتہ و تمام شد سال پنجم بولد وے امام حسن مجتبیٰ) اس تفصیل مندرجہ بالا کل زمانہ خلافت خلفاء اربعہ مسلمہ اہلسنت کا ۲۹ برس ۸ ماہ ۶ روز ہوا تو خلافت سی سالہ میں صرف ۳ ماہ ۲۴ روز باقی رہے۔ اور حالات سعادیہ میں ص ۶۸ پر کتاب مذکور کے لکھا ہے (و متولی شد شام را بعد از برادرش یزید بن ابی سفیان در زمن عمر ابن الخطاب و ہمیشہ بود متولی و حاکم شام تا چہل سال ازاں در زمان عمر و تمام مدت خلافت عثمان و خلافت علی و ابن وے حسنؑ و مجموع آں بست سال است تا مستبد و مستقل شد بامارت بتسلیم حسن ابن علی اور ابو سے در سنہ احدی و اربعین و بست سال گذشت تا وفات یافت در سنہ ستین در رجب بدمشق)

بہر حال اس عبارت سے واضح ہے کہ معاویہ نے ۴۰ برس خلافت و حکومت کی ۲۰ برس تا صلح حضرت امام حسن کے پوری ہوئی اگر یہ بیس سال خلافت سی سالہ میں محسوب کئے جائیں تو ۲۰ برس تک بقول علماء اہل سنت کے خلافت راشدہ اور حقہ ہوئی باقی ۲۰ برس علاوہ اسکے جو خلافت کی وہ داخل خلافت بادشاہاں گذرندہ ہوئے۔ صورت میں معاویہ بقول علماء اہل سنت داخل بادشاہان گزندہ اور اشر الملوک ہوا ہیں اہل سنت کو اختیار ہے چاہے ساتوں حدیثیں خلفاء دوازدہ گانہ کو صحیح قرار دے کر یزید کو خلیفہ برحق اور عون

نواسہ رسول کو مباح و جائز قرار دیں یا معاویہ کو بادشاہان گزندہ اور اشر الملوک سے قرار دیکر زمرہ صحابۂ کبار سے خارج کریں۔

خلاصہ یہ کہ اگر ہم اس سے قطع نظر کریں کہ معاویہ و یزید و مروان وغیرہ خلفاء مذکورہ اچھے تھے یا بُرے تاہم کہتے ہیں کہ اہل اسلام کو اہل سنت کی طبع زاد اور من گھڑت احادیث سے جو دربارۂ خلفاء رسول بنائی گئی ہیں بہت کچھ نقصان پہنچا اس لئے کہ سنہ ۹۹ ہجری میں جبکہ حسب مذہب عموم اہل سنت عمر بن عبد العزیز پر خلافت کی گنتی ختم ہوئی اور بارہ خلفاء رسول جن کی حضرت رسول خبر دے گئے تھے گذر چکے تو لازم یہ آتا ہے کہ ان کے بعد گویا اسلام بھی بالائے ہوا ہو گیا اس لئے کہ اب اسلام نہ کسی خلیفہ کے زیر حکومت ہے اور نہ اُن کے بعد سے اہل سنت کے لئے یوم ندعو کل اناس بامامہم کا مصداق کوئی امام و خلیفہ ہے علی ہذا حدیث متفق علیہ بین الفریقین شرح عقائد نسفی چھاپہ لکھنؤ صفحہ ۱۱ من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتتہ جاہلیتہ کی رو سے تمام اموات اہل سنت کا گذر جاہلیت یعنی کفر کے پھاٹک سے ہوا اور آیندہ تا قیامت ہوتا رہے گا ہائے افسوس خلفاء کی ناواجبی بیجل محبت نے اہل سنت کو ایسا لاچار بنایا کہ سنہ ۹۹ میں اسلام کو دفن کر کے اسپر فاتحہ پڑھ بیٹھے اور سنہ مذکورہ سے آیندہ قیامت تک نری مسلمانیت سے بھی دست بردار ہو گئے آخر الامر انہی خرابیوں کی بنا پر بعض علماء اہل سنت مجبور ہو کر قائل ہوئے ہیں کہ اطلاق خلفاء دوازدہ گانہ کا ملوک بنی امیہ و عباسیہ پر نہیں ہو سکتا بسبب اُن کے ظلم اور فسق و فجور فاحش کے بلکہ بجز دوازدہ امام کے جو اولاد رسول سے ہیں کوئی شخص مصداق ان خلفاء دوازدگانہ کا نہیں ہو سکتا (۱) دیکھو کتاب ینابیع المودت تالیف شیخ سلیمان بلخی قندوزی سنی حنفی جو دار السلطنت قسطنطنیہ میں طیار ہوئی ہے اور حسب فرمایش سلطان عبد العزیز خان کے کُتب معتبرہ اہل سنت سے انتخاب روایات کر کے تالیف کی گئی ہے اُس کے صفحہ ۳۷۳ سطر ۳ مطبوعہ بمبی سنہ ۱۳۱۱ھ میں بعد ذکر اُن احادیث کے

سنہ ۹۹ھ سے اسلام لاوارث ہوا ہو گیا

جن میں پیغمبر نے فرمایا ہے کہ بعد میرے بارہ خلیفہ ہونگے لکھا ہے۔

قال بعض المحققین ان الاحادیث الدالۃ علی کون الخلفاء بعدہ اثنا عشر قد اشتہرت من طرق کثیرۃ فبشرح الزمان وتعریف الکون والمکان علم ان مراد رسول اللہ من حدیثہ ھذا الائمۃ الاثنا عشر من اھلبیتہ وعترتہ اذ لایمکن ان یحمل ھذا الحدیث علی الخلفاء بعدہ من اصحابہ لقلتہم عن اثنا عشر ولایمکن حملہ علی الملوک الامویۃ لزیادتھم علی اثنا عشر ولظلمہم الفاحش الا عمر بن عبد العزیز ولکونہم غیر بنی ھاشم لان النبی قال کلہم من بنی ھاشم وفی روایۃ عبد الملک عن جابر واخفاء صوتہ فی ھذا القول یرجح ھذہ الروایۃ لانھم لایحسنون خلافۃ بنی ھاشم ولایمکن ان یحملہ علی الملوک العباسیۃ لزیادتھم علی العدد المذکور ولقلۃ رعایتہم الآیۃ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی وحدیث الکساء فلابد من ان یحمل ھذا الحدیث علی الائمۃ الاثنا عشر من اھلبیتہ وعترتہ لانھم کانوا اعلم زمانھم واجلھم واورعھم واتقاھم واعلاھم نسبا وافضلھم حسبا واکرمھم عند اللہ وکان علومہم من اباءھم متصلا بجدھم وبالوارثۃ واللدنیۃ کذا عرفھم اھل العلم والتحقیق واھل الکشف والتوفیق ویوید ھذا المعنی ای ان مراد النبی الائمۃ الاثنا عشر من اھلبیتہ ویرجحہ حدیث الثقلین والاحادیث المتکثرۃ فی ھذا الکتاب وغیرھا واما قولہ کلہم یجتمع علیہ الامۃ فی روایۃ جابر بن سمرۃ فمرادہ ان الامۃ یجتمع علی الاقرار بامامۃ کلہم وقت ظہور قائم المھدی رضی اللہ عنہ

ترجمہ۔ بعضے محققین قائل ہیں کہ جن حدیثوں میں بارہ خلفا کا ذکر ہے وہ حد درجہ کی شہرت پر فائز ہیں اور بوجہ کثرت طرق واقتضائے زمان ومکان یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کا مقصود بارہ خلیفہ سے وہی بارہ امام ہیں جو ان کے

اثبات خلافت اہلبیت از حدیث رسول از کتب اہل سنت

اہل بیت اور عترت سے ہوئے کیونکہ نہ خلفاء راشدین مراد ہو سکتے ہیں جو چار تھے
کہ انہیں آٹھ کی کمی ہے اور نہ ملوک بنی امیہ مراد ہو سکتے ہیں کہ ان کی تعداد بارہ سے زاید
تھی نیز اُن کا ظلم فاحش اور ظلم کھلا تھا بجز عمر بن عبد العزیز کے اور وہ سب بنی ہاشم سے
بھی نہ تھے حالانکہ حضرت نے فرمایا ہے وہ سب بنی ہاشم سے ہوں گے جیسا کہ روایت
عبد الملک میں ہے جو جابر سے منقول ہے اور حضرت کا اس فقرہ کو (کلہم من بنی ہاشم)
آہستہ سے فرمانا اسی بات کی تائید کرتا ہے کیونکہ وہ لوگ بنی ہاشم کی خلافت ناپسند
رکھتے تھے اور یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ سلاطین عباسیہ مراد ہوں کیونکہ اُن کی تعداد بھی
تعداد مذکور یعنی دوازدہ گانہ سے بہت زیادہ تھی اور وہ لوگ بالکل آیہ قل لا اسئلکم
علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی اور حدیث کساء کی رعایت نرکھتے تھے تو اب ضرور ہوا
کہ اُن احادیث کو ان بارہ اماموں کے حق میں مانیں جو اہلبیت اور عترت رسول ؑ
سے تھے کس لئے کہ وہ عالم تر اپنے اہل زمانہ سے تھے اور بزرگتر لوگوں سے خدا کے
نزدیک تھے۔ علوم اُن کے آباء طاہرین کے ذریعہ سے متصل تھے اپنے جد رسول
کریم کے ساتھ از روے وراثت کے اور بطور علم لدنی کے یہ بھی تحقیق ہے اہل کشف اور
اہل علم و تحقیق و توفیق کے اور حدیث ثقلین و نیز دیگر احادیث بیشمار بھی اسی تحقیق کے
کے موئد ہیں اور یہ جو حدیث جابر بن سمرہ میں وارد ہے کہ امت اتفاق کرے گی ان کی
امامت پر تو مراد اس سے پیغمبر ؐ کی یہ ہے کہ امت اجماع کرے گی اور اقرار کرے گی
بارہ خلیفوں کی امامت پر وقت ظاہر ہونی قائم مہدی رضی اللہ عنہ کے

استفہام سے بخوبی مثل روز روشن معلوم ہوتا ہے کہ اطلاق بارہ خلفا کا نہ ثلاثہ پر
ہو سکتا ہے اور نہ ملوک بنی امیہ پر کیونکہ وہ بارہ سے زاید گذرے ہیں نیز وہ ظالم اور
جابر تھے اور بنی ہاشم نہ تھے اور نہ بنی عباسیہ پر ہو سکتا ہے۔ گو وہ بنی ہاشم تھے مگر بارہ
سے کہیں ان کا عدد زیادہ تھا۔ پس لامحالہ بنا بر تحقیق محققین سوائے اُن بارہ

اماموں کی جو اولاد رسول سے ہوئے دوسرے لوگ مراد نہیں ہو سکتے - فرقہ شیعہ انھیں بارہ کو خلفاء رسول کہتا ہے ۶ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد -

(۲) ینابیع المودۃ ص ۲۳۷ س ۲ عن ابن عباس رضی اللہ قال سمعت رسول اللہ یقول انا و علی والحسن والحسین وتسعۃ من ولد الحسین مطہرون معصومون (اخرجہ الحموینی) ابن عباس سے منقول ہے کہ فرمایا رسول نے میں اور علی اور حسن اور حسین اور نو شخص اولاد حسین سے معصوم اور طیب وطاہر ہیں

(۳) مودۃ القربیٰ ص ۳۵ ینابیع المودۃ ص ۲۳۷ س ۲۲ عن علی قال قال رسول اللہ من احب ان یرکب سفینۃ النجاۃ ویتمسک بالعروۃ الوثقیٰ ویعتصم بحبل اللہ المتین فلیتول علیا بعدی ویعاد عدوہ یاتم بالائمۃ الھداۃ من ولدہ فانھم خلفائی من بعدی واوصیائی وحجج اللہ علی خلقہ بعدی وسادۃ امتی و قادۃ الاتقیا الی الجنۃ حزبھم حزبی واعدائھم حزب الشیطان ترجمہ یعنی فرمایا رسول نے جو کشتی نجاۃ کی سواری اور عروۃ الوثقیٰ سے تمسک اور حبل اللہ متین اور مضبوط سے معتصم ہونا چاہئے وہ ولایت علی قبول کرے کہ وہ میرے خلیفہ ہیں بعد میرے اور اوصیا میرے اور حجت خدا بعد و پیر بعد ان کے سردار امت کے اور پیشوا اتقیا کے کہ لیجائیں گے اُنکو طرف جنت کے اُن کے ساتھی میرے ساتھی ہیں اور ان کے دشمنوں کے ساتھی ہمراہیان شیطان ہیں -

(۴) ینابیع المودۃ ص ۴۴۰ س ۲۲ اخرج ابو المؤید موفق ابن احمد الخوارزمی بسندہ عن سلیمان راع رسول اللہ قال سمعت رسول اللہ یقول لیلۃ اسری بی الی السماء قال لی الجلیل جل جلالہ امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ فقلت والمومنون قد صدقت قال یا محمد انی اطلعت الی اھل الارض اطلاعۃ فاخترتک منھم فشققت لک اسما من اسمائی فلا اذکر فی موضع

الا ذکرت معی فانا المحمود وانت المحمد ثم اطلعت الثانیۃ فاخترت منہم
علیا فسمیتہ باسمی یا محمد خلقتک و خلقت علیا وفاطمۃ والحسن والحسین من
نوری وعرضت ولایتکم علی اھل السمٰوات والارض فمن قبلہا کان عندی
من المومنین ومن جحدھا کان عندی الکافرین یا محمد لو ان عبدا من
عبیدی عبدنی حتی ینقطع او یصیر کالشن البالی ثم جاءنی جاحد الولایتکم
ما غفرت لہ یا محمد تحب ان تراھم قلت نعم یا رب قال لی انظر الی یمین
العرش فنظرت فاذا علی وفاطمۃ والحسن والحسین وعلی ابن الحسین ومحمد
بن علی وجعفر بن محمد وموسی ابن جعفر وعلی ابن موسی ومحمد بن علی وعلی
بن محمد والحسن بن علی ومحمد ن المھدی بن الحسن کانہ کوکب دری بینھم
وقال یا محمد ھولاء حجج علی عبادی وھم اوصیاءک والمھدی منھم الثائر
من قاتل عترتک وعزتی وجلالی انہ المنتقم من اعدائی والممد
لاولیائی (ایضاً اخرجہ حموینی)

ترجمہ بیان کیا ابو المویٔد موفق ابن احمد خوارزمی نے بسند خود سلیمان راعی رسول اللہ
صلعم سے کہا اُسنے سنا میں نے رسول اللہ سے کہ فرماتے تھے شب معراج کو جب میں بالائے آسمان
طلب کیا گیا تو مجھ سے ارشاد باری تعالیٰ ہوا آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ میں نے
کہا والمومنون فرمایا سچ کہا تو نے پھر ارشاد ہوا اے محمدؐ میں نے اہل زمین کی جانب ایک
نظر کی تو میں نے ان میں سے تجکو پسند کیا پس میں نے تیرا نام اپنے نام سے مشتق کیا
پس جب میرا ذکر کیا جائے گا تو میرے ساتھ تیرا بھی ذکر کیا جائے گا میں محمود ہوں
اور تو محمدؐ ہے پھر میں نے دوبارہ نظر کی تو اہل زمین سے علیؑ کو پسند کیا۔ پس اُس
کو بھی اپنے نام سے مسمیٰ کیا اے محمدؐ پیدا کیا میں نے تجکو اور پیدا کیا علیؑ و فاطمہ
اور حسنؑ اور حسینؑ اور نو امام اولاد حسینؑ کو نور سے اور پیش کیا تمھاری ولایت

کو اہل آسمان و زمین پر پس جس نے اس کو قبول کیا وہ میرے نزدیک مومنین سے ہوا اور جس نے اس سے انکار کیا وہ میرے نزدیک کافرین سے ہوا۔ اے محمدؐ اگر کوئی بندہ میرے بندوں سے میری عبادت اس درجہ کرے کہ اس کے اعضا اور جوارح بالکل بیکار ہو جائیں یا مثل مشک کہنہ کے بوسیدہ ہو جائے اور پھر وہ میرے پاس آئے اور تمہاری ولایت کا منکر ہو تو میں اس کو ہرگز نہ بخشوں گا اے محمدؐ تم چاہتے ہو کہ اپنے خلفا کو دیکھو میں نے عرض کیا ہاں اے رب میرے۔ ارشاد ہوا عرش کی داہنی جانب نظر کرو پس ایک دفعہ جو میں نے نظر کی تو دیکھا علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور علی بن الحسین اور محمد ابن علی اور جعفر بن محمد اور موسیٰ بن جعفر اور علی بن موسے اور محمد ابن علی اور علی ابن محمد اور حسن ابن علی اور محمد مہدی بن الحسن مثل ستارہ درخشندہ کے اُن میں تاباں ہے پھر ارشاد ہوا اے محمدؐ یہ میرے بندوں پر میرے حجج ہیں اور تیرے وصی اور جانشین ہیں اور مہدی ان میں سے تیری عترت و ذریت اور قاتلین سے خون بہا لینے والا ہے قسم ہے مجکو اپنے عزت و جلال کی کہ مہدیؑ میرے دشمنوں سے انتقام لینے والا ہے اور میرے اولیا کا مدد کنندہ ہے۔

منشی صاحب ملاحظہ کیجئے اس حدیث میں نام بنام بارہ ائمہ خلفا رسولؐ کی خداوند عالم نے خبر دی ہے۔

(۵) روضۃ الاحباب تصنیف علامہ سید جمال الدین محدث سنی کی کتاب مستطاب مشہور اور مستند ہے چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوۃ میں اکثر اس سے استناد کیا اور شاہ عبدالعزیز دہلوی نے بھی تعریف و توثیق اس کی اپنے رسالہ اصول حدیث مطبوعہ کلکتہ میں بصفحہ ۲۸ بدیں عبارت کی ہے۔ (و آنچہ متعلق بوجود منبع فیوض پیغمبر ما و صحابہ کرام و آل عظام اوست از ابتداء تولد آں جناب تا غایت آں سیرت نامند۔ سیرت ابن اسحاق و سیرت ابن ہشام و سیرت ابن عمر و دیگر کتب بسیار

درین باب تصنیف شده و بالفعل نسخهٔ صحیحهٔ روضة الاحباب میر جمال الدین محدث حسینی
البهم رسد که خالی از الحاق و تحریف باشد بهتر از همه تصانیف این باب است و مدارج
النبوة شیخ عبد الحق محدث و سیرت شامیه و مواهب لدنیه مبسوط ترین سیر تنها اند)
اور محمد تیغ بہادر نے کتاب مذکور یعنی روضة الاحباب کو ۱۲۹۷ھ میں مطبع انوار محمدی
واقع لکھنؤ اہتمام بلیغ کرکے بتصحیح مولوی محمد صادق علی و مولوی محمد عزیز حسن و
مولوی فتح محمد چار نسخ صحیحہ سے مقابلہ کرکے چھپوایا ہے اب اُس کی صحت میں کوئی شک
و شبہہ باقی نہیں رہا اُسی نسخۂ شریفہ میں بصفحہ ۸۲۷ و ۸۲۸ بذیل ذکر امام دوازدہم
یہ حدیث منقول ہے واز جابر ابن یزید جعفی مرویست کہ گفت شنیدم از جابر ابن عبد اللہ
انصاری رضی اللہ عنہ کہ می گفت کہ چوں ایزد تعالیٰ نازل گردانید بر پیغمبر خود این آیہ
را یا ایها الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم گفتم
یا رسول اللہ می شناسم خدا و رسول او را پس کیستند اصحاب امر کہ خدائے تعالیٰ
اطاعت ایشان را فرض ساختہ است بطاعت تو پس بگفت رسول اللہ هم
خلفای من بعدی اولهم علی ابن ابیطالب ثم الحسن ثم الحسین ثم علی ابن
الحسین ثم محمد بن علی المعروف فی التوراة بالباقر وستدرکه یا جابر
فاذا لقیته فاقرء منی السلام ثم الصادق جعفر بن محمد ثم موسی بن جعفر
ثم علی بن موسی ثم محمد بن علی ثم علی بن محمد ثم الحسن بن علی ثم
حجة الله فی ارضه وبقیته فی عباده محمد بن الحسن ابن علی ذالک الذی
یفتح الله عزوجل علی یدیه مشارق الارض ومغاربها وذالک الذی
یغیب عن شیعته واولیائه غیبة لایثبت فیها علی القول بامامته
الا من امتحن الله قلبه للایمان
جابر گوید گفتم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آیا در غیبت امام شیعہ انتفاع

یا بند) فقال ای والذی بعثنی بالنبوۃ انھم یستضئون بنورہ وینتفعون بولایتہ وغیبتہ کانتفاع الناس بالشمس وان علاھا سحاب اے جابر این اسرار مکنونہ الٰہی ست پس پنہاں دار آن را مگر از کسے کہ اہل آن باشد) ترجمہ حدیث مذکور پس کہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ اولوالامر خلفا میرے ہیں بعد میرے پہلے خلیفہ ان میں علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہیں پھر حسن پھر حسین پھر علی ابن الحسین پھر محمد بن علی ہیں جو توریت میں بنام باقر مشہور ہیں قریب ہے کہ تم اُن کو پاؤ گے اے جابر جس وقت تم اُن سے ملاقات کرو تو میرا اُن سے سلام کہنا پھر صادق جعفر بیٹے محمد کے پھر موسے بن جعفر پھر علی بن موسے پھر محمد بن علی پھر علی بن محمد پھر حسن بن علی پھر حجت خدا کی اس کی زمین پر اور بقیہ حجت اُس کی بندوں میں محمد بن حسن بن علی ہیں یہ وہ محمد ہیں کہ فتح کرے گا اللہ غالب اور بزرگ تر اُن کے ہاتوں پر مشارق اور مغارب زمین کو اور یہ وہ محمد ہیں کہ غایب ہوں گے اپنے شیعوں سے اور دوستوں سے ایسی غیبت سے کہ نہ قایم رہ سکیگا ان کی غیبت میں ان کے اقرار امامت پر مگر وہ شخص جس کے قلب کا خدا نے امتحان لیا ہو ایمان کے ساتھ جابر کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ غیبت امام میں شیعہ اُس سے کچھ فائدہ اُٹھائیں گے پس فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاں قسم ہے اس کی جس نے مجکو مبعوث بہ نبوت کیا ہے بتحقیق کہ شیعہ نور حاصل کریں گے نور سے امام غائب کے اور نفع اُٹھائیں گے ساتھ ولایت امام غائب کے جیسے لوگ آفتاب سے نفع اُٹھاتے ہیں اگرچہ آفتاب پر بدلی آجائے لیکن منشی صاحب کی ہٹ دھرمی سے ہمکو خیال ہے کہ شاید احادیث مذکور الصدر کو جن میں صاف صاف تفصیل اسمائے گرامی آئمہ خلفائے دوازدگانہ موجود ہے اپنے خلاف سمجھکر انکار کر بیٹھیں اور وہی مرغی کی ایک ٹانگ کا سبق دوہرائیں بنا دعلیہ ہم ان احادیث کی تائید

میں بعض آیات قرآن کی تاویل سے بقاعدہ زبر و بیّنات اسمائے گرامی آئمہ دوازدگانہ علیہم السّلام کو اسی تفصیل کے ساتھ دکھلاتے ہیں جس سے مصنف حق پرست کو یقین کامل ہوگا کہ بے شک یہی بزرگوار خلفائے رسول مقبول صلعم ہیں۔

دیکھو جمیع مفسروں کا اتفاق ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے اپنے حبیب جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے کلام برحق کے ظواہر و بواطن اسرار و رازہائے مخفیہ سے مطلع فرمایا اور بواطن میں بواطن سات سات بطن تک راز پنہاں ہیں چنانچہ منجملہ بواطن کے ایک کنایہ بالعدد بھی ہے جس کے پیرایہ میں حق سبحانہ تعالےٰ نے اپنے حبیب کو بہت سے رازہائے مخفیہ اور اسرارہائے باطنیہ کی خبر دی ہے پس اسی کے ضمن میں اسمار آئمہ و خلفار دوازدگانہ علیہم السّلام کے بھی جا بجا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خبر دی ہے۔

دیکھو حق سبحانہ تعالیٰ فرماتا ہے (۱) الصراط المستقیم یہ چودہ حرف ہیں بحساب زبر و بیّنات ان کے عدد مجموعی (۱۶۷۴) ہوتے ہیں اس کے مطابق عدد اسمائے گرامی موافق حدیث اس طرح پر برآمد ہیں حب محمد وعلی وحسین ہما وعلی ومحمد وجعفر وموسےٰ

۱۰ ۹۲ ۱۱۶ ۲۳۰ ۱۱۶ ۹۸ ۳۵۹ ۱۲۲

وعلی ومحمد وعلی والحسن والمہدی اور موید اس کے روایت سدی کی ہے

۱۱۶ ۹۸ ۱۱۶ ۱۵۵ ۹۶

کہ معتبرین مفسرین اہل سنت سے ہے روایت کی اُس نے اسباط سے اس نے مجاہد سے اس نے ابن عباس سے کہ معنی اہدنا الصراط المستقیم کے یہ ہیں کہ بارالٰہا ہدایت کر ہم کو دوستی محمدؐ اور اہل بیت محمدؐ کی (۲) صراط الذین انعمت علیہم یہ ۱۹ احرف ہیں عدد ان کے صرف بحساب زبر (۱۸۰۷) ہوتے ہیں مطابق اس کے عدد ان اسماء کے ہیں النبی وولی اللہ والحسن والحسین وعلی ومحمد وجعفر وموسے

۹۳ ۱۱۸ ۱۵۵ ۱۶۵ ۱۱۶ ۹۸ ۳۵۹ ۱۲۲

وعلی ومحمد وعلی والحسن والمہدی

۱۱۶ ۹۸ ۱۱۶ ۱۵۵ ۹۶

ور مؤید اس کی روایت ہے جسکو ابو علی طبرسی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ مراد انعمت
علیہم سے نبیؐ اور ائمہ علیہم السلام ہیں

(۳) والراسخون فی العلم ۱۶ حرف ہیں مجموعہ زبر و بیّنات ان کا (۱۶۰۶) ہے مطابق
اس کے عدد ان اسمائے گرامی کے ہیں وھولاء محمد و علی والحسن والحسین و علی
۱۱۶ ۱۶۵ ۱۵۵ ۱۱۶ ۹۲ ۴۹
و محمد و جعفر و موسے و علی و محمد و علی والحسن والمہدی الہادی
۵۱ ۹۶ ۱۵۵ ۱۱۶ ۹۸ ۱۱۶ ۱۲۲ ۳۵۹ ۹۹
جدا
۹

(۴) اثنا عشر شہرا (۱۱) حرف عدد ان کے بحساب زبر ۱۶۲۸ مطابق اس کے عدد بارہ خلفا
رسولؐ کے ہوتے ہیں علی والد الحسینان و علی و محمد و جعفر و موسے و علی
۱۱۶ ۱۲۲ ۳۵۹ ۹۸ ۱۱۶ ۲۰۰ ۴۲ ۱۱۰
محمد و علی والحسن والمہدی
۹۶ ۱۵۵ ۱۱۶ ۹۸

(۵) الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وذکروا اللہ کثیرا وانتصروا من بعد
ما ظلموا ۲۶ حروف ہیں عدد ان کے بحساب بیّنات (۱۳۰۱۵) ہوتے ہیں اس کے مطابق عدد
ان اسمائے گرامی کے ہیں وھم علی نائب حبیب اللہ بالنص و فاطمہ
۵۳۶ ۱۶۳ ۶۶ ۶۲ ۶۳ ۱۱۲ ۵۱
والحسن والحسین و علی و محمد و جعفر و موسی و علی و محمد و علی
۱۱۶ ۹۸ ۱۱۶ ۱۲۲ ۳۵۹ ۹۸ ۱۱۲ ۱۶۵ ۱۵۵
والحسین والمہدی اولیاء محمد الائے و نقباوہ ۱۵۵
۱۷۰ ۸۲ ۹۲ ۵۴ ۹۶

لیجئے منشی صاحب اگر آپ مدعی ہیں کہ خلفاء رسول وہی یزید و معاویہ عبدالملک وغیرہ
لوگ ہیں تو ہم جب آپکو سچا سمجھیں گے جبکہ آپ بھی اسی طرح اُن کے اسمائے
عدد کو کسی حدیث سے مطابق کر کے دکھلادیں ورنہ چلّو بھر پانی حاضر ہے

اور ملاحظہ فرمالیئے کہ ہمنے آیات قرآنی کی تاویل سے یعنی بحساب عدد زبر و بینات آپکو
دکھلا دیا کہ ائمہ دوازدگانہ جن کی خبر حق سبحانہ تعالےٰ نے اپنے حبیب کو دی ہے وہی بزرگوار

انھیں کی محبت اجر رسالت ہے یہی حضرات صراط مستقیم ہیں یہی بزرگوار راسخون فی العلم ہیں یہی اعلم زبان ہیں یہی بارہ خلیفہ اولاد رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مراد ہیں اور مصداق اولی الامر کے ہیں انھیں کی اطاعت حسب مضمون اُن آیات واحادیث کے جنکو ہم آیندہ کہیں گے ان کی اطاعت عین اطاعت خدا اور رسول صلعم ہے ان کی نافرمانی عین نافرمانی خدا ورسول صلعم کی ہے اور نافرمان منکر خارج از ایمان واسلام ہے - دیکھو شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ کے باب چہارم میں فرماتے ہیں دباید دانست کہ باتفاق شیعہ وسنی این حدیث ثابت ست کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرمود انی تارک فیکم الثقلین ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی احدھما اعظم من الآخر کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی

پس معلوم شد کہ در مقدمات دینی واحکام شرعی ما را پیغمبر حوالہ باین دو چیز عظیم القدر فرمودہ ست پس مذہبے کہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ عقیدۃً وعملاً باطل و نامعتبر ست وہر کہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ و خارج از دین -

اور باب امامت میں یہی بزرگوار فرماتے ہیں دو ہیں قسم حدیث مثل اھلبیتی فیکم کمثل سفینۃ نوح من رکبھا نجی ومن تخلف عنھا وغرق

دلالت می کند برانکہ فلاح وہدایت مربوط بدوستی ایشان ومنوط باتباع ایشان است وتخلف از دوستی واتباع ایشان موجب ہلاک

شاہ جی صاحب کے یہ دونوں مقام باآواز بلند شور مچا رہے ہیں کہ جن جن لوگوں نے اطاعت اہل بیت خصوصاً جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام سے انکار کیا وہ لوگ فلاح وہدایت وصلاح ورشادت سے منزلہا دور اور اُن کا متصف ہونا ہلاکت وضلالت وعدم نجات سے غیر مستور ہے - اور جنھوں

نے ثقلین سے انحراف کیا مذہب اُن کا باطل و نامعتبر ہے۔ اور وہ لوگ گمراہ خارج از دین مبین اور داخل زمرۂ ملاحدہ و معاندین ہیں والحمد علیٰ ذالک

واقعی یہ فیصلہ امام المتاخرین فرقہ سنیہ کا اس مقام پر قابل آفرین ہے کیوں ہنو حق بر زبان جاری۔ عقل سلیم و طبع مستقیم بھی تو یہی حکم لگاتی ہے بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو لوگ مخالف اور دشمن رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں وہی خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بنائے جائیں۔

مگر افسوس ہے کہ اس فیصلہ کا شاہ جی صاحب کے کوئی کاربند نہیں ہے اور ہنوا بلکہ برابر خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و صحابی رسول صلعم اشخاص مذکورین کو سمجھتے ہیں اور اُن کے افعال خبیثہ اور حرکات شنیعہ کو فضلۂ بلی کی طرح چھپاتے ہیں۔

دیکھو معاویہ کے بارے میں کس قدر روایات کثیرہ کتب معتبرہ اہل سنت میں موجود ہیں کہ اُس نے خطبوں میں سب و لعن جناب علی ابن ابی طالب علیہ السلام پر رسول کیا اور لوگوں سے حکماً کہلوایا اور۔ بقول علامۂ سیوطی در تاریخ الخلفا بصفحہ ۱۹۶ سطر ۲ مطبوعہ ۱۳۰۹ھ مطبع مجتبائی عبدالاحد دہلی خلافت عمر ابن عبدالعزیز تک اس کا سلسلہ جاری رہا۔

ناظرین کے لئے چند مقام اس دعوے کی تائید میں پیش کئے جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

حالات معاویہ

(۱) صحیح مسلم جلد ۲ باب فضائل بصفحہ ۲۷۸ اور جامع ترمذی میں بصفحہ ۶۱۷ منقول ہے عن عامر بن سعد بن وقاص عن ابیہ قال امر معاویۃ بن ابی سفیان سعدا فقال ما منعک ان تسب ابا التراب فقال اما ما ذکرت ثلثا قالھن رسول اللہ فلن اسبہ لان تکون لی واحدۃ منھن احب الی من حمر النعم - ترجمہ عامر بن سعد ابن ابی وقاص نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ حکم دیا مجکو معاویہ پسر ابو سفیان نے کہ کونسا امر تجکو مانع ہے لعن کہنے سے ابو تراب پر سعد نے کہا - آگاہ ہو جب میں یاد کرتا ہوں اُن تین باتوں کو جو رسولؐ اللہ نے علیؑ کے باب میں فرمائی ہیں تو مجھسے علی پر لعن نہیں کی جاسکتی ہر آیینہ اُن میں سے ایک بات مجکو تمام دنیا و ما فیہا سے پسند تر ہے الخ

اس مقام سے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ معاویہ اس فعل کو جائز و مباح جانتا تھا اور حریص تھا اسپر کہ اور لوگ بھی لعن کیا کریں (۲) سنن ابن ماجہ مطبوعۂ عمارۃ المطابع کہ منجملہ صحاح ستہ کے ہے اُس کے صفحہ ۲ پر منقول عن سعد ابن ابی وقاص قال قدم معاویہ فی بعض حجاتہ فدخل علیہ سعد فذکروا علیا فنال منہ فغضب سعد وقال تقول ھذا لرجل سمعت یقول من کنت مولاہ فعلی مولاہ وسمعتہ یقول انت منی بمنزلۃ ھارون موسی الا انہ لا نبی بعدی وسمعتہ یقول لاعطین الرایۃ الیوم رجلا یحب اللہ ورسولہ ترجمہ سعد ابن ابی وقاص کہتے ہیں آئے معاویہ اپنے بعض حجوں میں کہ سعد معاویہ کے پاس آئے - لوگوں نے حضرت علیؑ کا ذکر کیا تو معاویہ نے ایسی بات کہی جو لایق شان علیؑ کے نہ تھی تب سعد غصہ ہوئے اور کہا کہتا ہے تو اُس شخص کو جسکی نسبت سنا میں نے رسولؐ اللہ کو کہ فرماتے تھے - میں جسکا مولیٰ ہوں علیؑ اُسکا مولا ہے اور سنا میں نے رسول اللہ کو علیؑ سے کہتے تھے - تمکو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے جو ہارون کو موسے سے حاصل تھا اور سنا میں نے رسولؐ اللہ کو کہ فرماتے تھے البتہ میں آج علم اوس شخص کو دوں گا جو اللہ اور رسول کو دوست رکھتا ہے

اور جملہ نال منہ کو محشی نے حاشیہ کتاب پر یہ شرح کی ہے فنال منہ - فنال معاویہ منہ
ای من علی ای قال فی شانہ شیئا لا یلیق بہ لان معاویۃ کان مخاصماً لہ یعنی کہا
معاویہ نے شان علی میں ایسا کلام جو ان کی لایق شان نہ تھا اس لئے کہ معاویہ اُن کا
دشمن تھا اے صاحبان انصاف اس قسم کی روائتیں کتب اہل سنت میں بکثرت ہیں بخوف
طول بیان نہیں کر سکتا اب ذرا مشکواۃ شریف کا صفحہ ۵۶۵ تیسری فصل مناقب علی میں
اس حدیث کو بنظر انصاف ملاحظہ کرو عن ام سلمۃ قالت قال رسول اللہ من سب
علیا فقد سبنی رواہ احمد یعنی ام سلمہ کہتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ نے جس نے بُرا کہا علیؑ کو اُس نے
بُرا کہا مجکو روایت کیا اس حدیث کو احمد نے اور صواعق محرقہ باب ۹ دوسری فصل صفحہ ۱۶۰
پر بھی یہ روایت درج ہے غور کرنیکا مقام ہے کہ بموجب اس روایت کے معاویہ نے جناب
رسول اللہ ؐ کو بُرا کہا اور تاریخ الخلفا میں لکھا ہے کہ سنہ ۴۱ھ میں استقرار خلافت معاویہ ہوا
اور سنہ ۹۹ھ میں عمر ابن عبد العزیز خلیفہ ہوا نیز کتاب مذکور کے صفحہ ۱۶۶ س ۲ کے مطالعہ کرنے
سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر ابن عبد العزیز نے سب و لعن جناب امیرؑ کو موقوف کرایا پس باعتراف
علامہ جلال الدین سیوطی کے اٹھاون برس تک سب و لعن حضرت علی پر کہ درحقیقت وہ سب
و لعن رسول اللہ پر تھا برابر جاری رہا اور ابتدا اس فعل شنیع کی معاویہ سے ہوئی - با این ہمہ

جناب امیرؑ پر اٹھاون برس تک لعنت جاری رہی

صحاح اہل سنت میں احادیث فضائل معاویہ میں موجود ہیں دیکھو جلد دوم کتاب تیسیر الوصول
مطبوعہ مطبع نولکشور کے صفحہ ۱۶۲ و ۱۶۳ پر صحیح ترمذی سے منقول ہے عن ابی ادریس
الخولانی قال لما عزل عمر بن الخطابؓ عمیر بن سعد عن حمص ولی معاویہ فقال
الناس عزل عمیرا و ولی معاویہ - فقال عمر لا تذکروا معاویۃ الا بخیر فانی سمعت
رسول اللہ یقول اللھم اھد بہ ترجمہ ابو ادریس خولانی سے ناقل ہے کہ جب معزول
کیا عمر ابن خطاب نے عمیر ابن سعد کو حمص سے اور معاویہ کو اُس کی جگہ مقرر کیا تو لوگوں نے کہا عمر نے
معزول کیا عمیر کو اور حاکم مقرر کیا معاویہ کو خیر سے یاد کرو بتحقیق کہ میں نے رسول اللہ ؐ کو سنا ہی

کہ کہتے تھے بار الہٰا ہدایت کر تو معاویہ کو افسوس کہ علماء اہل سنت نے معاویہ کے لئے تو حدیث گڑھی کہ حکم رسولؐ ہے کہ اُسکو خیر سے یاد کرو اور جناب امیرؑ کے لئے جو صحیح صحیح احادیث رسول ہیں وہ بھی اُن کے نزدیک جھوٹی اور وضعی کسی نے آنحضرت کو خیر سے یاد کرنے کا فتویٰ نہ دیا۔ ہائے تعصب خدا تیرا اٹھیا ناس کرے۔

معاویہ زمرۂ صحابۂ بزرگ میں داخل ہے

اور طرفہ ماجرا یہ ہے کہ خلف الرشید حضرت یزید کو زمرۂ مومنین میں علماء اہلسنت داخل کرتے ہیں اسپر لعنت کرنیکو منع کرتے ہیں اور ذکر حالات امام حسین فرزند رسول الثقلین کو واعظ کے لئے حرام فرماتے ہیں۔ چنانچہ خاتمہ صواعق محرقہ میں بصفحہ ۱۹۷ مرقوم ہے ولا یجوز الطعن فی معاویۃ لانہ من کبار الصحابۃ ولا یجوز لعن یزید ولا تکفیرہ فانہ بجملۃ المومنین وامرہ الی مشیۃ اللہ ان شاء عذبہ وان شاء عفا عنہ قالہ الغزالی وغیرہ وقال الغزالی یحرم علی الواعظ وغیرہ روایتہ مقتل الحسن والحسین وحکایاتہ وما جری بین الصحابۃ من التشاجر والتخاصم فانہ یھیج علی بغض الصحابۃ والطعن فیہم وھم اعلام الدین

یزید پر لعنت کی ممانعت

ترجمہ اور نہیں جائز ہے طعن کرنا حق معاویہ میں اس لئے کہ وہ صحابہ کبار سے ہے اور نہیں جائز ہے لعنت کرنا یزید پر اور کافر جاننا اُسکو اس لئے کہ یزید گروہ مومنین میں داخل ہے اور حکم اُسکا مشیت خدا کے حوالہ ہے اگر خدا چاہے گا اُسکو عذاب کرے گا اور اگر چاہے گا تو معاف کرے گا کہا اس قول کو غزالی اور متولی وغیرہ علماء نے اور غزالی وغیرہ علماء کا یہ فتوےٰ ہے کہ واعظ اور غیر واعظ پر ذکر کرنا قتل حسنؑ وحسینؑ کا حرام ہے اور بیان کرنا لڑائی اور جھگڑے کا جو خود ان صحابہ میں واقع ہوا اور حکایت قتل وغیرہ سب حرام ہے اس لئے کہ ان باتوں کا بیان کرنا لوگونکو بغض صحابہ پر ہیجان میں لاتا ہے اور اُن کے حق میں طعن کرنے کے لئے آمادہ کرتا ہے حالانکہ صحابہ دین کے نشان ہیں۔ اور ص ۱۹۶ پر کتاب مذکور کے مرقوم ہے واما سب یزید ولعنہ فلیس من شان المومنین وان صح انہ قتلہ او امر بقتلہ وقد ورد

یزید قتل حسینؑ سے کافر نہیں ہوا

فی الحدیث المحفوظ ان لعن المسلم کقتلہ وقاتل الحسینؓ لا یکفر بذلک وانما ارتکب
اثماً عظیماً ترجمہ لاکن بُرا کہنا اور لعنت کرنا یزید پر پس شان مومنین سے نہیں ہے۔ اگرچہ
صحیح ہو کہ یزید نے حسینؓ کو قتل کیا یا حکم اُن کے قتل کا دیا اور بتحقیق کہ حدیث محفوظ میں
وارد ہے کہ لعنت کرنا مسلمان پر ایسا ہے جیسا کہ اسکو قتل کیا اور قتل کرنے والا حسین
رضی اللہ کا بسبب اُن کے قتل کے کافر نہیں ہوا محض اتنی بات ہے کہ اُسنے بڑا گناہ کیا
اور امام غزالی نے جلد سوم احیاء العلوم ص ۶۹ میں لکھا ہے فان قیل ھل یجوز لعن
یزید لانہ قاتل الحسین او امر بہ قلنا ھذا لم یثبت اصلا فلا یجوز ان یقال
انہ قتلہ او امر بہ مالم یثبت فضلا عن اللعنۃ لانہ لا یجوز نسبۃ مسلم الی
کبیرۃ من غیر تحقیق ترجمہ اور اگر کہا جائے آیا جائز ہے لعنت کرنا یزید پر اس لئے کہ
وہ قاتل حسینؓ ہے یا حکم دینے والا قتل حسین کا ہے تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ یہ ہرگز
ثابت نہیں ہوا۔ پس جائز نہیں ہے یہ کہنا کہ یزید نے حسینؓ کو قتل کیا یا حکم اُن کے
قتل کا دیا جبتک کہ ثابت نہو اور لعنت کرنا تو بڑا امر ہے پس جائز نہیں ہے کسی مسلمان کو کسی
گناہ کبیرہ کی طرف نسبت دینا بلا تحقیق کے۔ واہ جی حضرت امام غزالی کیا کہنا آپ کی غزالیوں
کا اور کیا کہنا آپ کی تحقیق ور اسنگوہی کا آپ تو سچے ہیں مگر جھوٹے کے اوپر د)
یہی وجہ ہے کہ حضرت پیر دستگیر شیخ عبد القادر جیلانی ابن حجر سے بھی پانچ ہاتھ بڑھ گئے
انھوں نے تو حال قتل حسینؓ بیان کرنا واعظ کے لئے حرام کیا تھا اور اُنھوں نے
بجائے غم والم کے روز عاشورا کو روز خوشی قرار دے دیا چنانچہ کتاب غنیۃ الطالبین
مطبوعہ مطبع مرتضوی دہلی کے صفحہ ۶۸۵ و ۶۸۶ باب فضائل شہور وایام کی فصل فضائل
یوم عاشورا میں لکھتے ہیں لک یوم عاشورا لا یتخذ یوم مصیبۃ لان یوم عاشورا
ان یتخذ یوم مصیبۃ لیس باولی من ان یتخذ یوم فرح وسرور لما قدمنا
ذکرہ وفضیلۃ ترجمہ ایسا ہی روز عاشورا ہے کہ وہ نہ قرار دیا جائے روز مصیبت اس لئے

روز عاشورہ کو خوشی کرنا سنت

ثبوت شہادت امام حسینؓ از کلام شاہ عبدالعزیز دہلوی

کہ عاشورا کے دن کو روز مصیبت قرار دینا یہ بہتر نہیں ہے بلکہ اسکو روز مسرت وخوشی قرار دینا بہتر ہے اس واسطے کہ ہمنے پہلے فضیلت عاشورہ کے دن کی بیان کی۔ اور بصفحہ ۷۶ کتاب مذکور کے رقمطراز ہیں من اغتسل یوم عاشورا لم یمرض مرضا الا مرض الموت ومن اکتحل بالاثمد یوم عاشورا لم ترمد عینیہ تلک السنۃ کلہا یعنی عاشورہ کے دن غسل کرنا۔ سرمہ لگانا وغیرہ ثواب عظیم ہے جس شخص نے اسروز غسل کیا۔ سوائے مرض الموت کے وہ کسی مرض میں مبتلا نہوگا اور جس نے اُس روز سرمہ لگایا تمام سال اسکی آنکھیں نہ دکھیں گی۔

اللہ اکبر واجی حضرت پیر دستگیر کیا کہنا آپ کی دستگیری کا آپنے خوب فتوی دیا مگر افسوس کسی نے اس فتوے پر عمل نکیا آپ نے اور ابن حجر وغیرہ ہوا خواہان صحابہ نے تو بہت کچھ زور لگایا کہ نام حسینؓ دنیا سے مٹ جائے اور مصائب حسین کا دفتر گم ہوجائے مگر چھپنا اور گم ہونا کس کا بلکہ وہ تو مثل آفتاب درخشندہ اور مثل بدر تابندہ کے جملہ مخلوق پر عیاں غیر نہاں ہوگیا دیکھو شاہ عبدالعزیز صاحب سر الشہادتین کے صفحہ ۶ و ۷ پر کیسی کچھ آپ کی سرکوبی کررہے ہیں ثم لما وقعت واقعۃ الشہادۃ واشتہرامرہا بانقلاب التربۃ دما وامطار الدم من السماء وہتف الہواتف بالمراثی ونوح الجن وبکائہم وطواف السباع حافظات لجثتہ ودخول الحیات فی متاخر قاتلیہ الی غیر ذالک من اسباب الشہرۃ لیطلع حاضرون والغائبون علی وقوعہا بل بابقاء البکاء والحزن المستمر وتذکر تلک الوقائع الہائلۃ فی امتہ الی یوم القیمۃ فقد بلغت نہایۃ الشہرۃ فی الملاء الاعلی والاسفل والغیب والشہادۃ والجن والانس والناطق والصامت ترجمہ پھر جب واقع ہوا واقعہ شہادت کا تو اس کی شہرت اس طرح پر ہوئی کہ مٹی خون ہوگئی اور آسمان سے خون برسا اور آواز غیبی سے مرثیے سُنے گئے اور نوحہ اور رونا جنوں کا اور گھومنا درندوں کا گرد آپکے لاش کے

نگھبانی کے واسطے اور ساربنوں کا اُن کے قاتوں کے ناک کے نتھنوں میں گھسنا علیٰ ہذا
القیاس اور بھی شہرت کے اسباب تھے تا سب حاضرین و غائبین اس واقعۂ جانگزا سے
واقف ہو جائیں بلکہ بقائے دائمی اس رنج والم کا اور مذکور ہونا ان مصائب دردناک
کا رسول کی امت میں تا قیام قیامت ثمرہ اسی شہادت ظاہری کا ہے۔ سو بحید شہرہ ہو گیا
اس شہادت کا عالم بالا اور عالم دنیا اور عالم غیب اور عالم شہادت اور جن وانس
و ناطق و صامت میں۔ سبحان اللہ خداوند عالم نے تو اس غم امام حسینؑ کی یہ عظمت کی کہ اشیاء
غیر ذی روح مثل آسمان و زمین اور ذی روح جن وانس وحش تک روئے اور اسقدر
شہرت ہوئی کہ کفار تک بھی اس مصیبت عظمیٰ سے واقف ہیں بلکہ حال مصائب امام مظلوم
سنکر روتے ہیں اور کلمہ گو رسولؐ اللہ کے اُس کے تذکرہ اور بیان کو حرام بتلائیں وجہ
اس کی یہی ہے جسکو ابن حجر نے بیان کیا ہے کہ واقعات حسنؑ و حسینؑ کو بیان کرنا موجب
ہیجان قلوب سامعین ہے دشمنی و بغض صحابہ پر جس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ ظلم
یزید فرع ظلم صحابہ ہے۔ ورنہ اُن بزرگواروں کی تذکرہ اور بیان سے بغض صحابہ کو
کیا تعلق منصفین کے ہاتھ اسکا فیصلہ ہے۔ گو ہمارے بیان کو طوالت ہوتی ہے مگر چند
امر ضروری الاظہار اور ہدیہ ناظرین ہوتے ہیں تا منصفین کے نزدیک دیانت علماء
اہلسنت بخوبی ثابت ہو جائے (۱) شاہ عبدالحق صاحب دہلوی جلد دوم مدارج النبوۃ میں
بصفحہ ۶۸۴ لکھتے ہیں۔ اما معاویہ بن ابی سفیان کنیت کردہ میشود با بوعبدالرحمان
وے و پدر وے و برادر وے از مسلمہ فتح اند و از مولفۃ القلوب (مولفۃ القلوب
وہ لوگ کہلاتے ہیں جو اسلام میں ضعیف النیہ و ضعیف الاعتقاد ہوتے ہیں دیکھو
لغت حدیث مجمع البحار صفحہ ۴۰) اور کتاب مذکور کے صفحہ ۶۸۵ میں لکھتے ہیں و گفتہ اند
محدثان کہ ثابت نشدہ ست در فضل معاویہ ہیچ حدیثے۔
ہرگاہ شیخ عبدالحق صاحب سے محدث کہ متاخرین میں بڑے معتمد نزدیک اہل سنت

یعنی وہ ضعیف الاعتقاد تھا

وجماعت کے ہیں خود اقرار کرتے ہیں کہ محدثین کے نزدیک کوئی حدیث فضیلت معاویہ میں ثابت نہیں ہے اور معاویہ مولفۃ القلوب یعنی اسلام میں ضعیف الاعتقاد تھا تو احادیث فضائل معاویہ جو صحیح ترمذی وغیرہ کتب صحاح ستہ میں منقول ہیں وہ سب جھوٹی اور بناوٹی ہیں۔ اور بھر ظاہر ہے کہ جس شخص کے ایسے افعال ہوں کہ حضرت علی کو سب ولعن خود کرے اور لوگوں سے کرائے اور اُن سے لڑے اور دشمنی رکھے کہ یہ سب امور گویا حسب فرمودہ رسول خود رسول اللہ کے ساتھ تھے اس کی نسبت ہرگز جناب رسول اللہ کلمات مدح وثنا وفضیلت ومنقبت بیان نفرماویں گے پس جعلی اور بناوٹی ہونا اُن احادیث کا عقلاً بھی ثابت ہے اور جبکہ صحاح وغیرہ کتب میں دشمن خدا اور رسول کے فضائل میں جھوٹی حدیثیں موجود ہوں تو اور حدیثیں کب قابل اعتماد و واعتبار ہوسکتی ہیں فاعتبروا یا اولی الابصار

ف بیان مصیبت اہلبیت رسول

(۲) صواعق محرقہ فصل تیسری صفحہ ۱۰۷ میں منقول ہے قال ابن الجوزی ولیس العجب الامن ضرب یزید ثنایا الحسین بالقضیب وحمل آل النبی علی اقتاب الجمال ای موثقین فی الحبال والنساء مکشفات الرؤس والوجوہ وذکر اشیاء من قبیح فعلہ وقیل بل کانت الراس فی خزانتہ۔

ترجمہ کہا ابن جوزی نے اور نہیں عجب ہے مگر مارنے سے یزید کے چھڑی دندان حسین پر اور لیجانے سے آل رسول کے پشت شتران پر یعنی بندھی ہوی رسی میں۔ درحالیکہ منھ اور سر اُن کے کھلے ہوئے تھے اور بیان کیا ابن جوزی نے بہت سی باتیں بداعمالی یزید سے اور کہا گیا ہے کہ سر حسین خزانہ یزید میں رکھا گیا تھا۔

(۳) اور شاہ سلامت اللہ صاحب تحریر الشہادتین شرح سر الشہادتین مطبوعہ لکھنؤ میں صفحہ ۴۱ لکھتے ہیں یزید ابن زیاد را کہ حاکم بصرہ بود بامارت کوفہ وعراق مقرر کردہ باو نوشت کہ زود زود خود را از بصرہ بکوفہ رسانیدہ مسلم ابن عقیل وہباعان

دستا بعان او را بجشد، واز حسین طلب بیعت ما نماید - اگر قبول بیعت کرد بہتر والا او را نیز بکشد، با وصف اس کے حجۃ الاسلام امام غزالی کو کہ اولیاء اللہ میں شمار کئے جاتے ہیں ثابت نہیں ہوا کہ حضرت یزید کے حکم سے امام حسین فرزند رسول قتل کئے گئے۔

اور شیخ الاسلام ابن حجر مکی باعتقاد خود و باعتقاد اہلسنت کہتے ہیں کہ یزید مومن تھا پس جبکہ ایسے ایسے بڑے محدث یزید کے ایمان اور برارت ذمگی کی شہادت دیویں تو حضرات اہل سنت کیونکر یزید کے مومن ہونے سے انکار کر سکتے ہیں - گو شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی جذب القلوب الی دیار المحبوب میں یہ لکھتے ہیں کہ لشکر یزید نے بحکم یزید واقعہ حرا میں ایک ہزار سات سو شخصوں کو جو بقایائے متاخرین و مہاجرین و انصار و تابعین اخیار سے تھے قتل کیا اور عامہ الناس سے سوائے عورتوں اور بچوں کے دسہزار کو قتل کیا اور سات سو حاملان قرآن شریف اور ستانوے بزرگان قریش کو قتل کیا اور فسق و فجور کو مباح کیا یہاں تک کہ ہزار عورتوں نے اس واقعہ کے بعد اس سال میں اولاد زنا کو جنا اور مسجد رسول میں گھوڑوں کو جولاں کیا اور روضہ شریف میں کہ نام ایک مقام کا ہے درمیان قبر اور منبر کے جس کے حق میں اُنجناب کا ارشاد تھا مابین قبری ومنبری روضۃ من ریاض الجنۃ گھوڑوں نے لید کی اور پیشاب کیا۔

علامہ سیوطی بھی تاریخ الخلفاء میں بصفحہ ۱۴۲ اس واقعہ کو لکھتے ہیں غرضکہ یہ سب کچھ تو ہوا مگر غزالی صاحب کے نزدیک یزید مومنیت سے خارج بھی نہیں ہوا - اے قربان اس ایمان و عرفان کے۔

واقعی امر تو یہ ہے کہ اسبارہ میں علماء اہل سنت اور اُن کے مقلد پورے پورے طور پر پیرو اور متمسک کلام الٰہی اور احادیث رسالت پناہی کے ہیں خداوند عالم فرماتا ہے من قتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جھنم خالدا فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعد لہ عذابا عظیما یعنی جو شخص قتل کرے کسی مومن کو بالقصد پس سزا اسکی

اُس کی یہ ہے کہ جہنم میں ہمیشہ رہے اور غضبناک ہوا اللہ اُسپر اور لعنت کرے اسکو اور طیار ہے واسطے اُس کے بڑا عذاب۔

اور صواعق محرقہ باب ۱۱ فصل ۳ ص ۱۹۶ میں منقول ہے ان النبیؐ قال حسین منی وانا منہ احب اللہ من احب حسینا الحسن والحسین سبطان من الاسباط یعنی فرمایا نبیؐ نے کہ حسینؑ مجھ سے ہے اور میں حسین سے ہوں دوست رکھے اللہ اُسکو جو دوست رکھے حسینؑ کو حسنؑ و حسینؑ دو سبط ہیں اسباط سے۔ (ایضاً) ان النبی قال من احب الحسن والحسین فقد احبنی ومن ابغضہما فقد ابغضنی یعنی فرمایا حضرتؐ نے جو دوست رکھے حسنؑ و حسینؑ کو اُس نے مجکو دوست رکھا اور جو دشمنی کرے ان دونوں سے اُسنے گویا مجھ سے دشمنی کی۔

تاریخ الخلفاص ۱۳۵ اخرج الترمذی عن اسامہ بن زید قال رایت النبی والحسن والحسین علی ورکیہ فقال ھذان ابنای وابنا ابنتی اللھم انی احبہما فاحبہما واحب من یحبہما یعنی ترمذی نے اسامہ بن زید سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے دیکھا میں نے نبیؐ کو کہ حسنؑ حسینؑ اُن کے زانو پر بیٹھے ہوئے ہیں اور فرماتے ہیں یہ دونوں میرے بیٹے ہیں اور میری بیٹی کے بیٹے ہیں بار الہا میں انکو دوست رکھتا ہوں پس دوست رکھتا ہوں اور دوست رکھتا ہوں اسکو جو ان دونو کو دوست رکھے اور اس صفحہ پر کتاب مذکور کے بہت سی حدیثیں اس مضمون کی ہیں افسوس کا مقام ہے کہ باوجود ایسے احکام خدا اور رسول کے علمار اہل سنت برخلاف حکم خدا و رسول فتویٰ دیتے ہیں کہ قاتل امام حسینؑ اُن کے قتل کرنے سے کافر نہیں ہوا۔ بلکہ ایک گناہ کبیرہ کیا اللہ تعالیٰ تو صاف صاف ایک مومن کے قتل عمد سے قاتل کے لئے جہنم دائمی کی سزا دینے کا ذکر فرمائے اور غضبناک ہونا اور مہیا کرنا عذاب کا اُس قاتل کے لئے ارشاد فرمائے اور علمار اہل سنت یہ فرمائیں کہ یزید قتل حسینؑ نواسہ رسول الثقلین سے کافر نہیں ہوا جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ نعوذ باللہ امام حسینؑ مومن ہی نہ تھے کہ جنکا قاتل کافر ہوتا۔ نعوذ باللہ من ہذا الاعتقاد

فضائل حسنین

مزہ تو یہ ہے کہ خود شیخ ابن حجر صاحب کتاب صواعق محرقہ باب التحزو الخلافۃ میں بصفحہ ۲۲
لکھتے ہیں وفی الفتاوی البدیعیۃ من انکر امامۃ ابی بکرؓ فھو کافر وقال بعضھم وھو مبتدع
والصحیح انہ کافر وکذلک من انکر خلافۃ عمرؓ فی اصح الاقوال فتاوی بدیعیہ میں ہے جو شخص
انکار کرے امامت ابوبکر کا وہ کافر ہے اور بعض علما نے کہا ہے کہ بدعت کنندہ ہے اور صحیح یہ
ہے کہ کافر ہے اور ایسے ہی کافر ہے وہ شخص جو خلافت عمر کا منکر ہو بنا بر صحیح ترین اقوال
کے سبحان اللہ کیا ایمانداری اور کیا خوب مسلمانی ہے کہ نور عین رسول الثقلین بارہ جگر
بتولؑ حضرت امام حسینؑ کے جنگ وقتل سے تو قاتل اُن کا کافر نہو اور حضرت ابوبکر و عمر کے
انکار امامت وخلافت سے کافر ہوجائے ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔

تعجب ہے کہ منکر خلافت ابوبکر کافر ہو

اسیوجہ سے اہل سنت نے یہ عقیدہ کرلیا ہے کہ حضرات ثلاثہ حضرت علیؑ سے کیا بلکہ جملہ اہلبیت
سے افضل ہیں جیسا کہ علامہ سیوطی تاریخ الخلفاء مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی عبد الاحد ۱۳۱۹ھ
ص ۲۱ میں لکھتے ہیں اجمع اھل السنۃ ان افضل الناس بعد رسول اللہ ابوبکر ثم عمر
ثم عثمان ثم علی ثم سائر العشیرۃ یعنی تمام اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ رسول اللہ کے بعد تمام
لوگوں میں سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی پھر تمام عشیرہ وقبیلہ۔

عاقل بعد دیکھنے اُن احادیث کے جنکو ہم آئندہ انشاء اللہ حضرت علیؑ کے حال میں کتب معتبرہ
اہل سنت سے لکھیں گے ضرور یقین کرے گا کہ ایسی ایسی حدیثیں سب جھوٹی اور وضعی ہیں اور
بسبب بغض وعناد وعداوت اہلبیتؑ کے مے محبت ثلاثہ کی مخموری ہیں یہ حدیثیں گڑھی
گئی ہیں پس یہی بغض وحسد اصل اصیل ہے۔ بعد انقضائے زمانہ خلافت ظاہریہ خلفاء ثلاثہ
کے جو جو ظلم وجور ہاتھ سے معاویہ اور اس کے فرزند یزید کے اولاد رسولؐ وذریت رسولؐ پر
گذرے یہ فرع اسی اصل کی ہے پس اگر علماء اہل سنت معاویہ اور یزید پر لعنت کرنے کو جائز
قرار دیں تو اُن کو خوف ہے کہ لعنت کا پھاٹک کھل جائے گا اور پھر اوپر کے زینہ تک صعود
ہوگا چنانچہ اس مضمون کو علامہ تفتازانی شرح مقاصد مطبوعہ مصر ص ۳۰۷ میں لکھتے ہیں

وجہ مخالفت لعنت بر یزید پلید

فان قیل فمن علماء المذهب من لم یجوز اللعن علی یزید مع علمهم بانه مستحق بما یربوا علی ذلك ویزید قلنا تحامیا عن ان یرتقی الی الاعلی فالاعلی کما هو شعار الروافض

یعنی اگر کہا جائے کہ بعض مذہب سنیہ سے وہ لوگ ہیں کہ نہیں تجویز کرتے ہیں لعن کو یزید پر باوجود جاننے اس امر کے کہ یزید مستحق لعنت کیا بلکہ اُس سے زیادہ پاداش کا مستحق ہے تو ہم جواب میں کہیں گے کہ یزید پر لعنت کرنے کی اسواسطے اجازت نہیں دیجاتی ہے کہ مبادا لعنت اوپر کی طرف کو نہ چڑھ جائے اور پھر اس سے اور اوپر کو نہ چڑھ جائے جیسا کہ بعض رافضیوں کا طریقہ ہے پس یہ جواب علمار اہل سنت کا خوب شور مچا رہا ہے کہ خلفار ثلاثہ نے بھی ظلم و جور اہل بیت رسول پر مثل یزید کئے تب تو علمار کو خوف ترقی لعنت کا طرف اعلیٰ کے ہے اب ہم بخوف طوالت اپنی تقریر کو اس نتیجہ پر ختم کرتے ہیں کہ خلفار رسول نزدیک فرقہ سنیہ کے وہ ہی لوگ ہیں جن کے نام ہم نے سابق میں لکھے جن میں سے معاویہ اور یزید کے یہ حالات بطور مشتے نمونہ از خروارے ہمنے کتب معتبرہ اہل سنت سے بیان کئے باقی دیگران کے بھائیوں کے حالات بھی اسی قبیل سے ہیں جو متتبع سیر و تواریخ پر مخفی نہیں ہیں اور انشاء اللہ ہم آیندہ ضمناً بعض دیگر کے حالات کے متعلق بھی مختصراً کچھ گفتگو کریں گے۔

اب ہمکو ایک ضروری بحث اس تقریر کے متعلق اور باقی ہے اور وہ یہ ہے کہ خلیفہ رسول آیا منجانب اللہ مقرر ہونا ضروری ہے یا عام مخلوق اسکے تقرر کی مختار ہے۔ پس واضح ہو کہ شاہ ولی اللہ صاحب والد بزرگوار شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی نے بالخصوص اسی بحث میں کتاب مبسوط ازالۃ الخفا لکھی جو مطبع صدیقی بریلی میں طبع ہوئی ہے شاہ صاحب موصوف فرقہ سنیہ کے نزدیک نہایت مستند عالم ہیں جیسے کہ ان کے فرزند ارجمند شاہ عبدالعزیز تحفہ اثنا عشریہ میں انکو آیۃ الٰہی اور معجزہ نبوی قرار دیتے ہیں اور یہ بھی شاہ صاحب نے کتاب مذکور میں لکھا ہے کہ روایات غیر معتبرہ اس کتاب میں مندرج نہیں کی گئیں ہیں اور خود مصنف صاحب مقصد دوم ص ۳۶۰ میں کتاب مذکور کے لکھتے ہیں (بالجملہ ما از ایراد

تقرر خلیفہ از جانب خدا ضرور نہیں ہے بلکہ از جانب خلق ہوا ہے

احادیث موضوعہ واحادیث شدید الضعف کہ بکار متابعت وشواہد نمی آید تحاشی داریم وانچہ
درمرتبہ صحت وحسن است یا ضعف متحمل دارد از ارروایت کنم)

خلاصہ عبارت مذکورہ سے بخوبی ثابت ہے کہ جو روایات کتاب مذکورہ میں درج ہیں وہ سب
معتمد اور لایق استناد ہیں۔ پس مقصد اول اور فصل خلافت عامہ میں ص۳ پر لکھا ہے۔

(مسئلہ) واجب بالکفایہ است بر مسلمین الی یوم القیامۃ نصب خلیفہ مستجمع بشروط بچند وجہ
(۱) انکہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بہ نصب خلیفہ وتعیین او پیش از دفن آنحضرت متوجہ
شدند پس اگر از شرع وجوب نصب خلیفہ ادراک نمیکردند بر ایں امر خطیر مقدم نمیساختند وایں
وجہ اثبات دلیل شرعے از آنحضرتؐ مینماید بر وجہ اجمال (۲) انکہ در حدیث وارد شدہ
من مات ولیس فی عنقہ بیعۃ مات میتۃ جاھلیۃ یعنی ہر کہ بمیرد حال انکہ نیست در گردن
او بیعت خلیفہ مردہ است بمیت جاہلیت (یعنی کفر) وایں نص شرع است تفصیلا (۳)
خدا تعالی اجتہاد وقضا واحیاء علوم دین واقامت ارکان اسلام ورفع کفار از حوزہ
اسلام فرض بالکفایہ گردانیدہ وانہمہ بدوں نصب امام صورت نگیرد ومقدمہ واجب واجب است
کبار صحابہ باین توجیہ تنبیہ نمودہ اند)

مسئلہ مذکور کی عبارت سے بخوبی واضح ہے کہ مقرر کرنا خلیفہ رسول کا مسلمانوں پر تا قیام قیامت
فرض کفائی ہے۔ پس حضرات اہل سنت جو بعد انقضائے زمانہ خلافت دوازدہ گانہ
مسلمہ اشخاص مذکورین کے کسیکو خلیفہ مقرر نہیں کرتے تو ترک واجب کرتے ہیں اور واجب بھی
وہ واجب جسکو صحابہ ثلاثہ وغیرہ نے دفن وکفن رسول خاتم النبیین پر مقدم سمجھا تھا اور اگر
کوئی خلیفہ مقرر کر رکھا ہے تو ہم بھی مشتاق نشان ہیں۔ مگر شاید بادشاہ وقت ہو سو وہ
ظاہر ہے کہ کون ہے۔

نیز اس مسئلہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مقرر کرنا امام کا خدا اور رسول پر لازم نہیں۔ بلکہ بقول
شاہ عبدالعزیز صاحب جواب ہفتم میں فرماتے ہیں کہ نص کرنا خلیفہ پر اور بالتعیین اسکا مقرر کرنا

مستلزم مفاسد عدیدہ ہے۔ جیساکہ شاہد ہوا پس اگر اللہ یا رسول اللہ کسیکو خلیفہ مقرر کرے تو استلزام مفاسد عدیدہ نسبت خدا اور رسولخدا کے لازم آئیگا خدا و رسول اُسکا اس الزام سے منزہ اور بری ہے اور طرفہ ماجرا یہ ہے کہ خود شاہصاحب نے اُسی کتاب کے مقصد اول ص میں جو تعریف خلافت کی ہے اگر اُس سے لفظ نیابت نکالدیا جائے تو وہ بعینہ نبوت کی تعریف ہے حالانکہ نبی کی نسبت اہل سنت وجماعت کو تسلیم ہے کہ تقرر انبیاء علیہم السلام کا ذمہ خدا ہے پس کوئی عاقل تسلیم نکریگا کہ جن امور کے انصرام کے لئے خداوند عالم نے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے ان کاموں کے انصرام کرنیوالیکا تقرر لوگوں کے اختیار میں ہو۔ اگر یہ امر خلافت میں جائز ہے تو نبوت میں بھی جائز ہونا چاہئے۔ پس نبیؑ کا تقرر بھی لوگوں کے اختیار میں ٹھہرتا ہے تو خداوند عالم نے عبث پیغمبروں اور رسولوں کو مقرر کیا۔ نعوذ باللہ من ذلک دیکھو اسیوجہ سے حق سبحانہ وتعالیٰ نے شاہصاحب کے قلم سے کلمۂ حق لکھادیا چنانچہ مقصد اول ازالۃ الخفا میں بصفحہ ۲۰ رقمطراز ہیں (چنانچہ نبوت مکتسب وحیلی نیست ہمچنیں خلافت خاصہ پیغمبر نیز مکتسب وحیلی نیست) پس اس عبارت سے بخوبی واضح ہے کہ جس طرح نبوت کسبی نہیں ہے اسیطرح خلافت اور خلیفہ رسول ہونا کسبی نہیں ہے اور جب خلیفہ ہونا کسبی نہوا تو ضرور وہی منجانب اللہ ہوگا۔ اب ہم شاہ صاحب کے مقلدین سے دریافت کرتے ہیں کہ شاہصاحب کی کتاب مذکور کا شروع مسئلہ ص صحیح ہے یا یہ بیان ص ۵۲

تعریف خلافت ازالۃ الخفا مقصد اول ص ۳ فصل در خلافت عامہ مسئلہ در تعریف خلافت ہی الریاسۃ العامۃ فی التصدی لاقامۃ الدین باحیاء العلوم الدینیۃ واقامۃ ارکان الاسلام والقیام بالجہاد وما یتعلق بہ من ترتیب الجیوش والفرض للمقاتلۃ واعطائہم من الفئ والقیام بالقضاء واقامۃ الحدود ورفع المظالم والامر بالمعروف والنہی عن المنکر نیابۃ عن النبی یعنی خلافت ریاست عام ہے تصدی میں واسطے قایم کرنے دین کے ساتھ زندہ کرنے علوم دین کے اور قایم کرنے ستونہای اسلام کے اور قیام بالجہاد اور اس چیز سے کہ متعلق جہاد ہے مو از قسم آراستہ کرنے لشکر اور مقرر کرنے جنگ کرنیوالوں کی اور دینا انکو مال غنیمت سے اور متصدی کرنیکی نزاعات میں اور قایم کرنا حدونکا اور رفع مظالم کا اور حکم کرنا

اختلاف بیان شاہ ولی اللہ در بارۂ نبی

... نیابۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ...

صحیح ہے اور لیجیے ص ۲۶ پر اسی کتاب کے لکھتے ہیں (مقدمہ نخستین آنکہ بدلائل عقلیہ بیقین پیوستہ
کہ آنحضرت لابد خلیفہ برائے امت خود معین فرمودہ ست و انقیاد آن عزیز در آنچہ خلافت
تعیین دارد لازم نمودہ) اب تو شاہ جی صاحب کا پہلا قول مصنفین کے نزدیک غلط ہوا
جسکو انھوں نے فرض کفائی مسلمین قرار دیا ہے اور وہ بھی قول غلط ہوا جو شاہ عبد العزیز
فرزند ارجمند شاہ صاحب نے نص بر خلافت منجانب اللہ والرسول کو مستلزم مفاسدہ عدیدہ
فرمایا تھا اور اس سے بھی تیز سنئے ص ۲۷ پر لکھتے ہیں (دلیل ثالث ہر کہ فن مغازی را
تتبع نمودہ شد البتہ میداند کہ آنحضرت ہرگاہ برائے غزوہ از مدینہ سفر میفرمودند شخصے را حاکم
مدینہ مینمودند امر مسلمین را گاہے مہمل نگذاشتند پس چون کوس رحلت از دنیا نواختند و غیبت
کبریٰ پیش آمد آن سیر مرضیہ خود را چرا مراعات نفرمایند، اور دو سطر کے بعد لکھتے ہیں واگر
بر سیرت علیہ آنحضرت در نصب حکام و قضاہ و تفویض ہر امرے بمستحق آں نظر بگماری بغیر استخلاف
پدرود کردن دنیا مستنکر و مستبعد شماری۔ سبحان اللہ یہ تو آیۃ اللہ اور معجزہ نبوی کے کلام
کا اضطراب ہے کہ کہیں کچھ فرمایا اور کہیں کچھ اتنا ضروری ہے کہ شخص منصف خصوصاً وہ شخص
جو قواعد انگریزیہ میں مداخلت رکھتا ہے شاہ صاحب پر اُن کے اس بیان سے جس کو
ہمنے نقل کیا بعد غور و فکر و نظر تعمق دروغ حلفی کے دفعہ ضرور قایم کرے گا اور کتاب کی
بابت تو ظاہر ہے کہ جس میں کہیں کا سر اور کہیں کا پیر ہو بھلا وہ کیونکر مستند و معتبر سمجھی جا سکتی
ہے اب مولوی اسمعیل صاحب کہ بھتیجے شاہ عبد العزیز صاحب کے ہیں اسبارہ میں اُن کا
بھی ارشاد اور سن لیجیے وہ اپنے رسالہ موسوم بہ منصب امامت کے دوسرے نکتہ میں تحریر
فرماتے ہیں۔ نکتہ ثانی امام نائب رسول است آنچہ سنت اللہ در بندگان خود بواسطہ
انبیاء و رسل جاری فرمود ہماں سنت بواسطہ ائمہ ہم جاری میفرماید و از انجملہ اتمام حجت است
بہ بعثت ایشاں یعنی تا وقتیکہ بعثت رسول متحقق نمیشود جحود و انکار ایشاں و رشقیا سر بر
نمیزند انتقام ملک علام بہ نسبت اہل معاصی و آثام متحقق نمیگردد قال اللہ تعالیٰ وما کنا

تقرر خلیفہ از جانب خدا

معذ بین حتی نبعث رسولا ہم جب تک رسول نہیں بھیجتے کسیکو عذاب نہیں کرتے الی آخر القصہ مراد ازیں قریہ انطاکیہ ست کہ حوارین حضرت روح اللہ بسوئے ایشاں مبعوث شدہ بودند و آخر الامر اہل انطاکیہ بایشاں حجود و انکار پیش آمدند و در انتقام ملک علام گرفتار گردیدند قال اللہ تعالیٰ فیہ ایضاً وما انزلنا علی قومہ من بعدہ من جند من السماء وما کنا منزلین ان کانت الا صیحۃ واحدۃ فاذا ہم خامدون ۔ پس ازیں معنی بالیقین باید فہمید کہ چوں در وقتے از اوقات امام قایم گردید دعوی او بر منصہ ظہور رسید لابد حجۃ اللہ در جمیع اہل معصیت و فساد تمام شد و وقت انتقام الٰہی از ایشان در رسید پس گویا کہ معاصی و آثام بمعارضہ و مقابلہ امام باتمام رسید۔ و لاریب بسر حد انتقام سیکشد انتہی۔

الحمد للہ کہ اس عبارت سے بلاقیل وقال یہ امر ثابت ہوا کہ نصب امام خداوند ذوالاکرام کی طرف سے لازمی ہے نہ بندوں کی طرف سے اس سے زیادہ تو ضرورت بیان نہ تھی۔ مگر چونکہ منشی صاحب اپنی سادگی سے ارقام فرماتے ہیں کہ (مسئلہ امامت و خلافت جناب امیرؑ میں شیعہ محبتاً سرشار ہیں نہ کتاب اللہ سے مطلب نہ حدیث نبوی کی کچھ حقیقت) لہٰذا ہم بنا بر تسکین خاطر عاطر منشی صاحب اپنے دعوے کے موئد کچھ عملدرآمد قدیم بھی دکھلاتے ہیں دیکھئے حق سبحانہ و تعالیٰ حضرت موسےؑ کے حال میں اُن کی استدعا کو دربارہ وزارت و خلافت حضرت ہارون کن الفاظ میں ظاہر فرماتا ہے قال رب اشرح لی صدری ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقہوا قولی واجعل لی وزیرا من اہلی ہارون اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری کی نسبحک کثیرا ونذکرک کثیرا ترجمہ کہا حضرت موسےؑ نے اے پروردگار میرے کھولدے تو میرے واسطے میرا سینہ اور آسان کر تو میرے واسطے میرا کام اور کھولدے تو میری زبان سے گرہ تاکہ سمجھیں (فرعون اور قوم اُس کی) میری بات اور مقرر فرما تو میرے واسطے میرا جانشین و وزیر میرے اہل سے میرے بھائی ہارون کو اُسکے (ہارونؑ) سبب سے میری کمر مستحکم کر اور میرے کام میں (یعنی ہدایت خلق میں) اسکو میرا شریک مقرر فرما

تاکہ ہم تیری بہت تسبیح کریں اور تجکو بہت یاد کریں اس استدعا کے جواب میں فرماتا ہے
ولقد اتینا موسی الکتاب وجعلنا معہ اخاہ ھارون وزیراً البتہ تحقیق دی ہمنے
موسیٰ کو کتاب اور کیا ہمنے اسکی ساتھ اُس کے بھائی ہارون کو وزیر و خلیفہ۔ پس ہر دو
آیت سے مثل روز روشن یہ امر ہویدا ہے کہ خلیفہ اور وزیر پیغمبر منجانب اللہ مقرر ہوتا ہے
نیز وہ معصوم اور عالم ہوتا ہے کیونکہ حضرت موسیٰ کی خواہش کی بنا پر حضرت ہارون کا
منجانب اللہ وزیر و خلیفہ مقرر ہونا صاف یقین دلارہا ہے کہ رائے مخلوق کو تقرر خلیفہ میں
ہرگز دخل نہیں ہے ورنہ حضرت موسیٰ کو خداوند عالم سے دعا کرنے کی کیا ضرورت تھی اگر
اُن کے اختیار میں تقرر جانشین خود ہوتا حالانکہ وہ پیغمبر خدا تھے نیز یہ امر بھی محتاج
ثبوت نہیں ہے کہ رعایا و امت کی سرکشی اور مخالفت سے خلیفہ منصوص کی خلافت
میں کوئی بل نہیں پڑسکتا کیونکہ قرآن شریف صاف تبلا رہا ہے کہ حضرت ہارون سے
بنی اسرائیل پھر گئے اور سامری کے پیرو کار ہوگئے تھے حالانکہ حضرت ہارون کی خلافت میں
کوئی نقص نہ آیا پس اس ہی عملدرآمد قدیم کی بنا پر حق سبحانہ تعالیٰ نے خود وعدہ فرمایا ہے
کہ اسی طرح ہم امت محمدیہ میں خلیفہ مقرر کریں گے چنانچہ فرماتا ہے وعد اللہ الذین آمنو منکم
وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن ھم
دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا دیکھئے یہ آیت صاف تبلا
رہی ہے کہ اسی طرح خلافت منصوص کا اس امت میں کسی معصوم اور عالم کی بابتہ وعدہ
فرمایا ہے جس طرح کہ سابق میں انبیاء کے خلفا ہوتے چلے آئے ہیں جیسا کہ کما استخلف
الذین من قبلھم کا مفاد ہے لیکن یہ وعدہ خدا کا مومنین سے بمعرفت رسول مقبول ہی
جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے اپنے رسول کو اُن خلفا کے حال سے ضرور مطلع
فرمایا اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ آیا رسول اکرم نے بھی اپنی امت کو اُن خلفاء کے نام
و نشان سے خبر دی یا نہ اگر خبر دی ہے تو معاذ اللہ رسول نے تبلیغ رسالت میں بہت

تقرر خلیفہ رسول اللہ از جانب خدا

بڑی کوتاہی کی کہ بہت بڑے امر اہم کی امت کو اطلاع نہ دی اور صاف صاف امت کو نہ بتلایا
کہ میرے بعد جن کے خلیفہ کرنیکا خدا نے وعدہ کیا ہے وہ فلاں فلاں لوگ ہوں گے دیکھو خبردار
اُن کے خلاف اگر کوئی دعوی خلافت کرے تو تم اسکو جھوٹا سمجھنا یہ امر یعنی رسول اکرم کا امت
کو اپنے خلفاء کے نام ونشان سے مطلع نکرنا آنحضرت پر بہت بڑا بدنما الزام ڈالتا ہے جسکو کوئی مسلمان
قبول نہیں کر سکتا نہیں بلکہ ضرور رسول نے تبلیغ رسالت کی اور وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ کی
تاکید اکید پر ضرور عمل کیا اور امت کو اس امر اہم او رضروری سے ضرور آگاہ کیا۔ اب چونکہ حضرات اہلسنت
اپنے خلفا کو جن کے ہمنے نام سابق میں لکھے نہ انکو منجانب اللہ خلیفہ سمجھتے ہیں اور نہ انکو معصوم
اور اعلم زمان خود جانتے ہیں اور نہ مخصوص ان کی خلافت پر رسول مقبول کی کوئی حدیث (جس
سے اُن کے نام ونشان سے آگاہی ہو جائے) بیان کرنے میں جیسا کہ یہ امر کتب صحاح سے بخوبی
عیاں ہے لہذا وہ خلفا اس آیہ وعد اللہ الذی امنوا الخ کے مصداق نہیں ہو سکتے اس سے خارج
رہیں گے اور شیعہ چونکہ جناب امیرؑ اور ان کی اولاد امجاد کی بابت خلفاء منصوص منجانب اللہ
ہونے کی معتقد و مدعی ہیں اور ان کو معصوم اور اعلم جانتے ہیں اور نیز رسول اللہ نے اُن کا
خلیفہ ہونا بیان کیا ہے۔ جیسا کہ احادیث معتبرہ اہل سنت سے سابق میں ہم نے اسکا ثبوت
دیا لہذا وہ وہی اس آیت کے مصداق ہیں اور وہی مراد میں آسکتے ہیں علی ہذا القیاس آیہ
قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لاینال عھدی الظالمین سے
برائے العین واضح ہے کہ امام منجانب اللہ ہوتا ہے ورنہ حضرت ابراہیم کو ومن ذریتی کہنے کی
ضرورت نہوتی اور نہ خداوند عالم کو اُس کی نفی فقرہ لاینال عھدی الظالمین سے لاحق ہوتی اب
صرف آپ کے امام المتقدمین متاخرین شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب ازالۃ الخفا مقصد ثانی
ص ۵۸ سے کچھ مختصر عبارت اس مقام کے متعلق اور سناتے ہیں دیکھئے وہ لکھتے ہیں۔
اصل ثالث از اصول شرعیہ اجماع است باید اجماعیکہ تبجیل اہل آں دست بہمنی اتفاق جمیع
امت مرحومہ بحیث لا یشذ منہم فرد واحد نصا من کل واحد منہم خیال محال ست ہرگز

انکار اجماع

واقع نشدہ مسئلہ نیست ازانچہ اوراجماعیات می نامند مگر فی الجملہ خلافے دراں نقل کردہ میشود۔ اس کا خلاصہ یہ ہوا کہ اجماع کو شاہ جی صاحب محال تبلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کوئی مسئلہ ایسا نہیں ہے جسمیں اختلاف نہو اور علامہ ابن القیم اعلام الموقعین میں احمد بن حنبل کے قول کو لکھتے ہیں کہ دعوے اجماع کذب ہے اور مدعی اسکا کاذب ہی چنانچہ یہ اُن کی عبارت بجنسہ ہے وقال عبد ابن احمد بن حنبل سمعت ابی یقول ما یدعی فیہ الرجل الاجماع فھو کذب و من ادعی الاجماع فھو کاذب اور مولوی حیدر علی ازالہ الغین میں ص۳۱ پر لکھتے ہیں منقح شد کہ اولی الامر اہل حل وعقد اند از بزرگان دین و پیشوایان اہل حق و یقین کہ اجماع شاں سبب عصمت ہست اور امام فخرالدین رازی اپنی تفسیر کبیر جلد ۳ ص۲۵۸ میں تحریر کرتے ہیں کہ اولی الامر نام اجماع امت کا ہے اور اسیکا حکم خداوند عالم نے آیہ یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اُلی الامر منکم میں دیا ہے۔

اب عقل حیران ہے اور یہ نہیں سمجھ میں آتا کہ کسکا قول صحیح مانا جائے ایک صاحب تو اجماع کو قطعی محال تبلا رہے ہیں دوسرے صاحب مدعی اجماع کے کاذب فرما رہے ہیں تیسرے صاحب اجماع بزرگان دین کو حجت مانتے ہیں چوتھی صاحب اجماع امت کو اولی الامر کے نام سے موسوم کر رہی ہیں خلاصہ یہ ہے کہ اب اس اختلاف کے بعد اسکا پتہ نہیں چلتا کہ اجماع ہے کونسا اجماع مراد ہی اجماع سکوتی ہے یا منقولی۔ اجماع عزیمت ہے یا رخصت پھر یہ بحث ہے کہ اجماع کونسا حجت ہی اور کونسا نہیں ہے۔ پھر وہ محتاج ماخذ و سند ہے یا نہ پھر وہ مثبت حکم قطعی ہے یا ظنی اور وہ ناسخ ہوسکتا ہے یا نہ اور یہ ثبوت کہ اجماع دلیل مستقل ہے یا غیر مستقل۔

واہ صاحب اطاعت اولی الامر کا حکم خدا نے کیا دیا گویا نعوذ باللہ ایک جال پھیلا دیا جسکو ہزارہا برس سلجھانے کے بعد ماشاء اللہ ان علماء کرام کی تحریر سے یہ نتیجہ نکلا کہ خدا برخلاف اپنے وعدہ کے کہ فرماتا ہے لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا ایک بہت بڑے محال و مشکل کا حکم دے رہا ہے جس کی اطاعت کی دعوی کرنے سے کاذب کا لقب ملے چونکہ حضرات اہل سنت اس کے قائل ہیں

کہ خدا امر محال کا حکم دے سکتا ہے لہذا اُنکو اس کے قائل ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے مگر ہم یہ خوب سمجھتے ہیں کہ جو اسپر آمادہ ہو کہ میں حکم خدا و رسول اور اولی الامر کی تعمیل کروں وہ بیچارہ اس قصہ میں پڑکر جاں بحق ہوگا اور احکام خدا معطل ہوں گے باقی رہا یہ امر کہ دو چار دس پانچ آدمی ملکر جسپر اتفاق کریں وہ اجماع ہے جسکو دوسرے لفظوں میں اتفاق اہل حل و عقد کہتے ہیں اور دنیا میں ایسی ہزاروں پنچایتیں روزمرہ ہوتی ہیں کس کس کی اطاعت کی جائے وہ کونسا اچھا برا کام ہے جسپر دو چار سو پچاس آدمیوں کا اتفاق نہیں ہوتا ہے تو کیا مخلوق سب کی اطاعت کی محکوم ہے بہر حال اولی الامر سے اجماع کا مراد لینا باطل ہی نہیں ہوا بلکہ امر محال ہے پس ثابت ہوا کہ مراد اولی الامر سے وہی ائمہ معصومین علیہم السلام مراد ہیں جو اولاد رسولؐ مقبول سے ہیں جن کے اسمائے گرامی بحوالہ کتب معتبرہ سابق میں ہم نے لکھے اور دیکھو مخصوص جناب امیرؑ کے بارہ میں علامہ جلال الدین محمد بن احمد محلی شرح جمع الجوامع میں بصفحہ ۹۶ تحریر کرتے ہیں قولہ لعلی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی رواہ الشیخان فان دواعی بنی امیۃ وقد سمعوہ متوفرۃ علی ابطالہ لدلالتہ علی خلافۃ علی رضی اللہ عنہ یعنی فرمانا رسول خداؐ کا کہ اے علیؑ تو مجھ سے بمنزلہ ہارونؑ کے ہے موسیٰؑ سے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں روایت کیا ہے اسکو شیخین یعنی بخاری و مسلم نے۔ اس لئے کہ خواہشیں بنی امیہ کی جنھوں نے اس حدیث کو سنا تھا بکثرت مائل تھیں اس کے باطل کرنے پر کیونکہ وہ دلالت کرتی ہے خلافت پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے۔

اب ہم نہیں جانتے کہ باوجود تصریح بخاری و مسلم ائمہ احادیث کے اُن کے مقلدین خلافت جناب امیرؑ میں کیوں ہیر پھیر کرتے ہیں حالانکہ خلافت شیخین کی نسبت وہ لاابالی توں بتلانے کے مصداق ہیں ہاں ایک حدیث مصنوعی یعنی لا یجتمع امتی علی الضلالۃ سے شیخین کے لئے خلافت ثابت کرتے ہیں سو یہ بےخبر ہے وہ جناب مثل روز روشن فرما گئے ہیں ستفترق امتی بعدی علی ثلاثۃ سبعین فرقۃ کلھم فی النار الا واحدۃ پس اس حدیث متواتر

مشہورہ کے مقابلہ میں جسمیں افتراق امت فرمایا ہے کیونکہ یہ حدیث لایجتمع الخ حدیث سمجھی جا سکتی ہے چہ جائیکہ صحت اُسکی اور اگر صحیح سمجھی جائے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ تمام اُمت محمدیہ بحیث لایشذ عنہ شاذ گمراہی پر اجماع نکرے بلکہ کچھ لوگ (مثلاً فرقہ واحدہ) ہدایت پر ہوگا اب تو دوسری حدیث موید حدیث اول ہو گئی - اور اگر اجماع ہی کے بالفرض قائل ہوں تو یہ بھی درست و صحیح نہیں اس لئے کہ ایک ہی وقت میں اجماع کہاں متحقق ہوا (جو اصول مسلمہ فرقہ سنیہ کے خلاف ہی) بہت سے لوگ اس اجماع کے مخالف رہے سعد ابن عبادہ انصاری جن کے بابت استیعاب میں لکھا ہے کہ اگر وہ صحابہ رسولؐ سے تھے اور نہایت سخی مرد عاقل تھے ان کی قدر و منزلت رسول کے ساتھ مانند کوتوال کے تھے فتح مکہ کے روز لشکر رسول میں قبیلہ انصار کے علمدار تھے غرض ایسے جلیل القدر صحابی اور تمامی بنی ہاشم بروایت صحیح مسلم چھ مہینہ تک بیعت سے دست کش رہے اور باقی خلق از مدینہ بحرین اور یمامہ وغیرہ میں جو مخالفت اس بیعت کی ہوے وہ سیر کنندہ کتب تواریخ پر مخفی نہیں ہے - اسپر جو خوارج کے اعتراضات ہیں واقعی وہ لاجواب ہیں اہل سنت کسی طرح جواب نہیں دے سکتے اسیوجہ سے شرع میں ایسے مجمع ناجائز کی نہ کبھی وقعت ہوئی نہ اس کی اجازت شرع سے ملی - یاران حلسہ نے اپنے دل سے بغض خدا اور رسولؐ کے باطل کرنے کے لئے یہ ترکیب نکالی ہے دیکھو مثل مشہور ہے اذا تعارضا تساقطا اول صاحب کے مرتے ہی دوسرے صاحب نے لوگوں کو اپنی طرف جھکایا اور بیعت اولیٰ کے قبح اور خرابیوں کو حاضرین پر ظاہر کیا - چنانچہ بخاری کے صفحہ ۱۰۰۹ پر حضرت عمر کا خطبہ منقول ہے دیکھو اوائل خطبہ میں فرماتے ہیں فلا یغترن امرء ان یقول انما کانت بیعۃ ابی بکر فلتۃ وتمت الا وانہا قد کانت کذالک ولکن اللہ وقی شرہا یعنی کوئی شخص دھوکے میں نہ رہے کہ بیعت ابی بکر کی ناگہانی تھی - بلکہ نہیں واقعًا وہ ایسی ہی تھی یعنی ناگہانی بے سوچے سمجھے ہو گئے تھے - لیکن اللہ تعالیٰ نے اُس کے شر سے بچایا اور محفوظ رکھا اور پھر اسی خطبہ کے اواخر میں فرماتے ہیں من بایع رجلا علی غیر مشورہ من المسلمین فلا

خلافت ابوبکر پر اجماع اُمت نہیں

یبا یع هو والذی بایعہ تغرۃ ان یقتلا یعنی جو شخص بیعت کرے کسی شخص کے بغیر مشورہ مسلمانوں کے پس وہ شخص بیعت نہ کیا جائیگا یعنی اس کی بیعت بیعت نہ سمجھی جائے گی اور وہ اور بیعت کنندہ دونوں خطرہ میں ہیں کہ قتل کیئے جائیں اس عبارت سے حضرت عمر صاحب کی بخوبی ثابت ہی کہ بیعت حضرت ابو بکر بغیر مشورہ مسلمین ناگہانی بے سوچے سمجھے ہو گئی تھی اسیواسطے اُنھوں نے فرمایا کہ خدا نے اسکے شر سے اپنی مخلوق کو بچایا۔ پس معلوم ہوا کہ بغیر مشورہ اہل حل و عقد کے ایسی بیعت استقرار خلافت کے لئے ناکافی ہے مگر بقول شخصے سگ زر و برادر شغال الخبیس کی خلافت میں کوں سے پتھرے پڑے۔ کونسا مشورہ مسلمانوں کا ہوا۔ ہاں انھوں نے بیعت اولیہ کی مفاسد اور خرابیں بیان کر کے وہ اگرڑہ ڈالا کہ خلافت منصوصہ کا نام بھی زبان پر نہ آنے دیا پھر اسیطرح تیسرے صاحب بھی اپنا کوس لمن الملکی بجا کر لیے بیے پھر کہیں بیچاری خلافت منصوصہ کی ظاہر میں باری آئی جو شروع ۱۴ ذالحجہ ۳۵ھ سے ۲۱ رمضان سنہ ۴۰ تک کل ۴ سال ۹ یا ۷ یا ۶ یوم رہی اسکے بعد اب ظاہری سلسلہ ان کی اولاد امجاد میں آیا تھا کہ یاران جلسہ کو ناگوار معلوم ہوا اور آتش حسد و عناد بھڑک مشتعل ہوئی سنہ ۴۱ھ میں جناب امام حسن علیہ السلام کو مغلوب و مجبور کر کے صلح نامہ دستخط کرایا اور سب کے سب معاویہ کی طرف جھک گئے اور اس کی بیعت کر لی چنانچہ اسی سنہ ۴۱ھ کا نام سنۃ جماعت مشہور ہوا اور بیعت کنندگان امیر معاویہ اس لقب سے پکارے گئے دیکھو تاریخ الخلفا کا آخر ص ۱۳۲ اب فخریہ اس لقب کے معنی بدل کر سنت رسولؐ کے پیرو اور جماعت کے پابند تبلائے جاتے ہیں اور اصلی سبب اسمیت کو مخفی کر رکھا ہے۔

وجہ تسمیہ سنت جماعت

غرضکہ اس بیعت کے مفاسد جو خوارج نے بیان کیئے واقعی امر یہ ہے کہ وہ بہت صحیح ہیں۔ اسی ناجائز طریقہ بیعت نے اصلی حقدار وارث کو محروم کر دیا اس بیعت نے باغی کو سلطان سلطان کو باغی بنا دیا۔ اس بیعت نے شریعت رسولؐ کو بدل دیا ایمان کی جگہ کفر و بدعت کو پھیلا دیا یہ بیعت نہ صرف غضب حقوق اہل رسولؐ کی بانی ہوئی بلکہ

بلکہ انقطاع رشتہ قرابت اہلبیت رسولؐ کی بھی رسولؐ پاک سے یہی بیعت بانی ہوئی۔
اگر تواریخ کو بنظر انصاف کوئی دیکھے تو معلوم کر سکتا ہے کہ خلفاء ثلثہ و معاویہ وغیرہ اشخاص تحصیل دنیا و استحصال خلافت کے لئے کیسی کیسی قبائح اور فواحش کے مرتکب ہوئے اور کیسی کیسی چالیں اُنھوں نے اختیار کیں اور کچھ زمانہ کے بعد لوگوں پر بھی واضح کردیا کہ علی رسول اللہ کے کوئی بھی نہ تھے۔ اسیوجہ سے علماء اہل سنت نے کتب تواریخ کے مطالعہ کو حرام کردیا ہے کہ اُن سے تمام واقعات کی قلعی کھلتی ہے دیکھو ہماری بیان کی تصدیق علامہ مسعودی سنی المذہب کی تحریر سے ہوتی ہے جبکو وہ مروج الذہب جلد ۲ میں بصفحہ ۱۰۰ لکھتے ہیں ذکر بعض الاخباریین انہ قال لرجل من اهل الشام من زعماهم واهل الرای والعقل منہم من ابو التراب الذی یلعنہ الامام قال انی اراہ لصا من لصوص الفتن
یعنی کسی نے ایک مرد شامی سے پوچھا جو ان کے سرداروں اور صاحبان عقل و رائے سے تھا کہ ابو تراب کون شخص تھا جس پر تمہارا امام (معاویہ) لعنت کرتا ہے اُس مرد شامی نے جواب دیا کہ میں ایسا کچھ جانتا ہوں کہ یہ کوئی بہت بڑا ڈاکو چور فتنہ پرداز تھا۔
نیز اُسی کتاب کے صفحہ ۱۰۹ میں یہ مضمون ہے کہ عبد اللہ بن علی نے بہت سے لوگوں کو ابو العباس سفاح خلیفہ عباسی کے پاس بھیجا اُنھوں نے بہ حلف بیان کیا کہ جب وقت تک تمہاری خلافت نہیں ہوئی تھی ہم لوگوں کو بھی یقین تھا کہ بجز بنی امیہ کے رسول اللہ کا کوئی وارث ہی نہ تھا اور نہ کوئی رسول کا قرابت دار تھا جو اُن کا وارث ہوتا۔ اب تو اہل انصاف سمجھ سکتے ہیں کہ خلفاء ثلثہ اور اُن کے احباب نے رسول اللہ کے نام مٹانے میں کیسی کیسی تدبیریں کیں اور وارث حقدار کے محروم کرنے میں کیا کیا چالیں پیدا کیں کہ دنیا میں کوئی رسول کا نام لیوا ہی نہ رہے۔ اگر خلافت بنی عباسیہ نہ ہوتی تو ضرور کچھ دنوں کے بعد یہ مشہور ہو جاتا کہ رسول اللہ کا کوئی وارث نہ تھا اور نہ کوئی اُن کی دختری و پسری اولاد تھی
خلاصہ یہ ہے کہ اس بیعت کی خرابیاں لاتعد و لاتحصی ہیں احاطہ اُن کا غیر ممکن ہے اور نہ معلوم

[illegible] ناکامی کا

تا قیام قیامت کتنے اور ہوں گے۔ مگر افسوس ہے کہ پیروان خلفائے ثلثہ ایسی زبردستی اور دھینگا دھانگی کی بیعت کو تو بیعت حقہ اور نص خلافت سمجھتے ہیں حالانکہ رسول کی جانب سے کوئی نص جلی اُن کی خلافت پر بمقابلہ شیعہ آجتک پیش نکر سکے اور نہ انشاء اللہ پیش کر سکتے ہیں اور جس کی خلافت پر رسول اللہ کی جانب سے نص جلی مثل روز روشن کتب معتبرۂ اہل سنت میں موجود ہے اسکو پس پشت ڈالے ہوئے ہیں۔ اگر باور نہیں تو ذرا ہی کتاب مستطاب ازالۃ الخفا مطبوعۂ بریلی ص۶ کے حاشیہ کو نکالو دیکھو تو ہی کہ ایۃ اللہ شاہ جی صاحب کیا لکھ رہے ہیں دلائل درآخر کتاب خواہد آمد کہ مختار نزد ایشان در ثبوت خلافت حضرت مرتضیٰ نص ست چنانکہ تمسک کردہ اند بحدیث اللھم ادر الحق معہ حیث دار و مانند آں از احادیث کہ قدر مشترک از ان متواتر ست) کیوں صاحبو جبکہ آیۃ اللہ احادیث ناصہ بر خلافت علی کو متواتر فرمارہے ہیں جو یقیناً قابل اعتماد و استناد ہیں پھر کیوں برخلاف اُن احادیث کے بیعت کو نص خلافت قرار دیا جاوے کیا انصاف دنیا سے بالکل ہی جاتا رہا۔

عدم انضباط اصول مذہب اہل سنت

ہم جہاں تک خیال کرتے ہیں دنیا میں ہر مذہب کسی قاعدہ کے اندر آسکتا ہے اور اُس کی کچھ نہ کچھ قواعد کلیہ منضبط ہوتے ہیں مخالف و موالف کو ہر شخص پہچانتا ہے امورات مذہبی میں کھرے کھوٹے کی ہر شخص شناخت رکھتا ہے مگر مذہب اہل سنت اسکے قواعد عجیب و غریب ہیں اس مذہب کے اصول میں مخالف و موالف دونو یکساں ہیں کھرے کھوٹے دونوں اسمیں برابر ہیں اور نہ کوئی قاعدۂ کلیہ اس مذہب کا منضبط ہے امام جمعہ و جماعت عالم جاہل دونوں ہو سکتے ہیں یجوز الصلوٰۃ خلف کل بر و فاجر ان کے یہاں کا فتوےٰ ہے دیکھو شرح عقائد نسفی ص۱۵ عثمان کے بھی معتقد ہیں ان کے قاتلین کے بھی دوست ہیں جناب امیرؑ کو بھی مانتے ہیں اور عائشہ و معاویہ و ابن ملجم کے بھی محب ہیں۔ امام حسینؑ کے بھی دوستدار ہیں اور یزید پلید و شمر ذی الجوشن و عمر سعد لعینان ابد کے بھی دوست ہیں رسول اللہ کو بھی رسول برحق سمجھتے ہیں اور ان کی رسالت میں شک کرنے والوں کو بھی صحابی و خلیفہ

برحق سمجھتے ہیں دیکھو وہی کتاب معتبر ازالۃ الخفاص ۲۹۲
ان عمر بن الخطاب اتی بنسخۃ من التوراۃ فقال یا رسول اللہ ہذہ نسخۃ من التوراۃ
فسکت صلعم فجعل یقرء ووجہ رسول اللہ تتغیر فقال ابوبکر ثکلتک الثواکل اما
تری بوجہ رسول اللہ فنظر عمر الی وجہ رسول اللہ فقال اعوذ باللہ من غضب اللہ
و رسولہ رضینا باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا فقال رسول اللہ والذی
نفس محمد بیدہ لو بدا لکم موسی فاتبعوہ و ترکتمونی اضللتم عن سواء السبیل
ولو کان حیا وادرک نبوتی لاتبعنی ترجمہ یعنی منقول ہے کہ حضرت عمر بن خطاب
ایک نسخہ توریت کا لائے اور کہا یا رسول اللہ یہ توریت ہے حضرت چپ ہو رہے۔ پھر عمر
اسکو پڑھنے لگے اور حضرت کا چہرہ متغیر ہونا شروع ہوا تب حضرت ابوبکر انسے مخاطب
ہوکر بولے تجھے روئیں رونے والیاں۔ کیا رسول اللہ کا چہرہ نہیں دیکھتا۔ عمر نے
جب نظر اٹھائی دیکھا تو کہا پناہ مانگتا ہوں غضب خدا و رسول کے سے راضی ہوں
میں اللہ کے رب اور اسلام کے دین اور محمد کے نبی ہونے پر حضرت نے فرمایا قسم ہے اسکی
جس کے قبضۂ قدرت میں جان محمد کی ہے اگر موسیٰ ظاہر ہوں تو تم لوگ اُن کی پیروی کرو
اور مجکو چھوڑ دو یہ واضح رہے کہ تم اسوقت گمراہ بھی ضرور ہو جاؤ گے حالانکہ اگر موسیٰ
زندہ ہوتے اور ہماری نبوت کا زمانہ پاتے تو ضرور میری پیروی کرتے وا اسفا۔ کیا
کامل الایمان اسکو ہی کہتے ہیں اور ثبات قدمی ایمان میں ایسی ہی ہوتی ہے بڑے تعجب
کی بات ہے کہ پیغمبر برحق قسم شدید کے ساتھ ارشاد فرمادیں کہ اگر موسیٰ ہوتے تو تم ضرور اسلام
چھوڑکر ان کی پیروی کرلیتے باوجود اس کلام معجز صادق واثق کے پھر یہ کیفیت۔
میاں ہم تو یہ جانتے ہیں کہ جس شخص نے آنحضرت کو نبی برحق مان لیا اور ان کی رسالت
پر کامل ایمان لایا ایک موسیٰ نہیں اگر ہزار موسیٰ ہوں تو بھی اسکو لغزش نہونی چاہیے
مثل مشہور ہے اقرار العقلاء علی انفسہم مقبول جبکہ کوئی شخص عاقل کسی امر کا خود مقر

ہوتو ہمکو کونسا اختیار ہے کہ ہم اُس کے اقرار کو نہ مانیں - ورنہ مقر کو از خود رفتہ کہنا پڑیگا دیکھو روضۃ الاحباب جلد اول ص ۳۰۵ پر خود حضرت عمر صاحب کا یہ قول و اقرار حدیبیہ کے روز کا منقول ہے (مرویست از عمر خطاب کہ گفت دراں روز امر عظیم در دل من پیدا شد و مراجعت کردم با حضرت مراجعتے کہ ہرگز مثل ان نکردہ بودم) اس کلام سے حضرت عمر صاحب کے بخوبی ظاہر ہے کہ جیسا شک نسبت نبوت آنحضرت کے بروز حدیبیہ پیدا ہوا تھا کہ کبھی مثل اُسکے پیدا ہوا تھا یعنی قبل اسکے بھی نبوت میں شک رہا کرتا تھا مگر اسروز بڑھ گیا تھا اب اگر اس سے اطمینان نہو تو قصہ لیلۃ الاحزاب کو صحیح مسلم اور تفسیر درمنثور سے دیکھئے حذیفہ کہتے ہیں جناب رسول خدا کے ساتھ تھے وکان رسول اللہ یصلی من اللیل فی لیلۃ باردۃ لم ار قبلہ ولا بعدہ برداً کان اشد منہ حذیفہ کہتے ہیں کہ جناب رسولخدا نماز شب میں مصروف تھے اور وہ رات ایسی سرد تھی کہ میں نے اُس سے پیشتر کبھی ایسی سرد نہ دیکھی تھی اور نہ اُسکے بعد فقال الا رجل یذھب الی ھولاء فیاتینا بخبرھم جعلہ اللہ معی یوم القیمۃ یعنی ہے کوئی ایسا شخص جو اس لشکر کفار کی طرف جاوے اور وہاں کی خبر ہمارے پاس لاوے پس جو ایسا کرے گا خداوند عالم اُسکو روز قیامت میرے ساتھ کرے گا قال فما قام منا انسان فسکتوا حذیفہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے حضرت کے حسب ارشاد کوئی نہ اٹھا اور سب نے سکوت کیا حضرت نے دوبارہ اسی طرح سے فرمایا - پھر کسی نے جواب نہ دیا تب حضرت نے مخصوص یار غار کا نام لے کر فرمایا یا ابا بکر فقال استغفر اللہ ورسولہ خلیفہ صاحب بھی نہ اُٹھے اور پڑے پڑے کہنے لگے خدا اور رسول خدا مجکو معاف فرمادیں ثم قال ان شئت ذھبت حضرت نے فرمایا اے ابوبکر اگر تو چاہتا تو جا سکتا تھا اُس کے بعد نام نامی خلیفہ ثانی لے کر پکارا فقال یا عمر فقال استغفر اللہ ورسولہ انھوں نے بھی بتقلید اول صاحب وہی جواب دیا اللہ اور رسول اللہ مجکو معاف فرمادیں فقال ان شئت ذھبت حضرت نے فرمایا

اگر تو چاہتا تو جاسکتا تھا ثم قال یا حذیفہ پھر فرمایا اے حذیفہ فقلت لبیک فقمت حتی اتیتہ میں نے عرض کیا لبیک اور اٹھا میں اور حاضر خدمت باسعادت ہوا۔ کیوں حضرات کیا یہی کامل الایمان ہونے کے امور ہیں۔ کیا رضا طلبی خدا و رسولؐ خدا اور خدمتگزاری اور ادائے حق رفاقت اسیکو ہے کہتے ہیں کیا یہی اصحاب مطیع رسول مقبول ہیں کیا ایسے ہی اصحاب نائب رسول کہلاتے ہیں کیا یہی اصحاب محب خالص رسولؐ کے تھے کہ وہ حضرت پکاریں اور کوئی حاضر خدمت نہو اور دم چرائے پڑے رہیں اور جب نام بنام پکاریں تب بھی کوئی حاضر نہو اور پڑے پڑے ایک کہے مجھے معاف فرمائے دوسرا کہے مجھے معاف فرمائے سبحان اللہ کیا محبت تھی اور کیا اطاعت تھی جسپر اہل سنت کو ہزار جان سے قربان ہو جانا چاہئے۔ ہے کوئی منصف جو ذرا سورۂ نمل میں قصۂ حضرت سلیمان کو بنگاہ انصاف و تامل دیکھے جبکہ حضرت سلیمان نے تخت بلقیس منگانا چاہا

اطاعت جن برائے حضرت سلیمان

تو حاضرین مجلس سے مخاطب ہو کر فرمایا یا ایھا الملؤ ایکم یاتینی بعرشھا قبل ان یاتونی مسلمین اے سردارو تم میں سے کون تخت بلقیس ہمارے پاس لا سکتا ہے قال عفریت من الجن انا اتیک بہ قبل ان تقوم من مقامک تو فوراً ایک جن نے کہا میں اسکو حاضر خدمت کر سکتا ہوں قبل اسکے کہ حضور یہاں سے اُٹھیں قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اتیک بہ قبل ان یرتد الیک طرفک فوراً ہی حضرت سلیمان کے وزیر و خلیفہ جانشین آصف بن برخیا نے جنکو علم کتاب سے کچھ علم حاصل تھا عرض کیا کہ میں آپ کے چشم زدن میں تخت بلقیس حاضر کر سکتا ہوں اور یہ کہتے ہی چشم زدن میں اسیوقت بلقیس کو مع تخت حاضر خدمت حضرت سلیمان کر دیا۔ افسوس کا مقام ہے جن نے تو حضرت سلیمان کی اجابت کی اور لیلۃ الاحزاب میں اشرف المرسلین و خاتم النبیین اپنے خلفا کو نام بنام لیکر پکاریں اور بلائیں اور لشکر کفار کی خبر منگانا چاہیں اور کوئی اُن میں سے آنحضرت کی اجابت نکرے اور دم چرائیں پڑے رہیں اُن سے تو وہ جن

معجزہ وزیر و خلیفہ حضرت سلیمان

ہی حضرت سلیمان کا بہتر تھا دوسرے تعجب کا مقام یہ ہے کہ وزیر و خلیفہ حضرت سلیمان
کا تو ایسا قادر ہو کہ مسافتہائے بعیدہ اور سفر دور و دراز مہینوں کی راہ سے چشم زدن میں
اپنی معجز نمائی دکھلاوے اور خاتم النبیین و اشرف المرسلین کا خلیفہ و جانشین ایک نہیں بلکہ
دونوں کے دونو لشکر کفار کی خبر لانے اور منگانے سے عاجز و مجبور اس بنا پر یہ حدیث علامہ سیوطی
مندرجہ تاریخ الخلفا ص ۳۹ سطر ۱۴ جعلی اور وضعی نہیں تو اور کیا ہے اخرج ابن ابی حاتم عن
عامر بن عبداللہ بن الزبیر قال لما نزلت ولو انا کتبنا علیہم ان اقتلوا انفسکم الایۃ
قال ابوبکر یا رسول اللہ لو امرتنی ان اقتل نفسی لفعلت فقال صدقت عبداللہ بن
زبیر کہتے ہیں کہ جب آیہ مبارکہ ولو انا کتبنا علیہم الخ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر نے عرض
کیا یا رسول اللہ اگر آپ مجکو خودکشی کا حکم دیں تو میں اپنے آپ کو قتل کر ڈالوں رسول نے فرمایا
سچ کہتے ہو تم ایسے ہی ہو استغفر اللہ بھلا ان سے امید تھی کہ حسب ارشاد رسول مقبول آپ اپنے
آپ کو ہلاک کر ڈالتے۔ لیلۃ الاحزاب ذرا سے کام کی انجام دہی میں تو وہ کیفیت تھی جو
مذکور ہوئی اور قتل نفس تو ایک امر عظیم ہے کہنے اور کر دکھانے میں بہت بڑا فرق ہے پس
اگر رضا طلبی رسول مقبول میں بقول علامہ سیوطی حضرت ابوبکر ایسے غرق تھے تو لیلۃ الاحزاب
ان کی جان پر کیا بنی تھی یا اور کچھ نہیں تھا تو رفاقت رسولؐ اور نصرت رسول میں کسی معرکہ
اور جہاد کے اندر ہی اپنی جان پر کھیل گئے ہوتے یہ کیا کہ زبانی تو سب جمع خرچ اور وقت پڑ
ندارد جنگ خیبر و خندق و حنین۔ احد کسی ایک میں بھی اپنی بہادری دکھلائی ہوتی دیکھو
جنگ احد تیسرے سال ہجری میں واقع ہوئی مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۱۶۷ و ۱۶۸ میں لکھا ہے
منقول ست کہ چوں مسلمانان روئے بہزیمت آوروند و حضرت رسولؐ را تنہا گذاشتند حضرت
در غضب آمد و عرق از پیشانی ہمایونش متقاطر گشت و مثال مروارید دوید دراں حالت نظر کرد
علیؑ ابن ابیطالب را کہ بر پہلوئے مبارکش ایستادہ ست فرمود چونست کہ تو بہ برادران خود
ملحق نگشتی علیؑ گفت لا کفر بعد الایمان ان لی بک اسوۃ آیا کافر شدم بعد از ایمان بدرستیکہ

جنگ احد میں سوا ان کے سب نے حضرت کو تنہا چھوڑ دیا

مرا تبو اقتدا است یعنی مرا بشما کارست با یاران و برادران که در پے غنیمت رفتند و ہزیمت نمودند چه کار دارم درایں حین جمعے از کافران متوجہ آنحضرت علیہ السلام شدند فرمود اے علی مرا ازیں مجمع نگاہدار و حق خدمت و نصرت بجا آر که وقت نصرت ست علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ متوجه آں قوم شد و دیمار از روزگار شان برآورد و ایشاں را متفرق گردانید و جمعے کثیر را بدوزخ فرستاد اور اسی صفحہ پر بعد چند سطور کے لکھتے ہیں (و میگویند که چوں علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ایں مردانگی کرد و نصرت داد جبرئیل علیہ السلام با آنحضرت فرمود که ایں کمال مواسات و جوانمردی ست که علی با تو میرد آنحضرت فرمودند انہ منی و انا منہ یعنی بدرستیکه علی از من ست و من از ویم کنایہ است از کمال اتحاد و اخلاص و یگانگی و آمدہ ست که چوں آنحضرت ایں کلمہ فرمود جبرئیل گفت و انا منکما من از شما ہر دوام - و گویند آوازے شنیدند که گویندہ غیبی میگفت لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار اور اسی صفحہ پر بعد ازیں لکھا ہے - گفت بندہ مسکین خصہ اللہ بمزید الیقین که ظاہر قصہ نادِ علیاً مظہر العجائب ہم دریں معاملہ در معاد که واقع شدہ است اما در کتب حدیث ہیچ ذکر آں نکردہ واللہ اعلم و بالجملہ وے رضی اللہ عنہ حق مبارزت و محاربت و جلادت و شجاعت بجا آورد که فوق آں تصور نتواں کرد) انتہی -

نزول لافتی الا علی

الحمد للہ که محدث دہلوی کے بیان سے بخوبی ظاہر ہو گیا کہ اس جنگ میں سب اصحاب رسولؐ رسولؐ کو تنہا چھوڑ کر فراری ہوئے جن میں اصحاب ثلاثہ بھی داخل ہیں سوائے حضرت علی مرتضیٰ کے کہ اُنھوں نے پورا پورا ثبات قدم دکھلایا اور کفار کو تلوار صاعقہ بار سے راہی دار البوار فرمایا - اب کہئے کہ بھاگ جانے والے اور رسولؐ کو تنہا زغہ اعدا میں چھوڑ جانے والے کس درجہ میں شمار ہیں ہاں فقد والکفر بعد الایمان سے ایکا پتہ و نشاں منضمن خبیر معلوم ہو سکتا ہے اب ہم دریافت کرتے ہیں کہ جن لوگوں کی یہ حالت ہو کہ رسول اللہ کی رسالت و نبوت میں شک کریں رسولؐ کے خلاف طریقہ اختیار کریں - رسول کو معارک و جہاد میں تنہا چھوڑ جائیں کیا ایسے ہی لوگ خلیفہ رسول ہو سکتے ہیں - کیا ایسے ہی لوگ جانشین رسول بن سکتے ہیں

کیا ایسے ہی لوگوں کا حکم عین حکم خدا اور رسول سمجھنا چاہئے کیا ایسے ہی لوگوں کا قول و فعل
قابل اعتماد ماننا چاہئے کیا ایسے ہی لوگ مصداق آیہ مبارکہ یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ
و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم ہیں کیا ایسے ہی لوگ مصداق آیۂ مبارکہ یوم ندعوا کل اناس
بامامھم۔ اگرچہ وہ لوگ بظاہر اپنے حال پر از اختلال کو شور و غل مچاکر بآواز بلند لوگوں پر ظاہر
کریں کہ ہم مسند رسول کی جانشینی کے لایق نہیں ہیں۔ مگر عام لوگ انکو کھینچ تان کر خلیفہ رسول
بناویں اور اُن کے لئے عوام الناس سے طوعًا و کرہًا بیعت لیں دیکھو تاریخ الخلفا علامہ جلال الدین
مطبوعہ مطبع عبد الاحد سنہ ۹ ص ۹۴ س ۵ اخرج ابن سعد عن الحسن البصری قال لما بویع
ابو بکر قام خطیبًا فقال اما بعد فانی ولیت ھذا الامر وانا لہ کارہ واللہ لوددت
ان بعضکم کفانیہ الا وانکم ان کلفتمونی ان اعمل فیکم بمثل عمل رسول اللہ لم اقم بہ
وکان رسول اللہ عبدا اکرمہ اللہ بالوحی وعصمہ بہ الا وانما انا بشر ولست بخیر
من احدکم فراعونی فاذا رایتمونی استقمت فاتبعونی واذا رایتمونی زغت فقومونی
واعلموا ان لی شیطانا یعترینی الخ اور کنز العمال میں ہے عن الحسن ان ابا بکر الصدیق
خطب فقال اما واللہ ما انا بخیرکم ولقد کنت لمقامی ھذا کارھا ولوددت ان
فیکم من یکفینی افتظنون انی اعمل بسنۃ رسول اللہ اذا لا اقوم بھا ان رسول اللہ
کان یعصم بالوحی وکان معہ ملک وان لی شیطانا یعترینی اور صواعق محرقہ باب ۱
باب اول فصل اول ص ۸ پر بھی اسی قسم کا اقرار ہے۔

غرض اس اقرار و خطبہ کی روایتیں مختلف طریقوں اور مختلف عبارتوں سے کتب احادیث میں
بکثرت موجود ہیں جنکا احصا ممکن نہیں (دیکھو تشئید المطاعن) خلاصہ مضمون اور محصل مضمون اس
خطبہ کا یہ ہے کہ حضرت ابو بکر چلاتے ہی رہے کہ مجکو علیحدہ کردو میں اس عہدہ کے قابل نہیں ہوں
شیطان کا مجپر غلبہ ہے رسول معصوم تھے اور خدا کی طرف سے انپر وحی آتی تھی اور ان کی مدد
کو فرشتہ اُن کے ہمراہ تھا بھلا میں سنت رسول کو کیونکر قایم کر سکتا ہوں غرض وہ بیچارہ بلا

(دل کا حال خدا جانے) غل مچاتے ہی رہے مگر یاران جلسہ نے انکو گھونٹ گھانٹ کر بیعت کرادی خلیفہ رسول بنادیا۔ ہائے افسوس یہ کیسی صریح حق پوشی و ناانصافی ہے۔ بھلا خود اقراری مجرم کو بھی کوئی حاکم رہا کرتا ہے اور مجرم کے اقرار خطا و نقص و عیب کو عجز و انکسار پر بھی کوئی محمول کیا کرتا ہے واہ صاحب یہ تو وہی مثل ہوگئی مدعی سست گواہ چست حضرت ابوبکر تو خود اقراری ہیں کہ میں مسند رسولؐ کا جانشین نہیں ہوسکتا مجکو اسقدر قابلیت ولیاقت نہیں اور یاران جلسہ کہیں۔ میاں نہیں تم لیاقت رکھتے ہو۔ چپ رہو تمہیں کیا مطلب بادشاہت لو حکومت کرو چین سے مزے اوڑاو۔ طمع بُری بلا ہے وہ بھی راضی ہوگئے دیکھو تاریخ الخلفا ص ۵۲ س ۷ اخرج ابن سعد عن میمون قال لما استخلف ابوبکر جعلوا له الفین فقال زیدونی فان لی عیالا وقد شغلتمونی عن التجارة فزادوه خمسمائه۔ ابن سعد میمون سے ناقل ہے کہ حضرت ابوبکر خلیفہ بنائے گئے تو (انکا مشاہرہ) دو ہزار مقرر ہوا۔ اسوقت حضرت ابوبکر بولے بھائیو تم نے مجکو بیچنے کھوچنے سے تو روک دیا بھلا اب میرا اتنے میں گذر کیونکر ہوسکتا ہے میں ایک عیال دار آدمی ہوں۔ کچھ اور اضافہ کرو تب پانسو اور بڑھائے گئے۔

سبحان اللہ کیا اچھی خلافت تھی کہ ڈھائی ہزار پر تہاما را تب وہ خلافت بگھاری گئی۔ افسوس کا مقام ہے کہ جو لوگ اسطرح پر خلیفہ بنائے گئے وہ تو خلیفۂ برحق اور انکی خلافت مثل وحی آسمانی بے ریب وارتیاب امنا وصدقنا کہکر قبول کرلیجائے اور جس کی خلافت پر باوجود اقرار شاہصاحب متواتر نص جلی ہو اس کی خلافت مثل وحی آسمانی نہ سمجھی جاوے بلکہ قائل پر محبت لسانی کا اعتراض کیا جائے۔ حالانکہ اُس نے شبانہ روز صحبت رسول پائی آغوش رسول اور کنار رسول میں نشو و نما پائی اسکو رسول اللہ نے اپنی مواخات و برادری کے تاج سے سرفراز فرمایا دیکھو ازالۃ الخفا مقصد دوم مآثر علی ابن ابیطالب ص ۲۵۳ و از انجملہ آنکہ چوں درمیان اصحاب مواخات واقع شد آنحضرت حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ را برادر خود خواند اسکو رسول اکرم نے انا و علی من نور واحد کا لقب عطا فرمایا (دیکھو حدیث نور

حضرت ابوبکر کی تنخواہ دو ہزار پانسو مقرر ہوئی بعہد خلافت

عبقات الانوار) اسکو رسول نے سید العرب کا خطاب دیا دیکھو صواعق محرقہ باب ۹ فصل ص ۱۰
ورویٰ البیہقی انہ ظہر علی من البعد فقال ھذا سید العرب فقالت عائشۃ الست
سید العرب فقال انا سید العالمین وھو سید العرب ورواہ الحاکم فی صحیحہ
عن ابن عباس بلفظ انا سید ولد ادم وعلی سید العرب روایت کی ہے بیہقی نے تحقیق
دور سے علی ظاہر ہوئے رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ سردار عرب کا ہے بے عائشہ نے کہا کیا آپ
سردار عرب کے نہیں ہیں پیغمبر نے فرمایا میں سردار عالمیں کا ہوں اور علی سردار عرب کا ہے
اور حاکم نے اپنی صحیح میں ابن عباس سے بجائے لفظ سردار عالمین کے نقل کیا ہے کہ فرمایا حضرت نے
میں سردار اولاد آدم ہوں اور علی سردار عرب ہے حضرات اہل سنت کو تو خلفاء ثلٰثہ کے عرب
ہونے میں انکار نہیں ہے پس جبکہ خود حضرت عائشہ کے جواب میں رسول اللہ نے فرمایا کہ
علی سردار عرب ہے تو حضرات خلفاء ثلاثہ کے بھی سردار ہوئے نیز اسی کتاب کے ص ۱۱۱ پر منقول
ہے روی ابن سماک ان ابا بکر قال لہ رضی اللہ عنہ سمعت رسول اللہ یقول لا
یجوز احد ن الصراط الا من کتب لہ علی الجواز ابن سماک نے روایت کی ہے کہ ابوبکر نے مجھ
سے کہا سنا میں نے رسول اللہ سے کہ فرماتے تھے کوئی شخص صراط پر گذر نکرے گا مگر وہ جسکو
علی اجازت نامہ لکھدیں گے وہ ہی گذرے گا سبحان اللہ کیا خوب حضرات ثلاثہ وغیرہ کو حضرت
علی پر فضیلت ہے کہ پل صراط سے گذرنے میں تو حاجتمند پروانہ علی کے ہوں اور پھر انھیں سے
افضل و بزرگتر بھی سمجھی جاویں کیا انصاف ہے ایضاً باب ۸ فصل سوم ص ۱۱۱ پر اوسی کتاب کے
قول حضرت عمر صاحب کا منقول ہے کہ علی اقضانا یعنی ہم لوگوں میں علی سب سے بڑے قاضی
اور معاملات کے فیصل کنندہ ہیں قال عمر بن خطاب یتعوذ باللہ من معضلۃ لیس لھا
ابو الحسن یعنی علیا کہا عمر ابن خطاب نے پناہ مانگی جاتی ہے اس مشکل سے کہ جس کے فیصلہ کے
لئے ابو الحسن یعنی علی نہوں غرض ان چند روایتوں سے بخوبی روشن و ہویدا ہے کہ حضرات
شیخین تو اپنے آپکو ہرگز حضرت علی سے افضل نہیں جانتے تھے کیونکہ وہ اپنی لیاقت خوب

قاضی تر ہونا حضرت علی کا

بروز خم غدیر جناب امیر خلیفہ رسول ہوئے

جانتے پہچانتے تھے مگر بیرو اُن کے بقول حب الشی یعمی ویصم اپنی ڈیڑھ چانول کی کھچڑی الگ پکا رہتے ہیں دیکھو اگر یہ امر نہوتا تو بروز خم غدیر صحابہ وغیر صحابہ کے مجمع میں کہ ۹۰ ہزار تھے اور بنابر دوسری روایت کے ایک لاکھ چودہ ہزار اور بنابر تیسری روایت کے ایک لاکھ ۲۴ ہزار تھے - چنانچہ اسی روایت کو جلد دوم کتاب مدارج النبوۃ میں محدث دہلوی نے ص ۵۰۳ و ۴۰۰ پر صحیح فرمایا ہے) خلیفہ ثانی نے اپنی زبان لاثانی سے اس جم غفیر ومجمع کثیر میں جناب امیرؑ کی مولائیت وسرداری کا اقرار کیا - گو محدث صاحب نے اس مقام پر بہت کچھ زور لگائے ہیں - مگر حق بر زبان جاری ہو گیا ص ۱۲۵ پر کتاب مذکور کے رقم طراز ہیں وور اثنائے طریق مراجعت چوں بمنزل غدیر خم رسید کہ از نواح جحفہ درمیان مکہ معظمہ ومدینہ مطہرہ ست روئے مبارک سوے یاراں کرد وفرمود الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسہم آیا نمید انید شما کہ من نزدیک ترین اولی تمام مومنان از ذواتہائے ایشان چنانچہ در قرآن مجید ہم مذکور ست النبی اولی بالمومنین من انفسہم ودر روایتے آمدہ ست کہ سہ بار فرمود ایں لفظ ومعنی را ومعنی آنست کہ امر نمیکنم مگر بانچہ صلاح ونجات وخیریت دنیا وآخرت ایشاں در آں باشد بخلاف نفوس ایشاں کہ گاہے بشر وفساد نیز میخوانند قالوا بلی گفتند صحابہ اے تو نزدیک ترین بمومنین ہستی از نفوس ایشان ودر روایتے آمدہ ہست کہ فرمود گویا مرا باآں عالم خواندو من اجابت نمودم - بدانید کہ من درمیان شما دوامر عظیم میگذارم ویکے از دیگرے بزرگتر ست قرآن واہلبیت من بہ بینید واحتیاط کنید بعد از من باین دو امر چگونہ سلوک خواہند کرد ودر رعایت حقوق آنہا بچہ کیفیت خواہید نمود وآں دو چیز بعد از من از یکدیگر ہرگز جدا نخواہد شد تا در لب حوض کوثر بمن رسند آنگاہ فرمود خدا مولے من ومن مولی جمیع مومنان ام بعد ازاں دست علی بگرفت وفرمود اللہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ خداوند کسیکہ من مولی اویم پس علی مولی اوست واللہم وال من والاہ وعاد من عاداہ خداوندا دوست

کسے راکہ دوست دارد علی را و دشمن دار کسے راکہ دشمن دارد علی را و در روایتے این زیادہ آمدہ است وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ یاری دہد کسے راکہ یاری دہد علی را فروگذار و یاری مدہ کسے راکہ فروگذارد و یاری ندہد علیؓ را رضی اللہ عنہ عمر بعد ازیں حکایات گفت گوارندہ باش وشاد باش اے پسر ابو طالب کہ صبح کردی وشام کردی وگشتی موہلے ہر مومن مرد و زن روایت کردہ است اینحدیث را احمد از براء ابن عازب وزید ابن ارقم کذا فی المشکواۃ دکیوں منشی صاحب انصاف سے کہنا کہ یہ روایت محدث دہلوی کی صحیح ہے یا غلط اگر غلط ہے تو ان کی روح پر صلوات پڑھئے کہ انھوں نے آپ تک ایسی ایسی حدیثیں پہنچائیں جنکو دیکھکر صاحب عقل وفہم انگشت بدندان حیرت اور اگر صحیح ہے تو پھر کیا مضائقہ ہے کیوں اسپر عمل نہیں کرتے۔ کیوں اسمیں اینچ پینچ کرکے اپنے محدث صاحب کی مخالفت کرتے ہو مولائیت رسول کے ساتھ بلا فاصلہ مولائیت علی ابن ابیطالب کا کیوں نہیں اقرار کرتے ہو جیسا کہ آپکے خلیفہ ثانی نے اپنی زبان لاثانی سے اقرار فرمایا۔ اصحاب ثلاثہ کے لئے بھی کہیں ایسا واقعہ پیش آیا ہے اگر ہے تو نشان دو ہم بھی مشتاق ہیں۔ میاں اگر ایسا واقعہ ان میں سے کسی کے لئے پیش آتا تو اب تک کیا تھا آسمان وزمین ایک کردیا جاتا۔ ایک آیہ غار میں محض لفظ صاحب فرمانے پر کسقدر نغلین بجائی جاتی ہیں اور کسقدر آسمان وزمین کے قلابے ملائے جاتے ہیں کہ جس کی کوئی حد نہیں اگر وہاں بھی علی ابن ابیطالب کا قدم ہوتا تو پھر ہرگز بھی یہ طمطراق نہوتا بلکہ سو طرح کے ہیر پھیر اسی میں کئے جاتے ہاں اسی واقعۂ غار سے قبل علی ابن ابیطالب نے بستر رسولؐ پر اپنی جان آڑ کر تلواروں کی چھاؤں میں استراحت فرمائی یا بقول محدث دہلوی احد میں کیسی کچھ جانبازی اس بزرگوار سے عمل میں آئی اسکا کچھ بھی فرقہ سنیہ کے قلوب پر اثر نہیں اگر کاش ایسے ایسے مقامات میں اصحاب ثلاثہ کا کچھ تعلق باقی رہتا تو پھر دیکھتے کہ کیونکر طشت از بام کیا جاتا بس منشی صاحب یہاں یہ فقرہ آپ کے واسطے پورا پورا صادق آرہا ہے یعنی آپ نے محبت

نسانی اصحاب ثلاثہ میں ایسے سرشار ہیں کہ نہ کتاب اللہ سے کام اور نہ حدیث نبوی کی
کچھ حقیقت بس بلاآیات واحادیث کے جسکو چاہا خمار محبت میں رل مل کر خلیفہ رسول
بنا لینا اور اُسکو مثل شتر بے مہار فسق و فجور و جائز الخطا وغیرہ منہیات سے مطلق العنان
کر دینا۔ بلکہ انکی خاطر سے دیگر انبیا و اوصیا و اولیا وغیرہ خلفار کو خطار اجتہادی کی آڑ
میں جائز الخطا قرار دینا۔ یہ آپ ہی کا اعتقاد ہے ایسا خلیفہ آپ کو ہی مبارک کہ وہ
جسوقت چاہے اور جسطرح چاہے آپ کی اصلاح کیا کرے فرقہ شیعہ کا ہرگز ایسا بیجا اعتقاد
نہیں ہوسکتا کیا خوب سعدی نے کہا ہے ع خفتہ راخفتہ کے کند بیدار ہم برابر مشاہدہ
کر رہے ہیں کہ حکام مجازی بھی بدون امتحان و کامیابی حاکم نہیں بنائے جاتے اگر عامہ
مخلوق کی رائے پر تجویز حاکم ہوتا تو جسوقت چاہتے ایک کو معزول کرکے دوسرے کو اپنا
حاکم اور بادشاہ بنا لیا کرتے خصوصاً عہدہ وزارت و ولی عہدی کہ جسکو خود بادشاہ بشمول
رائے عقلار و حکما و ناس تجویز کرتا ہے کیونکر عامہ مخلوق کی ہنوار و تجویز پر چھوڑ اجا سکتا ہی
پس کون سی عقل و شرع (خدا اُسکا ناس کرے) ایسات کا حکم دیتی ہے کہ جو نبی اکرم
ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں اور رسولوں میں افضل و منتخب ہو اُنکی ولی عہدی و جانشینی
و عہدہ وزارت کا تقرر عامہ مخلوق کے ہاتھ اختیار ہے رسول کی طرف سے اُس جانشین کا تقرر
کوئی امر لازمی و ضروری نہیں ہے اللہ اللہ ایسے نبی برگزیدہ کی وزارت و جانشینی کا عہدہ
اور یوں سستا شیطان ملعون تجھ پر خدا کی لعنت کہ تونے ایسے رسول برگزیدہ کے عہدہ
وزارت و جانشینی کو نظر خلایق میں ایسا بے حقیقت و بے وقعت کر رکھا ہے کہ جسکا نتیجہ نعوذ باللہ
بے حقیقتی و بے وقعتی اُس نبی امی ملکی سید الانس و الجان نکلتا ہے۔

منشی صاحب کل روز قیامت کے دربار احکم الحاکمین میں ہماری اور تمہاری حاضری یقینی ہے
سچ بتاؤ کہ لواء حمد کس کے ہاتھ میں ہوگا۔ صراط مستقیم سے گذرنے کا پروانہ اور اجازت نامہ
کس کی سرکار سے عطا ہوگا۔ حضرت ابوبکر کی سرکار سے یا حضرت عمر کی ساقی حوض کوثر حضرت

عثماں ہوں گے یا حضرت معاویہ قسیم الجنۃ والنار حضرت یزید ہوں گے یا عبدالملک و
عبدالعزیز وغیرہ خلفا جن کے نام ہم تفصیلی طور پر سابق میں لکھ آئے یوم ندعوا کل اناس
بامامہم کیا آپ کے یہی امام ہیں کیا انھیں کے ہمراہ آپ کا حشر ہوگا انھیں کا دامن پکڑ
کر داخل بہشت عنبر سرشت ہوگی (خدا ہمیں کند امین)

بالجملہ ہمنے اپنے دعویٰ خلافت و نیابت رسول کو منجانب اللہ ہونا اور قطعاً وحی آسمانی ہونا
اور مختصر طریقہ پر آیات قرآنی و احادیث نبوی سے بحوالہ آپ کے کتب معتبرہ و بحوالہ
صفحہ و سطر بیان کیا اب آپ اپنے دعوی کو کہ خلیفہ و نائب رسول کا منجانب اللہ معین ہونا
ضرور نہیں بلکہ اُسکا تجویز کر دینا کے لوگوں کے اختیار میں ہے اسکو کسی آیہ قرآنی اور حدیث
معتبر سے جو مسلمہ کتب شیعہ میں ہو بیان کریں اسی پر ہمارا آپ کا فیصلہ ہے اگر آپ سچے ہونگے تو
ضرور اپنے دعوے کی تصدیق کرینگے والا فلا یہ جو کچھ لکھا گیا مشتے نمونہ از خروارے ہے
اس سے ہزارہا حصہ زیادہ ہم آپ کے سامنے عبقات پیش کرتے ہیں آپکو چاہئے کہ اُس کے
سرمہ انوار سے اپنی آنکھوں کو (بشرطیکہ آپکے ملا اجازت دیں) معرفت و انصاف کی سلائی سے سرمہ
لگائیں اور بلاشبہہ اس کحل الجواہر کو صادق اور کامل اعتقاد کی سرمہ دانی میں مثل اکسیر و کیمیا بحفاظت
تمام رکھیں کہ ہر روز صبح و مسا خلوت و جلوت میں کلمہ شریفہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کی تلاوت
کرکے دو چار ورق کے نظارہ سے اپنی آنکھوں کو جلا دیا کریں یقین کامل ہے کہ انشاء اللہ
یہ سرمہ آپ کے مفید ضیا کیا بلکہ موجب ازدیاد بصارت ہو لیکن شرط یہ ہے کہ آپ اس سرمہ کو
بطیب خاطر و برضا و رغبت بلا تعصب و عناد استعمال کریں وما علینا الا البلاغ

ہمارا عریضہ

قال چونکہ یہ گفت و گو جناب حکیم صاحب کی ایسی تھی کہ جس سے پسندیدگی ظاہر نہیں ہوتی
تھی۔ لہذا یہ خیال دامن گیر ہوا کہ کلام ابلغ النظام جناب حکیم صاحب کو کتاب اللہ اور حدیث
نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ارشاد جناب امام ازلی و ابدی سے مطابق کرنا چاہئے کہ
کہاں تک قابل قبول و تسلیم ہے پس کتاب اللہ موجودہ عالم سے جو تفحص کیا گیا تو آیہ کریمہ

ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدیٰ من بعد ما بینہ للناس فی الکتاب
اولائک یلعنہم اللہ ویلعنہم اللاعنون بعدہ ارشاد جناب نبوی علیہ الصلوٰۃ کی تلاش کیگئی
تو متفق علیہ برآمد ہوا وہ کیا انی تارک فیکم الثقلین ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی احدہما
کتاب اللہ وعترتی اہلبیتی اقول چونکہ آپ کی تقریر وتحریر بھی ایسی تھی جس سے
ہمکو پسندیدگی ظاہر نہیں ہوتی تھی لہذا یہ خیال دامن گیر ہوا کہ آپ کے کلام مختل النظام
کو جس میں تین جگہ پر صریح املا کی غلطی ہے کتاب اللہ اور حدیث نبوی اور ارشاد جناب
امام علیہ السلام سے جو منجانب اللہ مقرر ہوا ہو مطابق کرکے دیکھنا چاہیے کہ کہاں تک
قابل قبول وتسلیم ہے ۔ پس کتاب اللہ موجودہ عالم سے جو تفحص کیا گیا تو درباب خلافت
رسول ونیابت رسول وہ آیات شاہدہ میں آئیں جن کے مضمون سے صاف صاف یہ
معلوم ہوتا ہے کہ نائب رسول ضرور ہے کہ خداوند عالم کی طرف معین ہو اس کے تقرر میں
بندوں کو ہرگز مداخلت نہیں ہے ۔ چنانچہ ہمنے سابق میں اس امر کو بخوبی واضح کردیا ۔

بعدہ ارشاد جناب نبوی کی تلاش ہوئی تو اسبارہ میں آپ کی کتب معتبرہ سے وہ
احادیث ملیں جنکا مطلب خاص آیہ قرآنی کے مطابق ہے چنانچہ ہمنے انکو بھی اپنے دعوے
کی دلیل میں بحوالہ صفحہ وسطر واضح طور پر بیان کیا اور مخصوص اسبارہ میں ہمنے زیادہ تر
کتاب مستطاب ازالۃ الخفا سے بہت کچھ مدد لی ۔ کیونکہ وہ کتاب معتبر ہے اور مصنف بھی
اسکے محدث دہلوی شخص معروف معتبر ومستند ہیں انکو اُن کی جلالت شان میں کسی طرح کا
شک وشبہہ نہیں ہوسکتا ہے چنانچہ شاہ صاحب موصوف نے قصہ غدیر کو بمفوائے حق
برزبان جاری ایسا کچھ واضح لکھا ہے کہ قابل داد ہے اگر آپ انصاف پسند ہونگے تو اس
تحریر میں نظر تعمق فرمائیں گے ۔ باقی آپ نے جو آیہ ان الذین یکتمون سے اجتہاد واستدلال
فرمایا ہے یہ محض آپ کی غلط فہمی اور جہالت پر مبنی ہے اسلئے کہ اگر آیہ مبارکہ کا یہی مطلب
لیا جائے کہ جو قرآن مجید وفرقان حمید کو اپنے پاس مخفی رکھے یا اُس کی آیات لوگوں کو

جواب استدلال بآیہ مبارکہ ان الذین یکتمون مخصوص بعموم وخصوص جناب صاحب

نہ بتلاوے یا نہ سمجھاوے وہ مصداق اس آیہ کا ہے - از بسکہ مضمون آیہ مبارکہ کا عام ہی
مخاطب کوئی خاص شخص نہیں ہے اس بنا پر لازم آتا ہے کہ نعوذ باللہ خدا اور اسکا رسول
بھی کتمان کے الزام سے بری ہو اور مخلوق خدا تو کیا بچ سکتی ہے - اسلئے کہ نہ تو رسول اللہ
نے اپنی مدت العمر میں مخلوق خدا کو جملہ آیات قرآنی کی تعلیم دی اور نہ جملہ آیات کو جمیع پر ظاہر
فرمایا اور نہ خداوند عالم نے اصحاب کو اسقدر عمر طویل عطا فرمائی جو اس امر کو پورے پورے
طور پر انجام دیتے - پس خداوند عالم اور اُسکے رسول کریم پر بھی آپ کے اعتقاد بے
بنیاد کی بنا پر کتمان کا الزام آتا ہے اور علی ہذا القیاس آپ کے خلفا و ائمہ بھی بری الذمہ
ہونگے - کیونکہ ہمارے خیال میں یہ امر نہیں آتا کہ آجتک کسی نے اسقدر اہتمام کیا ہو
کہ جمیع افراد انسانی پر آیات قرآنی کا اظہار کیا ہو اگر ایک شخص بھی اطلاع یابی سے
بے خبر رہا تو یاد رہے کہ کتمان بہ نسبت اُسے کے صادق آئیگا - اور آپ ہی خواب و
خرگوش میں کیوں پڑے ہیں آپ ہی کب بری الذمہ ہوسکتے ہیں - آپ ہی کا تو یہ بندا
اور آپ ہی بری ہیں - آپ اول درجہ مصداق اس آیہ کے ہیں - آپ کا بھی فرض ہے
کہ آپ ناواقف لوگوں پر آیات قرآنی ظاہر کریں اور جہال لوگوں سے مخفی نکریں نیز جو
لوگ احکام و آیات قرآنی سے جہاں جہاں اسوقت تک جاہل و بیخبر ہیں - آپ کیسے علما کا
فرض ہے کہ انکو تلاش کر کے جہاں پاویں تعلیم دیں ورنہ سب کے سب مصداق اس
آیہ کے ٹھہرتے ہیں منشی صاحب ہم نے تو عام طور پر سنا ہے کہ پیاسا کنوے پر آتا ہے یہ آپ ہی
سے سنا کہ کنواں پیاسہ کے پاس آوے ماشاء اللہ خوب آپ نے جال پھیلایا جس میں
کسی کی براءت ہی نہیں نکلتی - ہم تو ہرگز اس امر کو کسی کے لئے تجویز نہیں کرسکتے - اور
جہاں تک خیال پڑتا ہے آپ بھی بعد فہم اپنے اسلاف کے لئے تجویز نکریں گے گو جناب
امیر کے لئے آپ اپنی عداوت اور ہٹ دھرمی سے ایسا کچھ تجویز کریں اور وہ بھی برطبق شعر
ع چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ دارد - پس جو مفہوم آپ نے آیہ مبارکہ کا سمجھا ہے

وہ غلط ہی نہیں بلکہ محال ہے اسلئے کہ اظہار و اعلان اسوقت تک تو امر واجبی اور ضروری ہے جب تک کوئی متنفس بھی مطلع نہو اور جب دس بیس نفر کو اطلاع ہوگئی پھر جملہ مخلوق کے لئے اول تو حکم خدا ہے فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون کہ دریافت کرو اہل ذکر سے اگر تم نہیں جانتے ہو دوسرے مقام پر فرماتا ہے فلولا نفر من کل فرقۃ منہم طائفۃ لیتفقہوا فی الدین ولینذروا قومہم اذا رجعوا الیہم لعلہم یحذرون یعنی کیوں نہیں ہر ایک گروہ میں سے ایک فرقہ طلب علم کے لئے کوچ نہیں کرتا تاکہ وہ علم دین حاصل کرکے اپنی قوم کو تعلیم و تلقین و ہدایت اور رہنمائی کرکے عذاب خدا سے ڈرا دے اور اسی حکم خدا کے مطابق رسول کریم کا بھی ارشاد ہے طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم و مسلمۃ کہ علم حاصل کرنا ہر ایک مرد و عورت پر فرض ہے - پس ہماری اس مختصر تقریر کے خلاصہ مضمون سے یہ امر بخوبی ہویدا ہوگیا کہ جناب امیرؑ اپنے جمع کردہ قرآن پاک کے ظاہر کرنے سے ہرگز مصداق اس آیۃ کے نہیں ہوسکتے کیونکہ یہ امر یقینی اور محتاج ثبوت نہیں ہے کہ آنحضرت نے اوس قرآن شریف سے اپنی اولاد امجاد اور محبین مطیعین کو ضرور تعلیم فرمائی نیز باعتقاد فرقہ شیعہ حضرت علی اعلم الناس بعد رسول تھے پس اسوقت کل صحابہ و غیر صحابہ کو ضروری و لازمی تھا کہ ان کی جانب رجوع کرتے اور ان کا اتباع اور پیروی اختیار کرتے چنانچہ اسیوجہ سے حضرت نے اس قرآن کو بغرض اتمام حجت و بغرض اظہار حق خود روبرو صحابہ وغیرہ کے پیش کیا - اب آپ کے معتقد صحابہ کو لازم تھا کہ اسکو رد نکرتے کیا معنی کہ حضرت کا اتباع کرتے اور انکو شروع امر سے خلیفہ رسول سمجھکر پیرو کار ہوتے اور اپنے ہوا و ہوس و خواہش نفس پر لات مار کر ان کو ہی جانشین رسول سمجھتے جیسا کہ بروز غدیر اسکا اقرار کر چکے تھے غرض اسی اقرار پر ثابت قدم رہتے اور افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم کی تہدید کا خوف رکھتے - پس ملزم اس امر میں بھی انکے معتقد صحابہ ٹھہرتے ہیں کہ انھوں نے اس قرآن کو نہ لیا جو رسول اللہ

عاید ہونا الزام کتمان کا خدا و رسول خدا و نائب رسول پر حسب خیال مخاطب صاحب

کا خاص املار کرایا ہوا اور ید اللہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ اور اگر آپ اسکے مانی و معتقد ہیں کہ صحابہ اعلم الناس تھے اور رسول اللہ نے اُن کو قرآن شریف املار کرایا تھا تو پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ جناب امیر اپنے قرآن شریف رکھ لینے اور ظاہر نکرنے سے کیونکر مصداق اس آیہ کے ہوئے ابھی ہم اس اجمال کی پھر تفصیل کرتے ہیں اسی کے ضمن میں آپکو یہ بھی معلوم ہو جائے گا کہ قرآن موجودہ کی بابت محدثین و فقہاء امامیہ شیعہ و سنیہ کا کیا اعتقاد ہے۔ مگر پہلے ہم بھی چند آیات آپ کے روبرو پیش کرتے ہیں دیکھو حق تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین یکتمون ما انزل اللہ من الکتاب ویشترون بہ ثمنا قلیلا اولئک ما یاکلون فی بطونھم الا النار دوسرے مقام پر فرماتا ہے ولا تکتموا الشھادۃ ومن یکتمھا فانہ اثم قلبہ تیسرے مقام پر فرماتا ہے یا اھل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل وتکتمون الحق وانتم تعلمون ان آیات میں آپ کتمان کے معنی کیا سمجھتے ہیں جو آپ کا خیال ہے اُسی سے ہم بھی متفق ہو کر کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اپنے جلب نفع ریاست و امارت وغیرہ کی غرض سے آیات خدا کا حکم بدلدے یا برخلاف حکم خدا حکمرانی کرے یا سائل کے جواب میں برخلاف آیات قرآنی جواب دے یا گوہی گواہ سچے معاملہ کو اپنے بیان سے مجمل کردے یا اپنا بیان خلاف واقع ظاہر کرے تو ان سب مقامات میں دیکھو کتمان صادق آتا ہے۔

علی ہذا القیاس اگر خداوند عالم نعوذ باللہ اپنے کلام بلاغت نظام کے مفہوم و منطوق معنی و مراد تاویل و تنزیل کو اپنے رسول کریم پر ظاہر نفرماتا یا رسول کریم اپنے وزیر و جانشین برحق من اللہ کو اسرار خفیہ قرانیہ سے آگاہ نکرتا یا وہ وصی و جانشین حسب استعداد و مواد قابلیت تفسیر و رموز و اسرار قرآن سے لوگوں کو آگاہ نکرتا تو ان سب صورتوں میں کتمان صادق آتا و لم جرا پس اب ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ آیا خداوند عالم نے اپنے نبی کریم کو اسرار و رازہائے مخفیہ سے جو اسکے کلام برحق میں ودیعت ہیں مطلع فرمایا

یا نہ اگر یہ کہو کہ مطلع نہیں فرمایا تو نعوذ باللہ وہ خود مصداق اس آیۂ کتمان کا ہوا اور یہی
گفتگو بعینہ ہم رسول کریم کے متعلق کرتے ہیں کہ آیا رسول کریم نے بھی اُن اسرار و رازہائے
مخفیہ مودوعہ فی القرآن کے تبیین و توضیح تفسیر و تاویل سے اپنے جانشین وزیر کو مطلع
کیا یا نہ اگر نہیں مطلع کیا تو معاذ اللہ اُن پر بھی کتمان کا الزام آیا۔ پس قایل ہونا پڑے گا کہ
لاریب آنحضرت نے بھی اپنے وزیر کو جملہ رموز و اسرار سے مطلع فرمایا پس اب ہم آپ سے
بصد اشتیاق دریافت کرتے ہیں کہ رسول کریم نے جملہ ان اسرار کلام الٰہی اور تاویل و تنزیل
تفسیر و توضیح کلام ربانی سے کسکو آگاہ کیا۔ ہمارے نزدیک تو وہی شخص جانشین برحق
اور وزیر صادق سمجھا جائے گا۔ جو جملہ اسرار نہانی کلام ربانی کو مثل رسول سبحانی جانتا ہو
اور عقل سلیم بھی یہی حکم کرتی ہے کہ ضرور رسول کا کوئی نائب و جانشین و ولی عہد خاص
خدا اور اُس کے رسول کی طرف سے معین ہونا چاہئے جسکو رسول نے اُن اسرار سے مطلع
فرمایا ہو اگر فرقہ سنیہ کے اعتقاد بے بنیاد کی بنا پر بندوں کی رائے کو تقرر وزیر و جانشین
رسول میں دخل ہوتا تو پھر رسول اللہ کسی طرح کتمان کے الزام سے بری نہیں ہو سکتے تھے
بھلا ہدایت عقل کیونکر اسکو تجویز کرے کہ بدون سمجھائے اور بتلائے نبی کریم اور بدون
تفسیر و توضیح رسول برحق کے کوئی شخص کلام ربانی کی تفسیر و تبیین کر سکے یا شان نزول
اور سبب نزول آیات بتلا سکے۔ پس جبکہ یہ سب امور غیر ممکن و محال ہیں تو پھر آپنے آیہ مبارکہ
کی تفسیر اپنی رائے سے کرکے جناب امیر پر کس کے اعتقاد کی بنا پر الزام قایم کیا اپنے یا
ہمارے کہنے کہ اپنے پھر اُنہیں بتائے کہ ہمارا کیا حرج و نقصان ہاں اسمیں شک نہیں ہے
کہ اپنی رائے سے تفسیر آیۂ مبارکہ کرکے حسب ارشاد ہدایت بنیاد جناب رسالتمآب مندرجہ
احیاء العلوم جلد اول باب ۴ ص ۱۶۳ من فسر القران برایہ فلیتبوء مقعدہ من النار
آپ نے اپنی فرودگاہ آتش جہنم میں خوب بنائی سو آپ اس بارہ میں مختار ہیں ایک نہیں
ہزار گھر وہاں بنائے (مبارک) خیر آمدم بر سر مطلب اب یہ کہئے کہ رسول مقبول نے رموز

عذر تفسیر بالرائے

واسرار قرانی سے کسکو باخبر کیا اگر یہ کہتے ہو کہ جناب امیرؑ کو باخبر کیا تو پھر عدم پیروی کا الزام اپنے خلفاء و صحابہ کو آپ خود دیتے ہیں اور اگر اس کے قائل ہوتے ہو کہ ابو بکر و عمر کو باخبر کیا تو پھر جناب امیرؑ کیوں کر مصداق اس آیہ کے ہوئے غرض جو تمھارے استدلال کا مفاد ہے اگر انصافاً دیکھو تو کسی طرح تمھارے مفید نہیں بلکہ مضر ہے خصوصاً جبکہ ہم آپ کی کتب معتبرہ کا معائنہ کرتے ہیں تو علم صحابہ و علم جناب امیرؑ میں زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے لہذا جو ہمنے معائنہ کیا ہے وہ ہدیۂ ناظرین ہوتا ہے ینابیع المودۃ شیخ سلیمان بن خواجہ قندوزی بلخی حنفی سنی المذہب ۱۳۱۱ھ شہر بمبئی ص ۸۴ س ۱۲ تا سطرہ ۱۲ و ص ۸۵ تا سطر ا قل کفی باللہ شہیدا بینی و بینکم ومن عندہ علم الکتاب۔ ہو علی ابن ابیطالب اس حدیث کے۔ اوی بہت سے لوگ ہیں سبکے سب ناقل ہیں کہ اس آیۂ مبارکہ سے جناب علی ابن ابیطالب مراد ہیں۔

(۲) ایضاً ص ۸۴ سطر ۲۰ کتاب مذکور عن ابی سعید الخدری قال سئلت رسول اللہ عن قول اللہ عز وجل قل کفی باللہ شہیدا بینی و بینکم ومن عندہ علم الکتاب انما ہو علی نقد کان عالماً بالتفسیر والتاویل والناسخ والمنسوخ۔ وعن محمد بن الحنفیہ قال عند ابی امیر المومنین علی علم الکتاب الاول والاخرہ علم کتاب کے متعلق ابو اسحاق ثعلبی و معازلی و حافظ ابو نعیم وغیرہ علماء و مفسرین و محدثین نے کثرت احادیث طرق متعددہ سے نقل کی ہیں میں بخوف طوالت اختصار کرتا ہوں (۳) مظاہر الحق شرح مشکوٰۃ مصابیح مطبوعہ نولکشور اودہ اخبار جلد ۴ ص ۱۲۷ سطر ۲ و تاریخ الخلفاء مطبوعہ مطبع مجتبائی علیہ الا دہلی ص ۱۱۷ س ۲۷ و ص ۱۱۸ س ا اخرج الطبرانی فی الاوسط والصغیر عن ام سلمۃ قالت سمعت رسول اللہ یقول علی مع القران والقران مع علی ولا یفترقان حتی یردا علی الحوض ترجمہ طبرانی نے اوسط میں اور صغیر نے ام سلمہؓ زوجہ رسولخدا سے روایت کی ہے ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے سنا رسولؐ اللہ کو کہ فرماتے تھے علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور

ثبوت علم علی المرتضیٰ و معیت قرآن

قرآن علیؑ کے ساتھ ہے دونوں جدا نہوں گے یہانتک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں اور صواعق محرقہ باب ۹ فصل ۲ میں گیارہویں یہی حدیث فضائل حضرت علیؑ میں ص ۱۰۹ پر مذکور ہے (۴) ینابیع المودۃ ص ۷۰ س ۶ و ۷ اقال ابن عباسؓ علم النبی من علم اللہ وعلم علی من علم النبی وعلی من علم علی وما علمی وعلم الصحابۃ فی علم علی الا کقطرۃ فی سبعۃ ابحر ترجمہ ابن عباس سے منقول ہے وہ کہتے ہیں علم نبیؐ کا علم خدا سے ہے اور علم علیؑ علم نبیؐ سے ہے اور میرا علم علم علیؑ سے ہے اور نہیں ہے میرا علم اور صحابہ کا علم بمقابلہ علم علیؑ کے مگر بقدر ایک قطرہ کے جو مقابلہ میں سات دریاؤں کے ہو۔

(۵) ایضاً کتاب مذکور ص ۷۰ س ۷ و ۸ قال عبد اللہ بن عباسؓ اخذ بیدی الامام علی بلیلۃ مقمرۃ فخرج الی البقیع بعد العشاء وقال اقرء یا عبد اللہ فقرأت۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم فتکلم لی فی اسرار الباء الی بزوغ الفجر ترجمہ عبد اللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ جناب امیرؑ نے ایک مرتبہ چاندنی رات میں میرا ہاتھ پکڑا اور بعد عشا کے جنت البقیع کی جانب تشریف لے چلے اور مجھ سے فرمایا پڑھ اے عبد اللہ پس میں نے حسب ارشاد بسم اللہ الرحمن الرحیم کی تلاوت کی پس حضرت نے باء بسم اللہ کی تفسیر شروع کی اور جو کچھ اس میں اسرار و رموزات تھے بیان فرماتے فرماتے صبح کر دی (ص ۷۰ و فی الدر المنظوم) اعلم ان جمیع اسرار الکتب السماویۃ فی القران وجمیع ما فی القران فی الفاتحۃ وجمیع ما فی الفاتحۃ فی البسملۃ وجمیع ما فی البسملۃ فی باء البسملۃ وجمیع ما فی باء البسملۃ فی النقطۃ التی تحت الباء قال علی کرم اللہ وجہہ انا النقطۃ تحت الباء عبد اللہ ابن عباس کہتے ہیں پھر فرمایا حضرتؑ نے جو اسرار کتب آسمانی میں ہیں وہ سب قرآن میں ہیں اور جو اسرار قرآن میں ہیں وہ سب سورہ حمد میں ہیں اور جو اسرار سورہ حمد میں ہیں وہ سب بسم اللہ الرحمن الرحیم میں ہیں اور جو اسرار بسم اللہ میں ہیں وہ سب باء بسم اللہ میں ہیں اور جو اسرار باء بسم اللہ میں ہیں وہ نقطہ باء بسم اللہ میں

علم قرآن نزد جناب امیرؑ

ہیں اور جو اسرار نقطۂ بادِ بسم اللہ میں ہیں وہ سب قلب علی ابن ابیطالب میں ہیں (۶) ینابیع المودۃ
ص ۲۷ ایضاً تاریخ الخلفا ص ۱۲۶ سطر اول موفق بن احمد بسندہٖ عن سلیمان الاعمش
عن ابیہ عن علی قال واللہ ما نزلت ایۃ الا وقد علمت فیما نزلت واین نزلت و
علی من نزلت وان ربی وھب لی لسانا ناطقا وقلبا عقولاً سلیمان اعمش اپنے باپ سے
اور وہ خود حضرت علی سے ناقل ہے کہ فرماتے تھے قسم ہے خدا کی نہیں کوئی آیہ نازل ہوئی
مگر میں جانتا ہوں کس چیز کے بارے میں نازل ہوئی اور کہاں نازل ہوئی اور کس پر نازل ہوئی
تحقیق کہ خداوند عالم نے مجکو زبان گویا اور قلب فہمیدہ عطا کیا ہے تاریخ الخلفا ص ۱۲۶
س ۳ عن موفق ابن احمد بسندہٖ عن ابی الطفیل قال قال علی سلونی عن کتاب اللہ
فانہ لیس من ایۃ الا وقد عرفت بلیل نزلت ام بنھار ام فی سھل ام فی جبل وہی موفق
ابن احمد مذکور بسند خود ابی الطفیل سے ناقل ہے کہ فرمایا حضرت نے پوچھو مجھ سے کتاب خدا کی
احکام واسرار تحقیق کہ جو آیۃ نازل ہوئی میں جانتا ہوں کہ رات میں نازل ہوئی یا دن میں
زمین سہل میں نازل ہوئی یا جبل میں ینابیع المودۃ ص ۷۰ سلونی عن اسرار الغیوب
فانی وارث علوم الانبیاء والمرسلین فرمایا حضرت نے پوچھو مجھ سے غیب کے اسرار تحقیق
کہ میں علوم انبیاء و مرسلین کا وارث جن علوم کی وجہ سے مجھ پر غیبیات کا حال منکشف ہی
مودۃ القربی سید علی ہمدانی سنی شافعی شرح فارسی مطبوعہ ۱۳۱۷ھ مطبع لاہور جلد
دوم مودہ ہفتم کی ۱۲ احدیث بص ۲۶ وینابیع المودۃ مذکور ص ۷۵ س ۱۸ تا س ۲ ابن مغازلی
وموفق بن الخوارزمی اخرجا بسندیھما عن علقمہ عن ابن مسعود قال کنت عند النبی
فسئل عن علم علی قال قسمت الحکمۃ عشرۃ اجزاء فاعطی تسعۃ اجزاء وللناس جزء
واحد وھو اعلم بالعشر الباقی ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں حاضر خدمت جناب رسالتمآب تھا
کہ حضرت سے علم علی کا حال دریافت کیا گیا پس حضرت نے فرمایا حکمت کے دس اجزا ہیں علی
کو ۹ جز عطا ہوئے اور دسواں جز جمیع مخلوق کو عطا ہوا اور علی اس دسویں جز میں بھی سب

ثبوت زیادتی علم جناب امیر بہ نسبت جمیع مخلوق

کے شریک اور سب سے زیادہ واقف ہیں۔ تفسیر در منثور آیہ مبارکہ یوت الحکمۃ من
یشاء ومن یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا کی تفسیر میں حکمۃ سے مراد علم قرآن ہے
اور ارشاد رسولؐ انا مدینۃ الحکمۃ وعلی بابھا یعنی میں دروازہ حکمت ہوں اور علی اُسکا
دروازہ ہے باسانید مختلفہ ترمذی ومشکواۃ وتاریخ الخلفاء وصواعق محرقہ ومودۃ القربیٰ
وغیرہ کتب معتبرہ میں موجود ہے۔ پس احادیث مذکورہ سے مع تطابق تفسیر آیہ شریفہ
ثابت ومحقق ہوا کہ علم قرآن سے جیسے حضرت علیؑ واقف تھے دوسرا صحابی ایسا واقف
نہ تھا۔ پس جو شخص سب سے اعلم وافضل واکمل ہو وہ غیر اعلم کی کیونکر برابر ہو سکتا ہے قل
ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون ایسے اعلم کے ہوتے غیر اعلم سے تمسک کرنا
کب روا ہو سکتا ہے۔ دیکھو حق بر زبان جاری آپ کے شیخ الاسلام ابن حجر مکی صواعق
محرقہ کے باب ۱۱ فصل ۱ ص ۱۳۳ پر حدیث ثقلین کی شرح میں یہی فتویٰ تحریر فرما رہے ہیں
ثم احق من یتمسک بہ منہم امامہم فی المہم علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ یعنی پھر
سب سے زیادہ حقدار تر اور لائق تر جس سے تمسک کیا جاوے اہل بیت نبیؐ سے امام اہلبیت
کے اور عالم اہلبیت کے علی ابن ابیطالبؑ ہیں ونیز حدیث مرویہ حضرت ام سلمہ سے معیّت
قرآن کی حضرت علیؑ کو تا قیام قیامت حسب ارشاد جناب نبوی کے لازم اور یقینی ہے اس
صورت میں بعد پیغمبر کے تمسک کرنا آنحضرت کے ساتھ بعینہ تمسک بالقرآن بھی ہے پس
جو شخص محض تمسک قرآن سے کرے اور علیؑ سے تمسک نہ کرے وہ بمفاد حدیث ثقلین
گمراہ ہے۔ دیگر خلفاء رسول میں سب سے بڑھکر اصحاب ثلاثہ ہیں انکو علم قرآن تو درکنار
بلکہ خود قرآن اور آیات قرآن سے بھی اطلاع نہ تھی (۱) چنانچہ ملل النحل امام ابی الفتح
محمد عبدالکریم مطبوعہ بمبئی ۱۳۱۴ھ ص الخلاف الثانی وقرء ہذہ الآیۃ وما محمد الا
رسول اللہ الخ الآیہ فقال عمر کانی ما سمعت ھذہ الآیۃ حتی قرء ھا ابوبکر یہ مقام
بہت طولانی ہے محض اختصار کی غرض سے خلاصہ مطلب ارقام کیا جاتا ہے۔ جبکہ بعد

جہالت عمر از آیہ وما محمد

جہالت ابوبکر از آیہ وفاکہۃ وابا

جہالت عمر از آیہ تیمم و حکم بترک نماز برائے جنب

وفات جناب سرور کائنات کے ابوبکر نے خطبہ پڑھا تو اس خطبہ میں یہ آیت پڑھی تو
خلیفۂ ثانی حضرت عمر نے کہا کہ اسوقت تک میں نے اس ایۃ کو نہیں سنا تھا جو ابوبکر نے
پڑھی۔ روضۃ الاحباب سید جمال الدین محدث مطبوعہ ۱۲۹۷ھ مطبع محمد تیغ بہادر امین آباد
جلد اول ص ۵۶۳ س ۶ ابوبکر گفت من کان یعبد محمد افان محمدا قد مات ومن
کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت ایہ وما محمد الا رسول الخ وآیۃ انک میت
وانہم میتون بخواند عمر گوید پاسے من بلرزید وبیفتادم وگویا من آیں آیہ را نشنیدہ بودم
تفسیر معالم التنزیل ص ۲ فی طبقات القراء سئل ابوبکر الصدیق عن قولہ تعالی ایۃ
وفاکہۃ وابا فقال وای سماء تظلنی وای ارض تقلنی اذا قلت فی کتاب اللہ ما
لا اعلم یعنی حضرت ابوبکر سے جب اس ایہ کو پوچھا تو کلمات عاجزانہ بیان کر کے کہا کہ میں
اس آیہ کو قرآن میں جانتا ہوں۔ صحیح مسلم مترجم اردو مطبوعہ ۱۳۱۱ھ مطبع صدیقی لاہور جلد
اول باب تیمم ان کو یاد نہ تھی (چنانچہ یہی مضمون کی روایت سنن نسائی باب تیمم فی السفر والحضر
من ابواب الطہارۃ میں دو جگہ مختلف راویوں سے منقول ہے ونیز سنن ابن ماجہ و
کنز العمال اور طحاوی معانی الآثار میں بھی روایت مختلف اسناد سے مختلف عبارتوں میں
ونیز سب سے بزرگ ومحترم کتاب بخاری کے باب اذا خاف الجنب علی نفسہ المرض او الموت
او خاف العطش میں بروایت موجود ہے کہ حضرت عمر صاحب نے ترک نماز کا ایک سائل
جنب کو حکم دیا اور آیۂ تیمم کا کچھ لحاظ نہ کیا۔ جبکہ خلفاء کی یہ حالت ہو تو بیچارے علماء مفسرین
وائمہ اربعہ کس شمار وقطار میں ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ آیات کی تحقیقات میں بہت کچھ ٹھوکریں کھا
رہے ہیں اور تفسیر تو آخر ہے طرفہ یہ ہے کہ شیعوں پر اعتراض کرتے ہیں اور اپنے گھر سے
بے خبر ہیں چنانچہ ہم چند روایات کتب معتبرہ اہل سنت سے اسباب میں بحوالہ وسطر لکھتے ہیں
ناظرین غور کریں (۱) علامہ جلال الدین سیوطی کتاب الاتقان فی علوم القرآن مطبوعہ مطبع
احمدی دہلی میں جو باہتمام امو جان چھپی ہے بصفحہ ۱۶۱ سطر ۱۷ تا ۱۹ النوع ۴۱ فی مذہب

بعد ہر سہ تنبیہات ارقام فرماتے ہیں کہ ابن جریر اور سعید بن منصور نے اپنی کتاب سنن
میں سعید بن جبیر کے طریقہ سے ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ قرآن
شریف میں حتی تستانسوا و تسلموا جو واقع ہے یہ کاتب کی خطا ہے کہ اُسنے بجائے
تستاذنوا و تسلموا کے تستانسوا و تسلموا لکھدیا - علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں
کہ اس حدیث کو ابن ابی حاتم نے بھی روایت کیا ہے حاکم کہ ائمہ جلیل الشان سے علم و
حدیث کے ہیں کتاب مستدرک علی الصحیحین میں فرماتے ہیں کہ مجاہد نے جو شاگرد خاص
ابن عباس کے تھے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ کاتب قرآن نے خطا کی بجائے تستاذنوا
کے تستانسوا لکھدیا - حاکم بعد نقل اس حدیث کے فرماتے ہیں کہ ھذا حدیث صحیح
الاسناد علی شرطھا الشیخین یعنی وہ حدیث صحیح ہے جس کی اسناد اسی طرح صحیح ہے جس
طرح بخاری اور مسلم کی صحیحین میں التزام کیا گیا ہے پس اس سے ظاہر ہے کہ یہ حدیث وہی
پایہ صحت کا رکھتی ہے جو پایہ کہ احادیث صحیحین کا ہے -

(۲) ایضاً اتقان کے ص ۲۶۱ س ۲۰ و ۲۱ میں مرقوم ہے کہ ابن الانباری نے عکرمہ کے طریقہ
سے بھی روایت ابن عباس سے کی ہے اور حافظ جلیل اور امام نبیل اہلسنت کے حافظ ابن
حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں روی الطبری و عبد بن حمید باسناد صحیح کلھم
من رجال البخاری عن ابن عباس انہ قال یقراءھا افلم تبین و یقول کتبھا الکاتب
وھو ناعس یعنی طبری اور عبد بن حمید میں بسند صحیح ابن عباس سے روایت کی ہے اور اس
سند میں جتنی رواۃ ہیں وہ وہ لوگ ہیں کہ جنسے بخاری روایت کرتے ہیں اس روایت میں
آیا ہے کہ ابن عباس بجائے افلم ییئاس کے افلم یتبین پڑھا کرتے تھے اور کہا کرتے
تھے کہ اس آیہ کو جو کاتب نے لکھا تھا تو اسوقت اسکو اونگھ آگئی تھی - بعد چند سطر کے فتح
الباری میں مرقوم ہے وقد جاء عن ابن عباس نحو ذلک فی قولہ تعالی وقضی ربک
الا تعبدوا الا ایاہ اخرجہ سعید بن منصور باسناد جید عنہ یعنی مثل آیات

روایات تبدیل و تغیر در قرآن

متذکرۂ بالا کے آیہ مبارکہ وقضے ربک الخ ہے جسکو سعید ابن منصور نے اسناد جید کے ساتھ روایت کیا ہے چنانچہ جس روایت کی جانب حافظ بن حجر نے اشارہ کیا ہے وہ اتقان کے صفحہ ۲۶۱ س ۲۲ و ۲۳ میں اس طرح مذکور ہے اخرج الفریابی وسعید بن منصور وابن جریر وابن المنذر وابن الانباری فی المصاحف من طریق سعید ابن جبیر عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فی قولہ وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ قال التزقت الواو بالصاد وانتم تقرؤنہا وقضی ربک یعنی فریابی اور سعید بن منصور اور ابن منذر اور ابن انباری نے کتاب المصاحف میں سعید بن جبیر سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آیہ وقضی ربک کو ابن عباس بلفظ ووصی ربک پڑھا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ واو صاد میں مل گیا تم لوگ اب وقضی ربک پڑھنے لگے۔

(۳) ایضا اتقان کے صفحہ ۲۶۲ س ۱۰ میں مذکور ہے وما اخرجہ ابن اشتہ وابن ابی حاتم من طریق عطا عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ مثل نورہ کمشکوۃ انما ھو مثل نور المومن یعنی ابن ابی حاتم اور ابن اشتہ نے عطا کے طریقہ سے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آیۂ مثل نورہ کمشکوۃ فیہا میں کاتب قرآن سے غلطی ہوئی اصل آیہ بس یوں ہے مثل نور المومن کمشکوۃ کاتب نے غلطی سے نورہ لکھدیا۔ حقتعالیٰ اسباب سے بزرگتر ہے کہ اس کے نور کی مثال مشکوۃ ہو امام مالک جو چوتھے امام اہل سنت کے ہیں موطی میں لکھتے ہیں مالک انہ سال ابن شہاب عن قول اللہ تبارک وتعالیٰ یایھا الذین امنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ فقال ابن شہاب کان عمر بن الخطاب یقرءھا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فامضوا الی ذکر اللہ امام مالک نے روایت کی ہے کہ ابن شہاب زہری سے پوچھا گیا اس آیہ کے بارہ میں یا ایھا الذین آمنوا اذا نودی الخ تو زہری نے کہا کہ عمر بن الخطاب اس آیہ کو اسطرح پڑھا کرتے تھے فامضوا الی ذکر اللہ اور صحیح بخاری ص ۳۶۴ جزو عشرون میں بھی یہی لکھا ہے کہ حضرت عمر فامضوا الی

ذکر اللہ پڑھا کرتے تھے (۵) اتقان نوع ۴۱ ص ۲۵۸ س ۷ سے ۱۰ تک قال ابو عبید فی فضائل القران حدثنا ابو معویہ عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن جدہ قال سالت عائشۃ عن لحن القران عن قولہ ان ھذان لساحران وعن قولہ والمقیمین الصلواۃ والموتون الزکوۃ وعن قولہ ان الذین آمنوا والذین ھادو والصابئون والنصاری قالت یا ابن اختی ھذا عمل الکتاب اخطاء وافی الکتاب۔ ھذا اسناد صحیح علی شرط الشیخین ابو عبید نے فضائل قرآن میں عروہ بن زبیر بن عوام سے روایت کی ہے کہ عروہ نے بی بی عائشہ سے قرآن کی غلطی کو پوچھا جو آیہ ان ھذان لساحران اور آیہ والمقیمین الصلواۃ والموتون الزکواۃ اور آیہ ان الذین امنو والذین ھادو والصابئون والنصاریٰ میں واقع ہے بی بی عائشہ نے کہا اے میرے بھتیجے (اور بنا بر بعض روایت کے اے میرے بھانجے) یہ فعل کاتبوں کا ہے کہ انھوں نے لکھنے میں غلطی کی جلال الدین سیوطی صاحب اتقان فرماتے ہیں کہ سند اس روایت کی اس مرتبہ میں صحیح ہے جس مرتبہ میں کہ حدیث کے صحیح ہونے کا التزام کیا ہے شیخین (یعنی بخاری و مسلم نے اپنی صحیحین میں اس سے بڑھ کر طرفہ تر یہ ہے کہ ابان بن عثمان بن عفان صاحبزادہ حضرت عثمان کے بھی والمقیمین الصلوٰۃ کی نسبت کہا کرتے تھے کہ کاتب نے غلطی سے ایسا لکھا اور ظاہر کلام ثعلبی سے کہ اکابر علماء مشہورین سے اہل سنت کے ہیں کتاب الکشف والبیان عن تفسیر القران میں ظاہر ہوتا ہے کہ والصابئون اور ان ہذان لساحران میں بھی تحریف کاتبان قرآن کے وہ قائل تھے اور اصل عبارت ثعلبی کی کتاب مذکور میں اس طرح پر ہے اختلفوا فی وجہ انتصابہ فقالت عایشۃ وابان بن عثمان ھو غلط من الکاتب ولطیرہ قولہ الذین امنوا والذین ھادوا والصابئون والنصاری وقولہ ان ھذان لساحران یعنی وجہ انتصاب آیت مذکورہ میں اختلاف ہے۔ عائشہ اور ابان بن عثمان نے بیان کیا ہے کہ یہ غلطی کاتب سے ہوگئی ہے اور اسی طرح کی غلطی واقع ہوئی

سے لفظ والصابئون اوران ہذان لساحران میں اتقان میں اس کے متعلق دیگر اقوال بھی منقول ہیں بخوف طوالت ترک کیا تفسیر کشف والبیان عن تفسیر القرآن میں کہ مشہور بہ تفسیر ثعلبی ہے مفسر جلیل احمد بن محمد ثعلبی کہ بڑے امام اور نامور مفسر اہل سنت کے اور بڑے معتمد وثقہ ہیں تحریر فرماتے ہیں اخبرنی ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ القاینی اخبرنا ابو الحسین محمد عثمان بن الحسین النصیبی اخبرنا ابو بکر محمد بن الحسین بن صالح السبیعی اخبرنا احمد بن محمد بن سعید اخبرنا احمد بن میثم بن ابی نعیم اخبرنا ابو غسادہ السلولی عن الاعمش عن ابی وائل قال قرأت فی مصحف عبد اللہ بن مسعود ان اللہ اصطفے ادم ونوحا وال ابراہیم وآل عمران وآل محمد علی العالمین یعنی یہ سب لوگ ابو وائل سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن مسعود کے قرآن میں اس آیہ کو اس طرح پر پڑھا یعنی ال محمد کا لفظ اس آیہ میں تھا اب قرآن موجود میں نہیں ہے (۷) حافظ جلال الدین سیوطی تفسیر درمنثور میں فرماتے ہیں اخرج ابن مردویہ عن ابن مسعود قال کنا نقرء علی عہد رسول اللہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ یعنی ابن مردویہ نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ فرمایا ابن مسعود نے کہ ہم زمانہ رسول میں اس آیہ کو اس طرح پڑھتے تھے (اور اب موجودہ قرآن میں لفظ ان علیا مولی المومنین نہیں ہے) ترجمہ آیہ یعنی اے رسول پہنچا دو لوگوں کو وہ بات کہ جو نازل ہوئی ہے طرف تمھارے پروردگار کی جانب سے یہ کہ تحقیق علی مولے ہیں اور سردار ہیں کل مومنین کے اور اگر تم اسکو لوگو پر ظاہر نہ کروگے تو تم نے تبلیغ رسالت ہی نہ کی (۸) ایضا حافظ مذکور تفسیر مذکور میں لکھتے ہیں اخرج ابن ابی حاتم وابن مردویہ وابن عساکر عن ابن مسعود انہ کان یقرء ھذا الحرف وکفی اللہ المومنین القتال بعلی ابن ابیطالب وکان اللہ قویا عزیزا ابن عساکر نے عبد اللہ ابن مسعود سے کہ امام

واکابر صحابہ رسولؐ سے ہیں وہ اس آیت کو اس طرح پڑھا کرتے تھے کفی اللہ المومنین
القتال بعلی ابن ابیطالب وکان اللہ قویاً عزیزاً۔ یعنی بچایا حق تعالیٰ نے مومنین کو جنگ
کرنے سے بسبب علی ابن ابیطالب کے اس روایت سے ظاہر ہے کہ عبد اللہ بن مسعود
کے نزدیک اس آیت میں لفظ علی ابن ابیطالب تھا حالانکہ اب قرآن میں نہیں ہے
غرض اس طرح کی روایات درباب آیات بیشمار ہیں اگر کسی شخص کو ایک نمونہ ایسی
روایات کا دیکھنا منظور ہو تو کتاب فتح الباری شرح بخاری کا مطالعہ کرے اور اتقان
اور در منثور کو پڑھے باقی چند روایات جو لکھی گئیں انہیں حضرات اہل سنت نہ اختلاف
قرارت کا عذر پیش کر سکتے ہیں اور نہ منسوخ التلاوہ ہونے کا ہم نظریہ اختصار اس
بارہ میں زیادہ طول دینا ضروری نہیں سمجھتے آپ حضرات اہل سنت انصاف کریں کہ تحریف
فی القرآن کی روایات ان کی کتب معتبرہ میں کس درجہ بیشمار مندرج ہیں اور شیعہ بیچارے
اگر اُن روایات کی بنا پر تحریف کا ذکر کرتے ہیں تو حضرات اہل سنت آستین چڑھا
کر سر ہو جاتے ہیں اور کچھ کچھ کلمات کہنے لگتے ہیں حالانکہ ہم الزاماً اُن روایات کو ذکر
کرتے ہیں والالزم لایدل علی الالتزام جیسا کہ ہم نے اپنے علماء کے اقوال کو آئندہ
لکھدیا ہے پس اہل سنت کا شیعوں پر کلمہ تحریف سنکر غرانا یہ امر بجز نا انصافی اور ہٹ دھرمی
کے اور کا ہے پر محمول کیا جائے اجی حضرت آپ تو تحریف کو سنکر کان کھڑے کرتے
ہیں ذرا ہوش میں آکر اتقان کے صفحہ ۷۰ س ۱۲ والی حدیث کو دیکھئے جو بڑے مزے
کی تیز وزن دار ہے اخرج ابن ابی شیبہ والطبرانی فی الاوسط وابو الشیخ والحاکم
وابن مردویہ عن حذیفہ قال التی تسمون سورۃ التوبۃ ھی سورۃ العذاب
واللہ ما ترکت احدا الا نالت منہ وما تقرؤن منہا مما کنا نقرء الا ربعہا یعنی
ابن ابی شیبہ اور طبرانی اور ابو الشیخ اور حاکم اور ابن مردویہ نے کہ ہر ایک انیں سے امام
عالی مقام علم حدیث کا ہے حذیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے مسلمین سے مخاطب

ہو کر فرمایا کہ تم جس سورہ کا نام سورۂ توبہ لیتے ہو یہ سورۂ عذاب ہے اور قسم ہے خدا
کی اسنے کسیکو نہ چھوڑا کہ جس کی مذمت نہ کی ہو اور جس قدر کہ تم اس سورہ سے
پڑھتے ہو وہ صرف چوتھائی اس مقدار کا ہے جسکو ہم پڑھتے تھے واخرج ابن
المنذر والو الشیخ عن حذیفہ قال ما تقرؤن ثلثہا یعنی ابن منذر اور ابو الشیخ
نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ جتنی تم سورہ توبہ پڑھتے ہو یہ تہائی بھی اس کی نہیں
ہے جو نازل ہوئی تھی۔ یہی امام اہل حدیث اہل سنت کی جلال الدین سیوطی اسی
اتقان میں فرماتے ہیں عن مالک ان اولہا لما سقط سقط معہ البسملۃ فقد ثبت
انہا کانت تعدل البقرۃ لطولہا یعنی امام مالک نے روایت کی ہے کہ سورۂ توبہ یعنی
سورۂ برارت برابر سورۂ بقر کی تھا پھر ص ۷۷ س ۹ نوع ۱۷ فصل ۲ میں فرماتے ہیں
اخرج ابو عبید وابن المنذر وابو الشیخ وابن مردویہ عن سعید ابن جبیر قال
قلت لابن عباس سورۃ التوبۃ قال التوبۃ بل ھی الفاضحۃ ما زالت تنزل
فیہم ومنہم حتی ظننا انہ لا یبقی منا احد الا ذکر فیہا یعنی ابو عبید نے اور ابن منذر
اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ میں نے ابن عباس
سے کہا کہ سورۂ توبہ یعنی سورۂ توبہ کا نام لیا) تو انھوں نے کہا کہ سورہ توبہ کیا بلکہ یہ سورہ
فاضحہ ہے ہمیشہ اصحاب رسول کے بارہ میں نازل ہوتا رہا یہاں تک کہ ہم اصحاب رسول کو
گمان ہوا کہ ہم لوگوں میں سے کوئی ایسا نہ بچے گا جسکا ذکر اس سورۃ میں نہو واخرج
ابن المنذر وابو الشیخ وابن مردویہ عن ابن عباس ان عمر قیل لہ سورۃ التوبۃ
قال ھی الی العذاب اقرب ما اقلعت عن الناس حتی ما کانت تدع منہم احدا
اور ابن المنذر اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ عمر کے آگے
سورۂ توبہ کا ذکر ہوا تو .. عمر نے کہا یہ سورہ تو طرف عذاب کے اقرب ہے واللہ کہ نہیں
باز رہا یہ سورہ لوگوں سے یہانتک کہ کسی ایک کو بھی نہ چھوڑتا تھا پھر اسی ص ۷۷ س ۲۱

نوع ۱۷ فصل ۲ میں ارقام فرماتے ہیں اخرج ابو الشیخ عن عکرمہ قال قال عمر لما فرغ
من تنزیل براءة حتی ظننا انہ لم یبق منا احد الا ستنزل فیہ وکانت تسمی الفاضحہ
یعنی ابو الشیخ نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ عمر نے کہا کہ ہمیں فراغت پائی یا نازل ہونے
نے اس سورۂ برات کے مگر ایسی حالت میں کہ ہم لوگوں کو یہ گمان ہو گیا تھا کہ کوئی ہم
سے نہ بچیگا کہ جس کے بارہ میں کچھ نہ کچھ کلام الٰہی نازل نہوا اور یہ سورہ سورۂ فاضحہ
ہے یعنی فضیحت اور رسوا کرنیوالا کہلاتا ہے منصف جنیبر پر روایات مذکورہ سے دو امر
ظاہر ہوں گے اول یہ کہ سورہ مذمت صحابہ سے پر تھا یہاں تک کہ خلیفۂ ثانی کو اہل
سنت کے اور ابن عباس کو یہ گمان ہو گیا تھا کہ کوئی ہم سے نہ بچیگا کہ جس کا ذکر برائی
کے ساتھ اس سورہ میں نہو دوسرے یہ کہ یہ سورہ بقر کی برابر تھا اور فی الحال جسقدر
قرآن میں ہے وہ تو ثلث یا ربع سے بھی کم ہے اور بسم اللہ اس سورہ کے اول میں جو نہیں ہے
اسکا سبب امام مالک نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ سورہ مع بسملہ کے اول سے گم ہو گیا پس
ان دونوں امروں کے جمع کرنے سے ثابت ہوا کہ ایک جزو بڑا اس سورہ کا جو مذہب
صحابہ سے پر تھا اور جسقدر یہ سورہ موجود ہے اسکا دگنا یا تگنا تھا قرآن موجودہ سے
نکل گیا تفسیر اتقان نوع ۴۷ فی الناسخ والمنسوخ ص ۳۱۶ روایت از عائشہ سورۂ احزاب
زمانہ رسول میں ۲۰۰ آیت کی تھی عثمان نے ۷۳ آیتیں رکھی اور ۱۲۷ نکال دیں۔ بخاری شریف
جو فتح الباری شرح بخاری کے حاشیہ پر متن صحیح بخاری ہے مطبوعہ سنہ ۱۳۰۱ھ مطبع مصر جلد
کے حاشیہ سطر ۲۲ میں ہے حدثنا موسی بن اسمعیل حدثنا ابن شہاب اخبرنی
خارجہ بن زید بن ثابت انہ سمع زید بن ثابت یقول فقدت ایۃ من الاحزاب
حین نسخنا المصحف کنت اسمع رسول اللہ یقرء ہا فالتمسناہا فوجدناہا مع
خزیمہ بن ثابت ترجمہ ابن شہاب کہتا ہے خبر دی مجکو خارجہ ابن زید ابن ثابت نے یہ
کہ سنا اوس نے کہ زید ابن ثابت کہتا تھا جب ہم نے قرآن جمع کیا تو سورہ احزاب سے

ایک آیہ کو جو رسول اللہ سے سنا کرتے تھے نہ پایا پس ہمنے جب اس کی تلاش کی تو وہ خزیمہ ابن ثابت کے پاس ملی اور تفسیر در منثور میں جلال الدین سیوطی نے عکرمہ سے روایت لکھی ہے کہ سورۂ احزاب مثل سورۂ بقر کے تھے یا زیادہ اس سے چنانچہ یہ الفاظ ہیں قال کانت سورۃ الاحزاب مثل سورۃ البقرا و اطول منہا و کانت فیہا آیۃ الرجم یعنی کہا عکرمہ نے کہ سورۂ احزاب مثل سورۂ بقر کے یا اُس سے بڑی تھی اور تھی اُسمیں آیۂ رجم بھی اور صحیح بخاری اور موطائے مالک میں قول حضرت عمر کا ہے کہ آیہ رجم قرآن میں تھی لیکن اس خوف سے کہ آدمی کہنے لگے کہ عمر نے قرآن میں زیادہ کر دیا ہے اسواسطے میں اس آیۃ کو قرآن میں ثابت نہیں کر سکتا ہوں اور ایسے ہی مسند احمد بن حنبل میں لکھا ہے کیوں حضرات اہلسنت یہ کمی قرآن کی احادیث اور تحریف کی روایات آپ کی کتب معتبرہ میں ہیں یا شیعہ کی کتب میں اور یہ بڑے بڑے محدثین و فضلاء کاملین جو ان روایات کو نقل کر رہے ہیں شیعہ تھے یا کہ سنی اگر سنی تھے تو ان کی ارواح پر صلوات پڑھیے کہ اُنھوں نے آپ تک ایسی ایسی احادیث پہنچائیں جن سے بوجہ نقص و تحریف قرآن و عدم وثوق و عنہاد آپ کے نماز و روزہ جملہ اعمال سب رائیگاں ٹھہرے اور آیندہ کی فکر آپ کو کرنی پڑی اور اگر یہ محدثین شیعہ تھے تو ہم باواز بلند کہتے ہیں کہ ہرگز ہرگز یہ شیعہ نہ تھے اور اگر شیعہ تھے تو جھوٹے تھے (۱) علمائے محدثین شیعہ کا عقیدہ ہرگز ایسا نہیں چنانچہ ہمارے جناب شیخ صدوق محمد ابن بابویہ قمی اعلی اللہ مقامہ جو اکابر محدثین شیعہ سے ہیں اپنے رسالۂ اعتقادیہ میں فرماتے ہیں اعتقادنا ان القران الذی انزلہ اللہ علی نبیہ ھو ما بین الدفتین وما فی ایدی الناس لیس اکثر من ذالک قال ومن نسب الینا انا نقول انہ اکثر من ذالک فھو کاذب ترجمہ اعتقاد ہمارا (یعنی گروہ امامیہ اثنا عشریہ کا ہے) کہ وہ قرآن کہ جسکو جناب باری نے اپنے پیغمبر پر نازل کیا ہے وہ اسیقدر ہے جو درمیان دفتین کے ہے اور لوگوں کے پاس موجود ہے اس سے زاید نہیں ہے اور جو

(۱) اعتقاد فرقہ شیعہ دربارہ قرآن موجودہ فی الحال

شخص کہ ہماری طرف اس امر کو منسوب کرتا ہے کہ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ قرآن اس
سے زاید ہے وہ جھوٹا ہے (۲) اور جناب شیخ الطائفہ شیخ ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسی
کتاب تبیان فی علوم القرآن میں فرماتے ہیں اما الکلام فی زیادتہ ونقصانہ
فمما لا یلیق بہ لان الزیادہ فیہ مجمع علی بطلانہ واما النقصان منہ فالظاهر
ایضاً من مذہب المسلمین خلافہ وہو الیق بالصحیح من مذہبنا وہو الذی
نصرہ المرتضیٰ وہو الظاہر فی الروایات غیر انہ رویت روایات کثیرۃ من
الخاصۃ والعامۃ بنقصان کثیر من ای القرآن ونقل شیٔ منہ من موضع
الی موضع طریقہا الاحاد التی لا توجب علما فالاولی الاعراض عنہا و
ترک التشاغل بہا لانہ یمکن تاویلہا ولو صحت لما کان ذالک طعنا علی ما
ہو موجود بین الدفتین فان ذالک معلوم صحتہ لا یعترضہ احد من الائمۃ
ولا یدفعہ وروایتنا متناصرۃ بالحث علی قرائتہ والتمسک بما فیہ ورد
ما یرد من اختلاف الاخبار فی الفروع الیہ وعرضہا علیہ فما وافقہ عمل علیہ
وما خالفہ تجتنب ولم یلتفت الیہ ترجمہ یعنی گفتگو کمی و بیشی قرآن میں پس
یہ ایسی بات ہے کہ کسی طرح اس میں کلام کرنا لایق نہیں ہے اسواسطے کہ زیادہ ہونا قرآن
موجودہ سے اسکا باطل ہونا اجماعی ہے اور اسکا قائل ہونا کہ قرآن موجودہ میں سے
کچھ گھٹ گیا ہے پس یہ بھی ظاہر ہے کہ کل مسلمین خلاف اس کے ہیں اور یہی مناسب اور
چسپاں تر اس امر سے ہے جو صحیح مذہب ہم امامیہ اثناعشر کا ہے چنانچہ اسی کی تائید
جناب سید سند سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے کی ہے اور یہی روایات معتبرہ سے ظاہر ہے
ہاں اگر کچھ روایات خاصہ (یعنی فرقہ اثناعشریہ) اور عامہ (یعنی دیگر فرق اسلام
کے طریقہ سے ایسی وارد ہوئی ہیں کہ جن کی مضمون سے کمی وزیادتی قرآن موجودہ سے
ظاہر ہوتی ہے نیز یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بعضے آیات کہیں سے کہیں ہوگئیں سو یہ روایات

انکار علماء شیعہ از زیادتی وکمی وتحریف بنسبت قرآن موجود فی العالم

جن سندوں اور طریقوں سے وارد ہوئی ہیں اخبار احاد کہلاتے ہیں جو موجب علم و یقین نہیں ہو سکتے پس بہتر یہ ہے کہ ان اخبار سے اعراض کیا جائے اور ان کی جانب توجہ نہ کی جائے اس لئے کہ اُن کی تاویل ممکن ہے اور اگر بالفرض وہ اخبار و روایات صحیح بھی ہوں تو جو قرآن بین الدفتین اسوقت موجود ہے اسپر اُن اخبار و روایات کی وجہ سے کوئی طعن نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اس قرآن موجودہ کی صحت یقیناً معلوم ہے کوئی شخص امت میں سے نہ اسپر معترض ہو سکتا ہے نہ اسکا انکار یا رد کر سکتا ہے اور ہمارے مذہب کی روایتیں برابر ایکدوسرے کی تائید کرتی ہیں اس بات پر کہ ہمکو ترغیب دلائی گئی ہے اور تاکید کی گئی ہے اس قرآن کی پڑھنے کی اور جو کچھ کہ اس قرآن میں مذکور ہے اُسکے ساتھ تمسّک کرنیکا ہمکو حکم دیا گیا ہے اور فروع دین کے متعلق جو احادیث آئیں اور اُنمیں باہم دگر اختلاف ہے ان کی بابت روایات میں ہمکو یہ حکم دیا گیا ہے کہ اسی قرآن کی جانب رجوع کریں اور اُن حدیثوں کو اسی قرآن موجودہ کے مطابق کریں اور جو حدیث اس قرآن کے موافق ہو اُسپر عمل کریں اور جو مخالف ہو اُس سے اجتناب کریں اور اُس کی جانب التفات نکریں۔ (۳) اور جناب امین الاسلام فضیل بن حسن طبرسی رحمۃ اللہ کتاب مجمع البیان فی العلوم القرآن میں تحریر فرماتے ہیں اما الزیادۃ فیہ فمجمع علی بطلانہ واما النقصان فیہ فقد روی جماعۃ من اصحابنا و قوم من حشویۃ العامۃ ان فی القرآن تغیرًا و نقصانا والصحیح من مذھب اصحابنا خلافہ وھو الذی نصرہ المرتضی قدس اللہ روحہ واستوفی الکلام فیہ غایۃ الاستیفاء فی جواب المسائل الطرابلسیات یعنی یہ بات کہ قرآن موجود میں کچھ بڑھا دیا گیا ہے یہ تو ایسا امر ہے کہ اس کے باطل ہونے پر اجماع ہے اور دوسرا امر یہ کہ اسمیں سے کچھ گھٹ گیا ہے اس کے بابت البتہ ایک جماعت نے گروہ امامیہ سے اور حشویہ عامہ سے روایت کیا ہے کہ قرآن میں تغیر و نقصان ہے

ولیکن صحیح مذہب ہمارے اصحاب کا اس کے خلاف ہے چنانچہ اسی صحیح مذہب کی تائید جناب سید مرتضیٰ علم الہدےٰ نے فرمائی ہے اور اس بارہ میں حد درجہ کا بسط اپنے کلام کو دیا ہے جبکہ اُنھوں نے مسائل طرابلسیات کے جوابات ارقام فرمائے غرض مختصر یہ ہے کہ یہ چند اقوال ان ارکان مذہب امامیہ کی ہیں جنکا مثل و نظیر اس مذہب کے علماء میں کمتر پیدا ہوا ہے اور ہر شخص ان چاروں علماء میں سے بالخصوص جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ اور شیخ الطائفہ شیخ ابو جعفر طوسی اور جناب شیخ صدوق اعاظم پیشوایان مذہب امامیہ اثناعشریہ کے بلکہ سرآمد عظماء علماء اسلامیہ سے ہیں جبکہ ایسے بڑے بڑے عالم فرقہ شیعہ کے قرآن موجودہ کی بابت ایسے اقوال واحادیث نقل فرما دیں تو پھر کون انکے مقابلہ میں کمی اور زیادتی وغیرہ کا قائل ہو سکتا ہے اور اُسکا قول کب معتبر ہو سکتا ہے۔

باقی نقص وکمی کی روایات جو کتب شیعہ میں منقول ہیں وہ روایات احاد ہیں جن پر مدار یقین نہیں ہوتا بیشک وہ قابل تاویل ہیں چنانچہ اصول شیعہ میں یہ امر ثابت ہے اور اہلسنت کے یہاں چونکہ روایات احاد کو بھی سلامت رکھتے ہیں بلکہ قابل یقین و اعتبار جانتے ہیں اور کچھ عذر ان میں نہیں کرتے ہیں جیسا کہ حدیث نحن معاشر وغیرہ پر عمل و یقین کرنا اسکا شاہد ہے پس جس صورت میں روایات صدر سے ثابت ہوا کہ اہل سنت نقص وکمی زیادتی اور تحریف قرآن کے قائل ہیں تو اُن کے مذہب اور احادیث مذکورہ کے موافق قرآن شریف موجودہ فی العالم قابل وثوق و اعتبار نہ رہا اور اسپر ان کا متمسک ہونا بھی مثل روز روشن ظاہر و آشکار ہو گیا پس جو حضرات اہل سنت گروہ شیعہ کثرہم رب البریہ پر طعن کرتے ہیں کہ شیعہ نقص وکمی قرآن کے قائل ہیں اسمیں کوئی شک و شبہہ نہیں ہے کہ وہ دراصل کوچہ حقیقت سے بالکل نابلد ہیں اور اپنے یہاں کی خرابی کو بیچارے شیعوں کے سر گلے مڑھتے ہیں شیعہ حاشا و کلا نقص و کمی قرآن کے معتقد نہیں ہیں یہ تو مذہب اہل سنت کا ہے کہ خود کتب احادیث میں نقص قرآن کی احادیث نقل

کرتے ہیں اور پھر اُس پر بڑے طمطراق سے شیعوں پر معترض ہوتے ہیں الیس منہم رجل رشید اے منصف لبیب جبکہ تجکو شیعہ اور سنی کا اعتقاد درباب قرآن موجود معلوم ہوچکا تو اب ہم پھر اپنے تقریر اول کی طرف رجوع کرکے کہتے ہیں کہ یہ کلام ربانی جو فصاحت و بلاغت و صنائع و بدائع جملہ محاسن کلام سے پُر ہے اس کے فہم و ادراک سے بلا تعلیم و آگاہی نبی امی عقول بشری قاصر ہیں۔ خصوصاً وہ اہل زبان جنکی اصلا یہ زبان ہے جنکو اپنی زباں دانی پر بہت بڑا فخر و ناز تھا اُس کے سامنے عاجز آگئے ایک سورہ یا ایک آیہ کا بھی مثل و نظیر نہ لا سکے۔ جس میں مجمل و مفصل محکم و متشابہ تاویل و تنزیل ناسخ و منسوخ حد و مطلع ظواہر و بواطن الی سبعہ ابطن وہ اسرار نہانی اور رازہا پنہانی ہیں جو ہمارے حضرت کے لیے سراپا معجزہ باہرہ ہیں کہیں الٓمٓ تو کہیں حٰمٓ اور کہیں طٰسٓ تو کہیں طٰسٓمٓ اور کہیں صٓ تو کہیں الٓمٓصٓ اور کہیں کٓھٰیٰعٓصٓ اور کہیں الٓرٰ تو کہیں الٓمٓرٰ اور کہیں نٓ تو کہیں یٰسٓ اور کہیں قٓ تو کہیں حمعسق غرضکہ لا تعد و لا تحصی عجائبات و غرائبات و اسرار و رموزات ہیں لا رطب و لا یابس الا فی کتاب مبین ایسا کلام بلاغت نظام جسکا یہ بیان شان اس کے مدعی فہم ہمارے منشی صاحب اور ان کے ہمخیال ابجد خوان اور ان کی یہ تفسیر کتمان جیسی وہ بڑے شد و مد سے مباہی اور نازاں بلکہ اپنی ہزار جان سے قربان فبای آلاء ربکما تکذبان

لو منشی صاحب یہ تو آپ کی ترکی تمام ہوئی اب پردۂ غیب سے کوئی ایسی کتاب لائیے جس میں یہ لکھا ہوا ہو کہ رسول مقبول نے اصحاب ثلاثہ کو جملہ آیات قرآنی و تاویلات و تنزیلات کلام ربانی سے مطلع کیا ہو اور انھوں نے اپنے مقلدین کے لئے کوئی ذریعہ علم و آگاہی کا بتایا ہو اس لئے کہ آپ کی کتب تفاسیر جو موجود ہیں ان کی کیفیت تو بطور نمونہ ہمنے بیان کی جن میں کمی و بیشی قرآن کے احادیث بکثرت موجود ہیں پس اس صورت میں یا وہ کتب لائق استناد و اعتماد نہیں ہیں یا نعوذ باللہ یہ قرآن موجودہ قابل اعتماد

واستناد نہیں ہے۔ دونو شقوں میں سے جسکو چاہو اختیار کرو۔ باقی ہمنے جناب امیر
کا عالم فی علوم القرآن ہونا آپ کی کتب معتبرہ سے بحوالہ صفحہ وسطر مختصر طور پر بخوبی ثابت
کر دیا پس اب یہ ہم کہتے ہیں کہ جنھوں نے آنحضرت کی طرف رجوع کی اُنکو برابر تعلیم ہی ہوئی
دیکھو تاریخ الخلفاء علامہ جلال الدین سیوطی مطبوعہ مطبع مجتبائی عبد الاحد سنہ ۱۳۰۹ ص ۱۱۳
س ۱۴ سے ۱۸ تک علی رضی اللہ احد العشرۃ المشهود لهم بالجنة واخو رسول اللہ
بالمواخات وصهره على فاطمة سيدة النساء العالمين واحد السابقين
الى الاسلام واحد العلماء الربانيين والشجعان المشهورين والزهاد
المذكورين والخطباء المعروفين واحد من جمع القرآن وعرضه على رسول اللہ
وعرض عليه ابو الاسود الدؤلي وابو عبد الرحمان السلمي وعبد الرحمان بن ابي
ليلى ترجمہ جن دس آدمیوں کے بارہ میں جنت کی بشارت دی گئی ہے علی بھی منجملہ انکے
ایک شخص ہیں رسول اللہ نے انکے ساتھ مواخات وبرادری فرمائی اور داماد ان حضرت کے
ہیں اور زوجہ ان کی سردار ہیں تمام عورات عالم کی جن کا نام پاک فاطمہ ہے اور وہ
جناب منجملہ اُن لوگوں کے ہیں جنھوں نے اسلام کی جانب سبقت کی اور ایک ہیں علماء
ربانیین اور شجاعان مشہورین اور زہاد مذکورین اور خطباء معروفین میں اور جن لوگوں
نے قرآن جمع کیا۔ اور رسول اللہ پر عرض کیا ان میں ایک ہیں پھر ان پر عرض کیا
ابو الاسود الدئلی اور ابو عبد الرحمان سلمی اور عبد الرحمان بن ابی لیلی نے کہ یہ شاگرد
اسجناب کے تھے علم قرآن میں دروغ برگردن راوی منجملہ ان لوگوں کے ہے جنکو
آنحضرت کی مجلس درس تعلیم ہوئی صرف ایک کا قول بغرض اختصار ہم آپ کے محدث
ومفسر جلیل کے تفسیر اتقان سے آپ کو دکھلاتے ہیں دیکھو علامہ جلال الدین تفسیر مذکور
کے ص ۹۳ پر نوع ۱۹ س ۱۶ سے س ۲۱ تک لکھتے ہیں اخرج الطبرانی فی الدعاء من
طريق عباد بن يعقوب الاسدی عن يحيى بن يعلى الاسلمی عن ابي لهيعة عن ابي هبيرة

ثبوت تعلیم از درگاہ نبی

عن عبد اللہ بن زرین الغافقی قال قال لی عبد الملک بن مروان لقد علمت ما حملک علی حب ابی تراب انک اعرابی جاف فقلت واللہ لقد جمع القران من قبل ان یجتمع ابواک ولقد علمنی منہ علی ابن ابیطالب سورتین علمہما ایاہ رسول اللہ ما علمتہا انت ولا ابوک السورۃ الاولی اللہم انا نستعینک ونستغفرک ونثنی علیک ولا نکفرک ونخلع ونترک من یفجرک والسورۃ الثانیہ اللہم ایاک نعبد ولک نصلی ونسجد والیک نسعی ونحفد ونرجوا رحمتک ونخشی عذابک ان عذابک بالکفار ملحق ترجمہ کہا عبد اللہ بن زرین الغافقی نے کہ کہا مجھ سے عبد الملک بن مروان نے کہ کس چیز نے آمادہ کیا تجکو اوپر محبت علی ابن ابیطالب کے حالانکہ تو مرد اعرابی خشک ہے کہا اُس نے قسم ہے خدا کی علی ابن ابیطالب نے سب سے پہلے قرآن جمع کیا کہ تیرے آباء (صحابہ) نے بھی اسوقت تک جمع نہیں کیا تھا اور بتحقیق کہ مجکو علی ابن ابیطالب نے اُسے قرآن سے دو سورتیں تعلیم کیں اور انحضرت کو رسول اللہ نے تعلیم کیا تھا۔ اے عبد الملک تو اور تیرے باپ (صحابہ) بھی ان سور تونکو نہیں جانتے (وہ دو نو سورتیں وہی ہیں جو ضمن حدیث منظورہ مذکورہ میں بیان ہوئیں) اب اس حدیث مذکورہ کی صحت و عدم صحت کو منشی صاحب آپ کی تو کیا حقیقت ہاں آپ کے علما و محدثین خوب سمجھتے ہونگے کہ کہاں تک درست ہے اس لئے کہ اس حدیث اور ان دونو سور تونکی بناپر قرآن موجودہ میں نقصان لازم آتا ہے جسکو در صورت صحت حدیث مذکور علماء اہل سنت کسی طرح دفع نہیں کر سکتے اور در صورت عدم صحت کتاب مذکور پر کیا وثوق رہ سکتا ہے جس میں ایسی ایسی حدیثیں غلط مندرج ہوں۔ اگر شیعوں کے یہاں کمی قرآن کی ایسی حدیث ہوتی تو اہل سنت غل مچا کر آسمان تک پہنچا دیتے اور خود اپنے یہاں کے ایسے ایسے حدیثونکو فضلۂ گربہ کی طرح مخفی کر رکھا ہے دیکھو اسی اتمام حجت کی غرض سے جناب امیرؑ نے مجمع صحابہ میں خصوصًا روبرو ثلاثہ اُس

شریف کو جو خاص ان کے خط شریف کا لکھا ہوا تھا اور رسول اللہ کا املا کرایا ہوا
تھا پیش کیا کہ وہ عالم علم لدنی تھے انکو یہ ضرور معلوم تھا کہ ایک زمانہ ایسا ہی ہوگا جس
میں ادنی ادنی لوگ جنکو اپنے آگے وپیچھے کی خبر نہوگی (مثل آپکے) معترض ہوں گے کہ
حضرت علیؑ قرآن شریف مخفی کر کے مصداق ایۂ کریمہ ان الذین یکتمون الخ کے ہوئے
اے یارو غضب ہے دن دہاڑے یہ ظلم صریح بقول شخصے اولٹا چور کوتوال کو ڈانڈے
یہ کہاں کا انصاف ہے کہ قرآن شریف جناب امیرؑ نے اپنے قرآن شریف کو صحابہ کے
روبرو پیش کیا اور فرمایا کہ اس قرآن کو مجھ سے لو اور میرا اتباع کرو انھوں نے اپنے
جمع کئے ہوئے قرآن کو کامل اور کافی ووافی سمجھ کر حضرت کے قرآن کو نہ لیا صحابہؓ
مورد لعن وطعن بنائے جاویں اور جو بزرگوار کہ پیش کر رہا ہے۔ ظاہر کر رہا ہے اسکا
اظہار واعلان کتمان میں شمار ہو۔ ہائے رے تعصب خدا تیرا ناس کرے۔ ہم یہ کہتے
ہیں کہ حضرت نے جو قرآن پیش کیا بالفرض محال اگر وہ قرآن کامل نہ تھا اور جس طرح
اس قرآن موجود کی بابت نقصان کے اہل سنت قائل ہیں وہ بھی ناقص تھا تو زیادہ
بر ایں نیست آپ کا یہی اعتراض ہو سکتا ہے کہ فضول آنحضرت نے اپنے قرآن کو صحابہ
کے روبرو پیش کیا جن کے پاس کامل قرآن موجود تھا پھر یہ تو بتلائے کہ بقول آپکے
اوس قرآن ناقص کے ظاہر کرنے سے (وہ بھی آپ کے خیال عالی کی بنا پر حسب اعتقاد
شیعہ) جناب امیرؑ کیوں کر مصداق آیۂ مذکورہ ہوئے اگر ہم تھوڑی دیر کے لئے آپ کی خاطر سے
اس امر کے قائل ہوں کہ جناب امیرؑ نے قرآن شریف مجمع صحابہ میں پیش نہیں کیا
پھر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ حضرت عثمان کیوں مصداق اس آیہ کے نہیں بنائے جاتے
اس لئے کہ فرقہ سنیہ یقیناً اسکا قائل ہے کہ یہ قرآن موجودہ فی العالم حضرت عثمان
کی جانب بنام بیاض عثمان کر کے منسوب ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کا جمع
کیا ہوا ہے اور قرآن ماسبق جو تقریباً بنا برمشہور چالیس ہزار تھے اطراف وجوانب

عثمان کا قرآن ابن مسعود کا جلانا

سے جمع کرا کر حضرت عثمان نے منگائے تھے جس میں شیخین کے بھی جانفشانی و عرق ریزی
کے لکھے ہوئے قرآن تھے اُن سب کو دفن کرا دیا یا جوش دلانے کے بعد جلوا دیا جیسا
کہ بخاری اور ترجمہ مشکوۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی میں موجود ہے۔ اور جن بیچاروں
نے اپنا قرآن نہ دیا ان کی اہانت کی اور جبراً اُن سے لیکر جلوایا جیسا کہ ابن مسعود کا
قصہ مشہور ہے جس واقعہ عظیمہ کی خبر سنکر بی بی عائشہ نے بھی آپ کو بدعادی قتلو
حراق المصاحف ان کی شان میں آپنے زبان گہر فشاں سے فرمایا اور اس حرکت
بیجا پر جو ابن مسعود کو غیظ و غضب آیا وہ معروف ہے چنانچہ مجمع البحار میں تبفسیر قول
ابن مسعود مرقوم ہے یعنی ان مصحفہ و مصحف اصحابہ کان مخالفا لمصحف الجمھور
فانکر علیہ الناس وطلبوا احراق مصحفہ کما فعلوا فامتنع وقال لاصحابہ غلوا
مصاحفکم ای اکتموھا ومن یغلل یات بما غل یوم القیمۃ وکفاکم بہ شرفا
ثم قال انکارا ومن ھوالذی تامرونی ان اخذ بقراءتہ واترک مصحفی الذی
اخذتہ من فی رسول اللہ یعنی چونکہ ابن مسعود کا قرآن اور ان کے اصحاب کا قرآن
خلاف تھا قرآن جمہور کے لہذا لوگوں نے اسپر انکار کیا اور چاہا کہ ان کے قرآن کو بھی
جلادیں جیسا کہ اور لوگوں کے قرآن کو جلایا تھا تو اُنھوں نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنا
اپنا قرآن چھپا ڈالے اور ازراہ انکار کہا کہ کون اسکا حکم دے سکتا ہے کہ ہم ان لوگوں
کے قرات پر تلاوت کریں اور جس قرآن کو زبان رسول اللہ سے میں نے لیا ہے اُس کو
ترک کروں حضرت ابن مسعود کا یہ غصہ اتنا تھا کہ کہتے تھے جیسا کہ کتاب المحاضرات
میں ہے وقیل احرق عثمان مصحف ابن مسعود وان ابن مسعود کان یقول
لوملکت کما ملکوا لصنعت بمصحفہم مثل الذی صنعوا بمصحفی کہتے ہیں کہ عثمان
نے ابن مسعود کا قرآن بھی جلادیا جسپر ابن مسعود کہتے تھے اگر ہم بھی مالک ہوتے
(یعنی خلافت پاتے جیسا کہ ان لوگوں کو مالکیت حاصل ہوئی تو ہم بھی ان کے قرآن

کے ساتھ وہی کرتے جو انھوں نے ہمارے قرآن کے ساتھ کیا۔

اب اس سے بڑھکر تغیر و تبدیل قرآن کی بمقتضائے اعتقاد اہل سنت کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ ابن مسعود سا صحابی جلیل القدر اس کی تمنا کرتے تھے کہ اگر ہمکو بھی حکومت ملتی تو ان کے قرآن کو اسیطرح جلاتی جیسا کہ اُنھوں نے ہمارے قرآن کو جلایا۔

خلاصہ امر یہ ہے کہ حضرت عثمان کا مصاحف سابقہ کو جلوانا باقرار محدثین و کبار صحابہ بخوبی ثابت ہے پس میں نہایت افسوس کے ساتھ اسبارہ میں حیران ہوں کہ حضرت عثمان کی حرق مصاحف میں کیا مصلحت تھے آیا وہ مصاحف غلط اور ناقص تھے یا کوئی اُن میں دوسری خرابی تھی جبیر ان کی فہم عالی پہنچی دوسرے اُن کے ہمعصر اُس رلے سے بیخبر رہے حالانکہ اُن سے پیشتر دو خلافتیں گذر چکی تھیں کیا اُن میں قرآن ناقص اور غلط پر دار مدار تھا تو اس بنا پر اُن دونوں خلافتوں گذر چکی تھیں کیا ان میں قرآن ناقص اور غلط پر دار مدار تھا تو اس بنا پر اون دونوں خلافتوں کے لئے حقیت کا ثبوت بہت دشوار ٹھہرتا ہے۔ ہم جہانتک خیال کرتے ہیں یہی مناسب سمجھتے ہیں کہ مقلدین اور پیروان اصحاب ثلاثہ حضرت عثمان کے اس فعل کی کوئی وجہ شروع ایسے بیان کریں جس سے تینوں کے تینوں باہمی حملہ سے بری رہیں ورنہ حضرت عثمان کا الزام کتمان سے بری ہونا بہت مشکل ہے جنھوں نے قرآن موجودہ جو باقرار محدثین و مفسرین فرقہ سنیہ (جیسا کہ سابق میں بیان ہوا) ناقص اور غیر تام ہے اسکو رائج کیا اور حضرت ابوبکر و عمر کے زمانہ کے بھی مصاحف کو پردۂ غیب میں مخفی کر دیا اب کہئے کہ یہ بیان برطبق اعتقاد فرقہ سنیہ ہے یا شیعہ حالانکہ شیعوں کا اعتقاد آپکو نسبت قرآن موجودہ بخوبی ظاہر ہو چکا اب انصافاً کہئے کہ کتمان کا الزام کس پر ہے کیا آپ کا قرآن جو علمائے مذہب ہیں اور کوئی شخص جاہل لایعنی آپ سے طلب کرے اور

نقص قرآن کیلیے مذہب شیعہ کی کوئی خرابی نہیں

اور آپ کسی مصلحت سے اسکو نہ دیں تو کتمان کہلائے گا یا جو لوگ دنیا میں قران اور احکام قرآن سے جاہل ہیں اگر خود علما انکو تلاش کر کے تعلیم دیں تو وہ بیچارے کتمان کے الزام سے بری ہوں ورنہ مورد طعن و لعن ہوں پس اگر کتمان سے آپ کا یہی مطلب ہے تو آپ نے خود اپنے آپ کو اور اپنے علماء وغیرہ اسلاف کو مورد لعن طعن بنایا جیسا کہ ہم نے سابق میں بھی اسکو بیان کیا ہے پس اس میں ہمارا کوئی حرج نہیں ہے
ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند۔

اور اگر ہم سے کتمان آپ دریافت کریں تو ہم آپ کو بتلاتے ہیں دیکھو کتمان اسکو کہتے ہیں کہ خلاف حکم قرآنی حکم رانی کی جائے جیسا کہ حضرت عمر نے ترک نماز کا سائل جنب کو حکم دیا اور آیۂ تیمم کا مطلق لحاظ نہ کیا دیکھو صحیح مسلم ترجمہ اردو مطبوعہ مطبع صدیقی لاہوری جلد اول باب تیمم ص ۵۱۹ س ۲۴ حدثنی عبد اللہ بن هاشم بن حیان العبدی قال یحیی بن سعید القطان عن شعبہ قال حدثنا الحکم عن ذر عن سعید بن عبد الرحمان بن ابزی عن ابیہ ان رجلا اتی عمر فقال انی اجنبت فلم اجد ماءً فقال لا تصل فقال عمار ما تذکر یا امیر المومنین اذ انا و انت فی سریۃ فاجنبنا فلم نجد ماءً فاما انت فلم تصل واما انا فتمعکت فی التراب وصلیت فقال النبیؐ انما یکفیک ان تضرب بیدیک الارض ثم تنفخ ثم تمسح وجھک وکفیک الخ حاصل مضمون اس حدیث شریف کا یہ ہے کہ ایک شخص خدمت باسعادت جناب خلیفہ ثانی حضرت عمر میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا حضرت مجکو ضرورت غسل ہے اور پانی مجکو میسر نہیں ہوا کیا کروں۔ ارشاد فرمایا کہ نماز نہ پڑھو (اور آیۂ تیمم کا بھی لحاظ نہ کیا) اس حکم کو جو سراسر خلاف حکم خدا اور رسول تھا عمار سنکر بولے یہ کیسا حکم دیتے ہو کیا آپکو یاد نہیں رہا۔ جبکہ میں اور آپ سریہ میں تھے اور دونوں کو نہانے کی ضرورت ہوئی تھی اور ہمکو

پانی میسر تک نہیں آیا تھا آپ نے تو نماز ہی نہیں پڑھی تھی اور میں نے زمین پر لوٹ کر تیمم کیا تھا اور نماز پڑھی تھی تو جناب رسول مقبول نے سنکر فرمایا تھا تم کو تیمم میں اسیقدر کافی ہے کہ دونو ہاتھ زمین پر مار کر پیشانی اور دونو ہاتوں کا مسح کر لو۔ پس منشی صاحب مذکورہ کتاب صحیح مسلم مترجمہ اردو تو آپ بھی خوب سمجھ سکتے ہیں ذرا تھوڑی دیر کے واسطے اپنے کسی مولوی صاحب سے عاریتا لیکر اس حدیث شریف کا بلا دقت فوراً اص ۱۹ ہ سطر ۲۳ نکال کر مطالعہ کیجئے پھر آیہ مبارکہ یا اھل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل و تکتمون الحق وانتم تعلمون کو اس حدیث کے ساتھ ضم کر کے نتیجہ نکالئے دیکھئے صاف کتمان نکلتا ہے اور آپ کے خلیفہ صاحب و من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ھم الظالمون کے بے شبہہ مصداق ہوتے ہیں اور آیہ و لعنۃ اللہ علی الکاذبین بلا دقت اُن کے حسب حال ہے اور نیز آیہ اولئک یلعنھم اللہ و یلعنھم اللاعنون - یعنی جو لوگ آیہ قرآن اور حکم ربانی کے مخفی کرنے والے اور خلاف حکم خدا اور رسول حکم دینے والے ہیں ایسے ہی لوگوں پر خدا لعنت کرتا اور لعنت کرنے والے لعنت کرتے ہیں جو پیرو حکم خدا کے ہیں منشی صاحب آپ بھی خوب جانتے ہیں کہ دنیا میں لاعنون کون لوگ ہیں صراحت کی کوئی ضرورت نہیں ہے فرقہ اہل سنت تو ہو نہیں سکتا اس لئے کہ اُن کے علماء و فضلا لعنت کرنے کو منع کرتے ہیں حتی کہ یزید دشمن خاندان نبوت کو بھی لعنت سے بچاتے ہیں اور اس پر لعنت کرنے کو قطعی ناجائز فرماتے ہیں۔

پھر منشی صاحب ہم بھی مشتاق ہیں کہ آپ اپنی زبان مبارک سے فرمائے کہ فرقہ لاعنون کون ہے جس کی لعنت کو خدا نے اپنی لعنت سے منضم کر کے فرمایا ہے۔ بھلا جب خدا اپنے پیروی کنندگان کو اچھا سمجھے گا تو ظاہر ہے کہ مخالفین کو بُرا سمجھے گا۔ پھر معلوم آپ کیونکر بمقابلہ خدا اونکو اچھا سمجھ رہے ہیں اور اگر لعنت کرنا امر بد اور فعل شنیع ہے تو پھر یہ کیسا مزا کہ خود بھی مرتکب امر بد اور فعل شنیع کا ہو رہا ہے اور اپنے ساتھ

عمر کا خلاف حکم خدا حکم دے کر مصداق آیہ ان الذین یکتمون ہونا

دوسروں کو بھی فعل بد کی ترغیب وتحریص دے رہا ہے بڑے افسوس کی بات ہے کہ جو شخص خلاف کلام ربانی اپنی لاعلمی اور جہالت سے لوگوں کو احکام بتلاوے اسکو تو عوام کالانعام خلیفہ رسول برحق سمجھیں اور ذریت رسولؐ اور اہلبیتؑ رسول کی حق پوشی کرکے اُلٹا اُنکو موردِ لعن بنا دیں حتی کہ خدا پر بھی ہاتھ صاف کرنے میں تامل اور خوف وخطر نہ کریں۔ کیوں منشی صاحب خدا کو حاضر ناظر جان کر سچ کہنا کیا خلیفۂ رسولؐ مقبول ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں کہ جب چاہیں نماز پڑھیں اور جب چاہیں چٹ کر جائیں اور اگر بے غسلے ہوں تو حکم تیمم کو پس پشت ڈالدیں کیا یہ لوگ خلاف آیات قرآنی حکم لگا کر یحرفون الکلم عن مواضعہ کے مصداق نہوں گے کیا یہ لوگ الباس حق بالباطل کرکے یاکلون فی بطونھم نارا کے مستوجب ہونگے۔ کیا یہ لوگ آیۂ مبارکہ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات والھدی من بعد ما بینہ للناس فی الکتاب اولئک یلعنھم اللہ ویلعنھم اللعنون کے مصداق ہوکر خدا اور لاعنون کی لعنت کے مستحق نہوں گے۔ بالجملہ صحابۂ ثلثہ کی جہالت اور لاعلمی آیات واحادیث سے جو کتب معتبرہ اہل سُنّت میں مثل روز روشن مندرج ہے اگر پورے پورے طور پر بحوالہ احادیث وروایات لکھی جائے تو ایک دفتر طویل ہو تاہم حضرات اہل سنت کو کوئی شک وشبہہ اُن کی خلافت کی بابت نہیں ہوتا بلکہ انکے افعال کو خطاء اجتہادی پر محمول کرکے سب امنا وصدقنا کر لیتے ہیں۔ ہم پہلے بھی لکھ چکے ہیں کہ واقعی خطاء اجتہادی اہل سنت کے یہاں بڑی اعلیٰ درجہ کی ٹٹی ہے جس میں ہر طرح کی خطا سے بچت ہے اصول میں ہو یا فروع میں ضروریات دین کا انکار ہو یا اسلام کا یہی تو وجہ ہے کہ ائمہ اربعہ اہل سنت میں باوجودیکہ حد درجہ کا اختلاف ہے مگر پھر بھی حضرات اہل سنت ان کے بارہ میں دم زنی نہیں کرتے۔

اختلاف ائمہ اربعہ فرقہ سنیہ

دیکھئے امام اعظم ابو حنیفہ کوفی اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد بن حنبل انہیں چاروں امام پر اجتہاد کا خاتمہ ہوا ہے ان کے مسائل فرعیہ میں اسقدر اختلاف ہے کہ ایک دوسرے کے نزدیک مرتکب اسکا نجس اور حرام خوار ٹھہرتا ہے مثلاً امام ابو حنیفہ کے نزدیک پانی وہ دردہ یعنی سو گز جب تک پاک مجتمع نہو طاہر ومطہر نہیں ہے اور امام شافعی کے نزدیک قلتین یعنی دو مٹکے پانی

پاک اگر حوض یا گڑھے میں مجتمع ہو تو اس میں جا کر غسل جنابت وغیرہ کر سکتے ہیں اور وہ طاہر و مطہر
ہے حالانکہ طہارت قلتین کے بارہ میں حدیثیں صحاح اہل سنت میں موجود ہیں اور وہ دردہ پانی
کی نسبت کوئی حدیث منقول نہیں ہے۔ بہر حال جو شخص آب قلتین سے غسل جنابت کرے گا۔ وہ امام
ابو حنیفہ کے نزدیک نجس ہے پاک نہوگا اور امام شافعی کے نزدیک پاک ہو جائے گا شرح کنز الدقایق
موسوم برمز الحقایق تصنیف محمود عینی سنی ص ۲۶ پر یہ مسئلہ ہے کہ کپڑے پر منی لگی ہوئی ہو اور وہ
خشک ہو کر دور ہو جائے تو وہ کپڑا پاک ہے عبارت مسئلہ یہ ہے ویطھر البدن والثوب والخف
ونحوھا اللثلو ثات بمنی یابس بالفرك والا اے وان لم یکن یابسًا یغسل الخ امام شافعی کے نزدیک
خصیہ جانور ذبیحہ کا حلال ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک حرام ہے امام مالک کے نزدیک کتا و سور
حالت حیات میں پاک ہیں یہاں تک کہ لعاب بھی اُن کا پاک ہے دیکھو شرح کنز الدقایق ص۵ اور حاشیہ
متن مذکور ص۵ میں لکھا ہے وقال مالك رح سود الکلب والخنزیر طاھر الخ بس ٹا نفہ مالکیہ کے
نزدیک جس پانی قلیل میں کتا اور سور مُنھ ڈالدے اُس سے وضو اور غسل ہو سکتا ہے علی ہذا القیاس
کھانا کتے و سور کا جھوٹا نوشجان کر سکتے ہیں۔ شرح وقایہ میں کہ کتاب فقہ حنفی کی ہے بصفحہ ۱۴
لکھا ہے وکل اھاب دبغ فقد طھر الا جلد الخنزیر والآدمی یعنی جو کھال دباغت کی جائے
اور پکائی جائے تو وہ پاک ہو جائے گی۔ سوائے سور اور آدمی کی کھال کے اور کتاب کنز الدقایق
کے ص۸ میں بھی یہ مسئلہ موجود ہے پس امام ابو حنیفہ کے نزدیک کتے کی کھال دباغت کی ہوئی سے اگر
نمازی اپنا لباس بناوے اور اُس سے نماز پڑھے تو جائز ہے ایضًا کتاب مذکور کے ص۲۳ میں لکھا ہے
ولو احدث عمدًا بعد التشھد او عمل عملًا ینافی الصلوٰۃ تمت لوجود الخروج بصنعہ ویبطلھا
بعدہ ای بعد التشھد عند ابی حنیفہ یعنی اگر کوئی شخص تشہد کے بعد سلام دینے سے پہلے
جانکر گوز لائے تو نماز صحیح رہی گی اور اگر بہولے سے گوز نکلجائے تو نماز باطل ہو جائے گی ابو حنیفہ
کے نزدیک ایضًا کتاب مذکور کے ص ۱۶۴ میں منقول ہے ولا من وطی اجنبیہ زفت الیہ
وقلن ھی عرسك وعلیه مھرھا وبحرمۃ نکھا یعنی حد جاری نہ کی جاوے گی اس شخص پر

نماز میں گوز جانکر لگانے سے نماز باطل نہیں ہوتی

جو مجامعت کرے زن اجنبیہ سے کہ عورتوں نے ملکر اُس عورت اجنبیہ کو اُس کے پاس بھیجدیا ہو
اور کہدیا ہو کہ یہ تیری زوجہ ہے۔ مگر اس شخص کو اس عورت کا مہر دینا پڑے گا اسی طرح اس شخص پر
حد جاری نہو گی جو زن حرام کردہ شدہ سے نکاح کرے یعنی امام ابو حنیفہ کے نزدیک اگر کوئی شخص
ماں یا بہن یا بیٹی وغیرہ زنان محرمہ سے نکاح کر کے مجامعت کرے تو اُسپر حد زنا جاری نہو گی اور

جواز مجامعت از زن اجنبیہ

شافعی کے نزدیک حد جاری ہو گی لف حریر کا مسئلہ شرح کنز الدقایق کی کتاب الحدود میں درج بیان
یعنی زنا اسطرح ہے ولا بد من محاودة الختانان لان المخالطة تحقق بذالك فان
ما دونه ملامسة لا تتعلق بها احكام الوطی من الغسل وکفارة الصوم وفساد الحج
محصل یہ ہے کہ ختنہ گاہ مرد و ختنہ گاہ زن کا ملاقی و مماس ہونا ضرور ہے کہ بغیر اسکے وطی صادق
نہ آئے گی یعنی اگر کوئی ذکر پر پارچہ لپیٹ کے جماع کرے کہ جس سے جلد کی ملاقات اور مماس اور جلد
سے نہو تو حرام نہیں ہے اور نہ کوئی حکم وطی کا اسپر صادق آئے گا مثل اسکے کہ غسل کرے یا روزہ کا
کفارہ ادا کرے اور جامع الرموز کی کتاب الطہارة میں لکھا ہے لو لف الحشفة بثوب او غیرہ
لم یجب الغسل کما فی الجلالی یعنی اگر مرد اپنے حشفہ پر پارچہ لپیٹ کر وطی کرے تو غسل اُسپر واجب نہو گا
نیز اوسی کتاب کے کتاب الصوم میں ہے لو لف ذکرہ من خرقة مانعة الحرارة لم یکف کما فی المنیہ
یعنی اگر حالت روزہ میں ذکر پر کپڑا مانع حرارت لپیٹ کر جماع کرے تو روزہ کا کفارہ دینا لازم
نہو گا بحر الرائق شرح کنز الدقایق کے کتاب النکاح میں لکھا ہے لو جامعہا بخرقة علی ذکرہ لا

ثبوت مسئلۂ لف حریر

یثبت الحرمة کما فی الخلاصہ یعنی اگر ذکر پر کپڑا لپیٹ کر جماع کرے تو حرمت ثابت نہو گی
خلاصہ تمام عبارتوں سے یہ امر ظاہر و ہویدا ہے کہ زن اجنبیہ ماں ہو یا بہن ان سے اگر
بطریق مذکور مجامعت کی جائے تو جائز ہے بلا حرمت و بلا حکم زنا اور نہ اُسپر حد جاری ہو گی کیونکہ
وطی صادق نہیں آئی یعنی جلد جلد سے مس نہیں ہوئی۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک غسالہ وضو کا
نجس ہے بنجاست شدیدہ چنانچہ کتاب مذکور میں بصفحہ ۱۴ منقول ہے فعند ابی حنیفة هو نجس
نجاسة غلیظة یعنی نزدیک ابو حنیفہ وہی غسالہ وضو کا نجس ہے نجاست شدیدہ اور امام

جواز وضو از نبیذ

شافعی مالک کے نزدیک طاہر ومطہر امام ابوحنیفہ کے نزدیک نبیذ حلال ہے اور وضو بھی اُس سے جائز ہے چنانچہ شرح وقایہ س ص ۲۳۲۶+۵+۴+۳ لکھا ہے ونبیذ التمر والذبیب مطبوخا ادنی طبخۃ وان اشتد اذا شرب مالم یسکر بلا لھو وطرب اور حلال ہے نبیذ خرما وکشمش کی کہ کچھ تھوڑی سی پکائی گئی ہو - اگرچہ اُس میں اُبال اگیا ہو جسوقت کہ پیے اور نشہ نکرے بلا لہو اور سرور کے وشرطہ ان شرب لا لقصد اللھو والطرب بل لقصد التقوی اور شرط کی گئی ہے حلال ہونے میں اگر پیئے نہ بارادۂ لہو وسرور کے بلکہ بارادۂ حاصل کرنے قوت کا متن عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ نبیذ نشہ کرتی ہے لاکن اُس حد تک پینا نبیذ کا جائز ہی یہاں تک نشہ نکرے اور شرح کی عبارت سے تو صاف ظاہر ہے کہ اگر بقصد حصول قوّت پیئے تو حلال ہے شاید دم واپسیں کے وقت اسیوجہ سے حضرت خلیفہ ثانی عمر صاحب کو نبیذ پلائی گئی ہو تاکہ قوت آجائے جسکو آپ کے حُجّۃ الاسلام امام غزالی شافعی نے جلد چہارم احیاء العلوم میں بصفحہ ۲۶۵ لکھا ہے فاتی بنبیذ فشرب منہ فخرج من جوفہ یعنی جب حضرت عمر زخمی ہوئے تو نبیذ حاضر کی گئی پس تھوڑی نبیذ حضرت عمر نے پی پس اُن کے شکم کے زخم سے ہوکر نکل گئی ہر چند عبارت شرح وقایہ سے بھی مسکر ہونا نبیذ کا استفادہ ہوتا ہے - مگر طرفہ تر یہ ہے کہ جلد چہارم احیاء العلوم میں بصفحہ ۱۳ خود امام غزالی تحریر فرماتے ہیں وقال الشافعیؓ اذا شرب الحنفی النبیذ حدّدتہ ولم اردّ شہادتہ فقد جعلہ کبیرۃ بایجاب الحدّ ولم یردّ بہ الشہادۃ ترجمہ کہا شافعیؓ نے جس وقت حنفی نبیذ پیئے گا تو میں اُسپر حد جاری کروں گا مگر اُسکی گواہی رد نکروں گا اس لئے کہ اُس نے گناہ کبیرہ کر کے سزا قبول کرلی -

عمر کو مرتے وقت شراب پلائی گئی

اِس عبارت سے تو نبیذ کا حرام ہونا امام شافعی کے نزدیک بھی ثابت ومحقّق ہوا - نیز امام غزالی شافعی المذہب تھے وہ احیاء العلوم میں فرما رہے ہیں کہ حضرت عمر کو آخر وقت مرگ نبیذ پلائی گئی حالانکہ وہ حرام تھی پس یہ امر دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو حضرت عمر بیہوش تھے یا ہوش میں تھے اگر بیہوش تھے تو تیماردار لوگ جنھوں نے اُن کو دام واپسیں گئے

کے وقت نبیذ حرام پلائی وہ قابل سزا ہیں۔ اور اگر حضرت عمر صاحب ہوش میں تھے اور پھر اُنھوں نے نبیذ پی تو یہ امر بھی دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو اُن کے نزدیک نبیذ حلال تھی یا حرام اگر نبیذ حلال تھی تو اس امر میں امام ابو حنیفہ نے اُن کے قدم بقدم حلت کا فتویٰ دیا بہت ٹھیک ہے اور اگر حضرت عمر صاحب کے نزدیک نبیذ حرام تھی تو یہ پھر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ باوجود ارتکاب فعل حرام خلیفہ رسول کیونکر رہے اور امام ابو حنیفہ نے جو برخلاف ان کے نبیذ کو حلال فرمایا وہ کیونکر امام رہے اور امام شافعی کا قول نہایت درست و صحیح مطابق لغت ہی چنانچہ صاحب غیاث لکھتے ہیں نبیذ شرابے کہ از خرما و جو وغیرہ سازند اور صاحب منتخب اللغات لکھتے ہیں نبیذ فقاع بالضم و تشدید قاف یعنی شراب خرما و جو آبے کہ از حبوب وے جز ان گیرند پس باقرار امام شافعی اور صاحبان لغت ثابت ہوا کہ نبیذ در اصل شراب ہی جس کی حرمت بنص قرانی ثابت ہی۔ پس جن لوگوں نے مرتے دم تک شراب نہ چھوڑی وہ کیا خلیفہ بن سکتے ہیں یہ حال تو فقہ اور مسائل کا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر ہم ناظرین کی واقفیت کے لئے بطور نمونہ چند مسائل کے جدول جو مطبوعہ ہے اور سنی المذہب نے اُسکو طبع کرایا ہے پیش کریں وہو ہذا۔ المشتہر عبد اللہ ساکن دہلی پھاٹک حبش خان مورخہ ۲۶ جولائی سنہ ۱۹۰۰ء

نمبر شمار	مضمون مسئلہ جو فقہ کی کتابوں سے نکالکر نقل کیا گیا ہے	نام کتاب	صفحہ	مطبع
۱	حنفیہ کے نزدیک سور کی بال سے سینے کے لئے نفع اٹھانا درست ہے	ہدایہ جلد ثانی	۳۹	مصطفائی
۲	حنفیہ کے امام محمد شاگرد رشید ابو حنیفہ کے نزدیک سور کے بال پاک ہیں	”	”	”
۳	حنفیہ کے امام ابو یوسف کے نزدیک سور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے	منیۃ المصلی	۳۵	مطبع لاہور
۴	حنفیہ کے نزدیک محرمات ابدی یعنی ماں بہن سے نکاح کرکے جماع کرنیسے حد زنا لازم نہیں آتی	ہدایہ جلد اول	۴۹	مصطفائی دہلی
۵	حنیفہ کے نزدیک مشت کرکے تسکین کرنے سے کوئی گناہ نہیں ہے	فتاوے قاضی خان جلد ۱	۱۰۰	مطبع نولکشور
۶	حنیفہ کے نزدیک قرآن شریف شفا کے لئے پیشانی پر خون سے لکھنا جائز ہے اور پیشاب سے لکھنا جائز ہے	” جلد ۴ اور شامی شرح درمختار	۳۶۵ ۲۱	”
۷	حنیفہ کے نزدیک جو شراب گیہوں یا چھوہارے انکے سے بنائی جائے وہ حلال ہے	ہدایہ جلد ۲	۴۸۰	مطبع مصطفائی

نمبر شمار	مضمون مسئلہ جو فقہ کی کتابوں سے نکالکر نقل کیا گیا ہے	نام کتاب	صفحہ	مطبع
۸	حنفیہ کے نزدیک گیہوں یا جو کی شراب پینے والیکو حد نہ لگائی جائیگی اگر نشہ کرے	ہدایہ جلد ۲	۴۸۰	مصطفائی
۹	حنفیہ کے نزدیک عورت صغیرہ و مردہ چوپائے سے صحبت کرے تو جبتک انزال نہو وضو نہ ٹوٹیگا	مفتاح الطب فصل ۲ در مختار	۱۶	مطبع نولکشور
۱۰	حنفیہ کے نزدیک عورت صغیرہ و مردہ چوپائے سے صحبت کرے تو جبتک انزال نہو وضو نہ ٹوٹیگا	〃	〃	〃
۱۱	حنفیہ کے نزدیک خرچی رنڈی کی حلال ہے	چلپی حاشیہ شرح وقایہ و شامی جلد ۲	۲۰	〃
۱۲	حنفیہ کے نزدیک کتے کی کھال سے ڈول و جائے نماز بنانا درست ہے	در مختار	۲۰	〃
۱۳	حنفیہ کے نزدیک کتے کو بغل میں لیکر نماز پڑھنی درست ہے	در مختار	۲۰	〃
۱۴	حنفیہ کے نزدیک رطوبت شرمگاہ عورت کی پاک ہے	〃	۲۶ و ۳۱	〃
۱۵	حنفیہ کے نزدیک مالک کو غلام سے سود لینا درست ہے اور ایسا ہی دار الحرب میں کفار سے لینا درست ہے	ہدایہ جلد ۲	۷۰	مصطفائی
۱۶	حنفی کا مسئلہ ہے کہ اگر خاوند عورت سے اسقدر دور مسافت پر رہتا ہو کہ ایک برس میں	ترجمہ در مختار جلد ۲		
〃	بی بی کے پاس پہنچے اور اسکی عورت ۶ ماہ میں بچہ جنے تو یہ بچہ اُس	غایت الاوطار	۴۳	
〃	خاوند ہی کا ہے کیونکہ شاید وہ ولی ہو یا اُس کے جن تابع ہوں	و فتح القدیر شرح ہدایہ جلد ۲	۳۴۸	〃
۱۷	حنفیہ کے نزدیک اگر کوئی شخص اپنے ذکر پر کپڑا لپیٹ کر روزے کی حالت میں	فتاوے برہنہ	۱۸	مطبع حسامی لاہور
〃	عورت سے جماع کرے اگر کپڑا سخت ہے تو روزہ کی قضا لازم نہ غسل			
۱۸	حنفیہ کے نزدیک اگر کوئی شخص کسی عورت پر دعویٰ کرے کہ یہ میری جورو ہے	ہدایہ جلد ۲	۱۲۵	مصطفائی
	اور حاکم کے سامنے جھوٹے گواہ پیش کرکے مقدمہ جیت لے اور وہ عورت اسکو ملجائے	و شرح وقایہ	۳۴۷	نولکشور
	تو وہ عورت بحیثیت باطن بھی اسکی بی بی ہوگئی اور اس سے صحبت کرنا بھی اس کو حلال ہے یعنی	و کنز کلاں	۲۵	مطبع دہلی
	خدا کے نزدیک بھی اسیطرح ہوگیا اور مرد اس عورت سے لینے سے خدا کے نزدیک بھی کچھ مواخذہ نہ ہوگا	و عالمگیری جلد ۲ و در مختار	۱۰۷ ۳۸۴	〃 نولکشور

علاوہ اسکے طریقہ نماز پڑھنے کا بھی ائمہ اربعہ مذکورہ مختلف ہے کوئی سینہ پر کوئی بالائے ناف کوئی زیر ناف ہاتھ باندھ کر کوئی ہاتھ کھولکر نماز پڑھتا ہے حالانکہ نماز وہ اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے کہ جس سے بڑھ کر کوئی عبادت ہی نہیں بوجہ مہتم بالشان ہونے کے علت غائی کل مخلوقات

نماز میں اختلاف جدید ہوا ہے زمانہ رسولؐ میں نہ تھا

یہی نماز ہے ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون اسپر شاہد عدل ہے شاعر بھی لکھتا ہے

؎ روز محشر کہ جاں گداز بود + اول آن پرسش نماز بود جس عبادت کا یہ حال
ہو ظاہر ہے کہ اُسکا ہر ہر جزو بتعلیم رسول بندوں تک پہنچا ہو یہ اختلاف ائمہ اربعہ کا فیما بین
صاف بتلا رہا ہے کہ عہد رسول میں یہ اختلاف اور فریق بندی نہ تھی پس جبکہ چار مصلے خانہ
کعبہ میں بنائے گئے ہیں اور آپس میں جھگڑا پڑا تو مجبور ہو کر تمیز کے لئے ہر ایک نے اپنا اپنا ادارہ
گھڑ لیا ہے علی ہذا القیاس دیگر اختلافات ہیں کوئی رفع یدین عند التکبیر کرتا ہے۔ کوئی
نہیں۔ کوئی بسم اللہ کو جزو سورۃ جانتا ہے کوئی نہیں کوئی بعد سورہ الحمد آمین بالجہر
کہتا ہے کوئی اسکو بدعت اور حرام بتلاتا ہے ماشاء اللہ ؏ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند
مسلمانی خانہ کعبہ میں چاروں نے اپنے اپنے چار مصلے بنا لئے اور اصلی مصلا ابراہیمی کو
ترک کر دیا جس کی بابت حق سبحانہ تعالیٰ صاف حکم فرماتا ہے واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی
یعنی اختیار کردید تم مقام ابراہیم میں مصلیٰ غرضکہ اگر ہم ائمہ اربعہ کے اختلافات کو بیان کریں تو
بڑے بڑے دفاتر پر ہوں اب ہم صرف اپنے اس قول کی تائید میں ایک تقدیر دلپذیر
مرد منصف سنی المذہب کی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ جسکو مولوی ابو ادریس احمد حسن شوکت سنی
المذہب المعروف بہ شحنہ ہند وطوطی ہند میرٹھ نے اپنے اخبار کے صؔ کالم اولیٰ مطبوعہ یکم
جولائی ۱۹۰۳ء نمبر ۲۵ جلد ۲۱ و ۲۳ میں درج فرمایا ہے جسکا نتیجہ اہل انصاف خوب سمجھیں
گے وہو ہذا

جمیع اہل اسلام ضرور ملاحظہ فرمائیں

سلسلہ کے لیئے دیکھو شحنہ ہند ۸ جون ۱۹۰۳ء

عن معویہ رضی اللہ عنہ قال قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال
الا من کان قبلکم من اہل الکتاب افترقوا علی اثنتین وسبعین ملۃ وان
ہذہ الامۃ ستفترق علی ثلث وسبعین ثنتان وسبعون فی النار وواحدۃ

فی الجنۃ وھی الجماعۃ (رواہ ابو داؤد والترمذی) معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کھڑے ہم میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پس فرمایا کہ خبردار ہو جو لوگ تمسے پہلے تھے اہل کتاب سے مختلف ہوئے وہ بہتر گروہ ہو نپر اور تحقیق یہ امت متفرق ہوجاوے گی بہتر گروہ پر بہتر اُن میں سے ناری ہیں اور ایک جنتی اور وہ ایک جماعت ہے دوسری حدیث میں ابن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے وارد ہے قالوا ومن ھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان علی ما انا علیہ واصحابی رواہ الترمذی یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا کہ وہ کون ہے ارشاد فرمایا کہ وہ بھی جو قایم ہو اس طریقہ پر جسپر میں ہوں اور میرے اصحاب تفریق اور پھوٹ اور اختلاف ڈالنے سے چار مذہب ہوئے اور پانچواں مذہب اہل قرآن کا اور نیز داخل ہیں تفریق دین میں یہ چار جماعتیں حرم شریف میں اسجگہ مجکو ایک حدیث یاد آگئی عن جابر بن عبد اللہ قال کنا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فخط خطًا وخطّ خطین عن یمینہ وخط خطین عن یسارہ ثم وضع یدہ فی الخط الاوسط فقال ھذا سبیل اللہ ثم تلا ھذہ الایۃ وان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ (رواہ ابن ماجہ) یعنی روایت کی ہے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ کہا تھے ہم نزدیک نبی صلعم کے پس آپنے خط کھینچا ایک سیدھا اور دو خط دہنی طرف اس پہلے خط کے اور دو خط کھینچے بائیں طرف اس پہلے خط کے پھر رکھا آپنے ہاتھ سیدھے خط پر جو اوسط کا ہے پس فرمایا یہ راستہ اللہ تعالی کا ہے پھر پڑھی آپنے یہ آیت وان ہذا صراط مستقیما اور تحقیق یہ راستہ میرا سیدھا ہے پس اتباع کرو تم اس راستہ کی اور نہ اتباع کرو تم دوسرے راستوں کی تاکہ بہک جاؤ سیدھے راستہ سے بعض حدیثوں میں آپ نے تہتر گروں کا ذکر فرمایا اور اس حدیث میں دو دہنے اور دو بائیں خط کھینچے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بلاشک وشبہہ یہ ہی چار مذہب مراد ہیں اور خلاصہ اسکا اس جگہ

لکیریں کھینچکر بتاتا ہوں بہا ئیو ماننا نہ ماننا کام آپ لوگوں کا ہے وما علینا الا
البلاغ واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

ان ہذا صراطی مستقیما



فاتبعوه ولا تتبعوا السبل

پس بیچ کی راہ اختیار کرو وہنے بائیں کی راہیں تھبوڑ دو وہ یہی چار مذہب حنفی شافعی
مالکی حنبلی ہیں واللہ اعلم وکانوا شیعًا اور ہو گئے گروہ گروہ۔ پس صادق آتا ہے ہر قوم پر
کہ ہو معاملہ دین اکٹھا پھر پیچھے لگجاوے ہر جماعت اونمیں سے رائے اور قیاس کے کسی بزرگ
اور بڑے اپنے کے کہ مخالف صواب اور راہ سیدہی کی ہو اور جدا ہو حق سے اور کیا ہی کامل ہے
یہ آیت کہ اشارہ کرتی ہے طرف برائی گروہ گروہ ہو جانے کے۔ لست منہم ہنیں ہے تو ان سے
یعنی اختلاف ڈالنے انکے سے پس ہنیں الزام تجکو اور نہ مواخذہ کیا جاوے گا تو ساتھ اُسکے
جزیں نیت کہ تجھ پر پہنچا دینا ہے حکم کا مطلب یہ ہی کہ تو بری اور بیزار ہے اُن سے انما امرہم
الی اللہ سوا اسکے نہیں ہے کہ کام اُن کا طرف اللہ کے بدلا دینے میں اوپر ٹکڑے ٹکڑے
ہو جانے اُن کے ثم ینبئہم پہر خبر دیگا اُن کو دن قیامت کے اور دکھا دیگا انکو وہ
چیز جو اترے گی اور زیر سزا دینے سے بما کانوا یفعلون بسبب اسکے کہ وہ کرتے تھے ان
عملوں سے کہ تھے مخالف اُسکے جو مقرر کیا ہے اللہ پاک نے اُن کے واسطے اور واجب کی
ہے اپنر تابعداری کتاب وسنت کی اور بچنے بدعت وگمراہی سے اور اختیار کرنا توحید کا شرک
پر اور اختیار کرنا اعتصام کا اور چھوڑنا تقلید کا وقال تعالی ولا تکونوا من المشرکین اور مت
ہو جاؤ تم مشرکوں سے وکانوا شیعًا۔ اور ہو گئے وہ گروہ گروہ یعنی تم ویسے مت ہو جاؤ
جنھوں نے پھوٹ اور جدائی ڈالی دین میں پیروی کرتا ہے بعض اُن کا بعض کی اہل بدعت
وخواہش سے پس اُنمیں سے کوئی نماز پڑھتا ہے مصلیٰ حنفی پر اور کوئی مصلیٰ حنبلی پر اور کوئی
مصلے مالکی پر اور کوئی شافعی پر خاص اندر حرم شریف مکہ معظمہ زادہا اللہ شرفًا وتعظیمًا کے اس
حیثیت سے کہ اختیار کر لیا ہے ہر صاحب مذہب معین نے اپنے امام ایک ایک مصلیٰ خاص

اسکے نام کا اور یہ فعل شنیع نہایت ہی قبیح ہے اور پرلے درجہ کی بڑی بدعتوں سے ہے
جس کی نسبت نص قطعی موجود ہے واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی یہی حال ہے اس
شخص کا جو نہیں پڑھتا نماز مسجدوں میں اہل حدیث کی اور نہیں چھوڑتے اہل حدیث کو
کہ نماز پڑھے اُن کی مسجدوں میں ٥ ہے بسکہ محبت رسولؐ مختار + مذہب کو میں سوچتا ہوں
لیکن ہر بار + ہے نزد قیاس مذہب اہل حدیث + ہرچند قیاس سے نہیں کچھ سروکار
الراقم ابو الارشاد محمد بن امیر الدین غفر لہا ساکن ڈنکا ضلع جہلم بہیت. ا جون سنہ ۱۹۰۳ء
بس اب ہم اس تحریر کے بعد زیادہ بیان کی ضرورت نہیں سمجھتے - مثل مشہور و معروف ہے
بقول شخصے گھر کا بھیدی لنکا ڈھادے چونکہ تحریر مذکور کا راقم گھر کا بھیدی تھا لہذا اُس نے
کل حال پوست کندہ بموداے حق بر زبان جاری لکھکر مشتہر کرایا پس مصلاے چہار گانہ مذکورہ
کا واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی سے مخالف ہونا مثل روز روشن ثابت و محقق ہوا و ہو المطلب
قولہ بعدہ تلاش ارشاد جناب امیر امام ازلی و ابدی کیا گیا تو منجانب اللہ رسالہ حق الیقین
مطبوعہ مطبع جعفری واقع شہر لکھنؤ نخاس جدید من تصنیف جناب معلی القاب فاضل اجل
عالم متبحر جناب حضرت محمد باقر ابن محمد تقی مجلسی اصفہانی سے طبع ہوکر اور خطاب مستطاب پاکر
سنہ ۱۳۰۰ ہجری میں شائع ہوا بر آمد ہوا و ہو ہذا ص ۹۸ و ۹۹-
سلمان گفت چون شب علیؑ و فاطمہؑ را بر دراز گوشے سوار کرد و دست حسن و حسین را گرفت
و بخانہ ہر یک از اہل بدر از مہاجران و انصار رفت و حق امامت و خلافت خود را بیاد ایشان
آورد و طلب یاری از ایشان کرد اجابت او نکردند مگر چہل و چہار کس و در روایت دیگر بست و چہار
نفر پس فرمود کہ اگر راست میگوئید سرہاے خود را تراشید و اسلحہ خود را بردارید و بامداد
بیائید نزد من کہ با من بیعت کنید بر موت یعنی تا کشتہ نشوید دست از یاری من برندارید چون
صبح شد بغیر چہار کس نیامدند - سلمان و ابوذر و مقداد و عمار و در روایت دیگر بجاے عمار زبیر است
سہ شب حضرت چنیں کرد و در ہر روز بغیر این چہار نفر حاضر نشدند چون حضرت دید کہ ایشان

درمقام عذر و مکر اند - و یاری او نمی کنند رفت و در خانه نشست و مشغول جمع قرآن شد و از
خانه بیرون نامد تا همه را جمع کرد و قرآن متفرق بود در پوستها و چوبها و رقعها و استخوانها
پس ابوبکر فرستاد که بیا و بیعت کن حضرت گفت من سوگند یاد کرده ام که ردا بر دوش
نگیرم مگر از برائے نماز تا قرآن را جمع کنم پس چند روز صبر کردند حضرت مجموع قرآن جمع
کرد و در میان جامه گذاشت و سرش را مهر کرد پس آن را بمسجد آوردند در وقتے که ابوبکر
با صحابه در مسجد بودند ندا کرد باواز بلند ایها الناس چون حضرت رسول از دنیا رفت مشغول
غسل و تجهیز او گردیدم و بعد از ان مجموع قرآن را که درین جامه است جمع کردم و هیچ آیت
نازل نشده است مگر آنکه حضرت رسولؐ بر من خوانده است و تاویلش را بمن گفته است
تا در قیامت نگوید که ما ازین غافل بودیم و نگوئید که من شمارا بیاری خود نخواندم و حق
خود را بیاد شما نیاوردم و شمارا بکتاب خدا دعوت نکردم - عمر گفت آنچه از قرآن با ماهست
مارا بس است و احتیاج بقرآن تو نداریم حضرت فرمود و دیگر این قرآن را نخواهید دید
تا مهدی از فرزندان من این را ظاهر گرداند و بخانه خود برگشت - جناب حکیم صاحب حیات القلوب
ص ۱۶۱ و ۱۶۲ ملاحظہ کے قابل ہے و هو هذا چون عمر خلیفه شد از حضرت امیرؑ قرآن را طلبید
که آنچه را خواهد از ان بردارد و آنچه را نخواهد باطل کند حضرت نداد و فرمود که مس نمی کند این
مصحف را مگر مطهران از فرزندان من و ظاهر نمیشود آن تا قائمؑ از اهلبیت من ظاهر شود
و مردم را بر خواندن و عمل نمودن بآن بدارد

اقول آپ کے علم و کمال اور فہم و عقل کا حال تو ہم بخوبی ظاہر کر چکے - ابھی آپکو فہم کلام
علماء فریقین کی لیاقت حاصل کرنے کے لئے ایک زمانہ بعیدہ درکار ہے چہ جائیکہ
آپ اُن کے کلام اور اقوال میں ردّ و قدح اور نقض و ابرام کریں کہ اس کے لئے ایک مادّہ
چاہئے - آپ کی نشان اس سے عاری اور منزلوں دور ہے آپ اپنا املا اور طرز تحریر اور
روزمرہ تو درست کیجیے تب ہی مُنہ کھولئے اسوقت میری دانست میں تو سعدی کا قول

آپ پر حوب صادق آتا ہے ؎ ہر کسو کہ ندا ند و بدا ند کہ بدا ند + در جہل مرکب بدالدہر بماند
آپ مے محبت لسانی اصحاب ثلاثہ ہیں اسدرجہ مخمور و چور ہیں کہ اس کی بھی خبر نہیں کہ کیا کہہ
رہے ہیں آیا اپنے مفید استدلال فرمارہے ہیں۔ یا مضراور روایت و درایت کو تو آپ
بیچارے کیا جانیں کہ کس چڑیا کا نام ہے۔ بھلا آپ حضرت سلمان کے بیان کو کیا سمجھ سکتے
ہیں جس میں سراسر شیخین کے ظلم و جور و تعدی و عدوان کا بیان ہے گو آپنے اپنے مفید
مطلب عبارت نقل کر کے فقرہ بندی کی مگر جب منصف بضمیر بیان سلمان کو از اوّل تا آخر
بنظر غور و تامل ملاحظہ فرمائے گا اسوقت آپ کی فقرہ بندی کی بخوبی قلعی کھل جائے گی
ع و لن یصلح العطار ما افسد الدھر یہ بطور نمونہ قطرہ از بحار حالات آپ کے ممدوحین کے
بحوالۂ کتب معتبرہ نقل کئے اور آیندہ انشاء اللہ اور بھی مرقوم ہوں گی اب ہم صاحبان انصاف
کو بیان سلمان کی طرف متوجہ کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں اے صاحبان آپ کو خدائے
پاک کی قسم ذرا کتاب مستطاب حق الیقین کھولئے اور بیان سلمان کو از اول تا آخر بہ نظر
غور ملاحظہ کیجئے اور معترض صاحب کی چالاکی کو دیکھئے جو محض یا ایہا الذین آمنوا لا تقربوا
الصلوٰۃ کا اپنے پیشواؤں سے سبق لئے ہوئے ہیں و انتم سکاریٰ کو اپنی مخموری میں
فراموش کئے ہوئے ہیں جس طرح سے کہ آپ کے پیر مغان نے شخص جنب کو ترک نماز کا
حکم دیا اور فتیمموا صعیدا کو پس پشت ڈالدیا آخر یہ بھی تو ان کے پیرو ہیں ع برعکس نہند
نام زنگی کافور یہ کیونکر قدم بقدم نہ چلیں گے دیکھئے عبارت منقولہ کے بعد بھی سلمان حضرت
علیؑ کا صاف صاف ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اس جناب نے اصحاب و انصار سے فرمایا کہ میں
محض اتمام حجت کی غرض سے تم لوگوں کو اپنی امامت و خلافت اور کتاب خدا کی طرف
دعوت کرتا ہوں۔ گویا حضرت کا مطلب یہ تھا کہ تم سب میرا اتباع کرو جیسا کہ تم رسولؐ کی زندگی
میں بروز غدیر میری ولایت و امامت کا اقرار کر چکے ہو۔ چنانچہ اسکو معترض صاحب نے
اپنی عادت یا مدہوشی کی وجہ سے ظاہر نہ کیا مگر الحق یعلو و لا یعلیٰ اگر اس عبارت کی

اگر آٹھ فقرے عبارت فارسی سے اخذ کئے تو نواں فقرہ کیوں اخذ نہ کیا

آخر سے نقل نکیا تو کیا ہوا خود عبارت منقولہ میں یہی مضمون موجود ہے جو خود معترض
صاحب کے قلم سے نکل گیا مگر حب الشئی یعمی ویصم نے اُن کو ایسا مجبور کیا کہ پھر بھی آٹھ فقرہ لکھے
اور وہ نواں فقرہ اُن کو دکھلائی نہیں دیا جو اسکو بھی لکھتے۔ ہر چند کہ اسکے سوا اور بھی
خیانت کی ہے جسکو ہم آیندہ ظاہر کریں گے یہاں صرف اتنا دکھلائے دیتے ہیں کہ وہ
نواں فقرہ یہ ہے جس کو منشی صاحب مخالف نے اپنی دیانت سے فقرات ہشتگانہ کے ذیل میں
درج نفرمایا یعنی (تا در قیامت نگویید کہ ما از یں غافل بودیم و نگویید کہ من بیاری خود
نخواندم و حق خود را بیاد شما نیاوردم و شمارا بکتاب خدا دعوت نکردم) اے صاحبان انصاف
اگر فقرات ہشتگانہ بیان سلمان کے قابل استدلال و استناد ہیں تو یہ نواں فقرہ روح رواں
اُن فقرات کی ہے جس کی بابت آٹھوں فقرات کے ذیل میں بیان کرنے سے خیانت کی
یہ نواں فقرہ باواز بلند پکار رہا ہے کہ حضرت علیؑ نے اصحاب و انصار خصوصاً صحابہ پر اتمام
حجت فرمائی اور کتاب خدا کی طرف دعوت کر کے محض اپنا حق ظاہر کیا معاذ اللہ اس سے
حضرت کی ہرگز یہ غرض نہ تھی کہ قرآن موجود (بشرطیکہ اُسوقت اس ہی قرآن کا صحابہ کے پاس
موجود ہونا بھی ثابت ہوا) در احراق مصاحف از دست حضرت عثمان غلط ہونا فقرہ
قابل اعتماد عمل نہیں ہے بلکہ اس دعوت اور اظہار میں محض اپنے حق کا اظہار اور اس اقرار
کا تذکار و تکرار تھا جو روز غدیر صحابہ سے عمل میں آچکا تھا اور بخٍ بخٍ ان کی زبان
گوہر فشاں پر جاری ہو چکا تھا افسوس کا مقام ہے کہ حضرت ابوبکر اپنے خطبہ میں جو یا
کہ فقرات خطبہ ہمنے سابق میں بیان کئے اقیلونی اقیلونی ولست بخیرکم و علی فیکم
فرمائیں یعنی مجکو عہدہ خلافت سے باز رکھو میں اس قابل نہیں ہوں علی ہم میں ہیں
خلیفہ صاحب کے اس اقرار کو تو ان کے مقلدین عجز و انکسار پر محمول کریں اور حضرت علیؑ کا
ارشاد کہ میں محض اتمام حجت کی غرض سے یاد دہانی کرتا ہوں اسکو دنیا طلبی میں شمار کر کے قابل
طعن و طعن ٹھہراویں ؎ بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔

منصف کے لئے تو ہمارا اسی قدر جواب کافی تھا مگر ہٹ دھرم کے ساکت کرنے کو آٹھوں فقرات کا جواب جو عبارت فارسی سے تراشے گئے ہیں علیحدہ علیحدہ ارقام کیا جاتا ہے۔

قولہ اے اہل انصاف و ایمان قبل اسکے کہ آپ صاحبان کو طرف آیۂ کریمہ کی توجہ ملاحظہ کے دلاؤں طرف عبارت روایت موصوف کے متوجہ کرتا ہوں۔ چنانچہ یہ ہے اسلمان گفت فقرۂ اول حسب عقیدہ جناب ملا صاحب اصفہانی و پیروان آنصاحب مثل حکیم صاحب و بھائیصاحب۔ جناب حکیمصاحب مفہوم فقرۂ اول کا یہ ہے کہ قبل اسکے جناب حضرت رسالتمآب کی ماتم داری و عزاداری جانکاہ رحلت فرمائے جناب کا کیا جائے فوراً بعد تجہیز و تکفین جنازۂ مطہرہ رسول اکرم کے جناب امیرؑ کو دنیا طلبی لاحق حال ہوئی کہ اسی شب کو حضرت امام خلیفہ بلافصل نے حضرت معصومہ سیدۃ النسا مورد آیہ تطہیر کو دراز گوش پر سوار کیا اور حضرت حسنین کو ہاتھ پکڑ کر دربدر انصار و مہاجرین کی واسطے امداد خلافت و امامت اپنی کی سہ شبانہ روز پھرے اور آیہ تطہیر کا کچھ لحاظ و پاس نکیا گیا

اقول منصف خبیر پر مخفی نہیں ہے کہ وقت وفات جناب سرور کائنات سے تجہیز و تکفین و دفن آنحضرت تک صحابہ میں سے جناب امیرؑ کا کوئی شریک حال نہیں ہوا جسکو اطلاع ہو وہ بخاری میں ماجرائے روز سقیفہ کو بنظر انصاف دیکھیے اس پر بخوبی منکشف ہوجائے گا کہ ادہر تو پیغمبر خدا نے انتقال فرمایا ادھر صحابہ خصوصاً سب سے بوجہ بحکم حضرت ابوبکر و عمر شرکت تجہیز و تکفین پیغمبرؐ کو ترک کرکے واسطے طے کرنے امر خلافت کے موقع انعقاد خلافت (سقیفہ بنی ساعدہ) پر چلے گئے اور وہاں صحابہ میں تخالف و تشاجر ہوا ایک کہتا تھا کہ میں امیر ہوں گا دوسرا کہتا تھا کہ میں امیر ہونگا کوئی کہتا تھا منا امیر و منکم امیر کوئی کہتا تھا نحن الامراء و انتم الوزراء کچھ لوگ کہتے تھے کہ انصار مستحق خلافت ہیں اور ایک گروہ کہتا تھا کہ ہم مستحق تر ہیں کہ ہم مہاجرین و قریش سے ہیں ہائے افسوس صحابہ و انصار کا یہ حال اور نعش مطہر جناب خاتم النبیین و

جنازہ رسول کو صحابہ کا چھوڑ دینا اور جنازہ و نماز میں شرکت نکرنا

المرسلین بے غسل وکفن چھوڑ دے جائیں اُس کی تجہیز وتکفین کی کسی کو بھی پروا ہو نہ کوئی شریک دفن ہو ابھی ذریت واہلبیت اُسی رسول کریم کی ماتم وسوگواری میں تھے کہ دفعتاً بیعت طلبی کا ڈنکا بجایا گیا اور بضعہ رسولؐ و ذریت بتول کے غم کو مضاعف کر دیا چنانچہ یہ سب حالات کسیقدر ابتدائی کتاب ملل ونحل میں بھی موجود ہیں جو کتب معتبرہ اہل سنت سے ہے باوجود ان حالات کے صحابہ پر دنیا طلبی کا الزام اہلسنت قایم نکریں اور ذریت رسولؐ پر جو غاصب سے اپنے حق کی طالب ہوئی انپر دنیا طلبی کا الزام لگائیں عجب انصاف وایمان ہے منشی صاحب میں آپ کی دینداری کی یہاں اتنی تو ضرور مدح کروں گا کہ عبارت فارسی میں صرف لفظ چون شب ہے مگر اُسکا ترجمہ آپ نے بکمال دینداری یہ کیا کہ (اسی شب) یعنی تکفین وتجہیز جنازہ مطہرہ حضرت رسول اکرمؐ کے بعد اسی شب کو جناب فاطمہؑ وجناب امیرؑ انصار کے گھروں پر گئے مرد میدان اور مسلمان تو ہیں آپ کو جب ہی سمجھوں گا جبکہ آپ اس کو یعنی (اسی شب کو) جانا ثابت کر دیں واذلیس فلیس باقی اور آپنے اس فقرہ میں کیا جدت پیدا کی یہ تو آپ کے شاہ جی ولی اللہ صاحب بھی اپنی قرۃ العینین میں بصفحہ ۱۹۱ فرما چکے ہیں اور اسکا جواب بھی ہو چکا ہے دیکھو تشئید المطاعن وتشفی خوارج وہ لکھتے ہیں باید دانست کہ حضرت مرتضیٰ لامحالہ نصیب اوفی داشت از زہد واعراز ہدوسے بسیار صحیح شد ورجحان او بر بسیاری از صحابہ نیز متحقق ست اما بہ نسبت شیخین محل تامل ہست زیرا کہ بے رغبتی بہ دنیا اعظم آن بے رغبتی ست در خلافت وایں معنی در صدیق وفاروق بوجہ اتم ظاہر شد قال ابوبکر واللہ ما طلبتها فی لیل ونہار بخلاف حضرت مرتضیٰ کہ سعیہا در طلب انعقاد خلافت واستمرار آن بکار برد واگر بغور سخن فرو روند بگویند کہ ایں اقامۃ لامر اللہ بود پس ہم چنین قیام حضرت شیخین بخلافت لامر اللہ بود وعدم سعی ایشان وسعی حضرت مرتضیٰ فارق بین شود وسعد ابن ابی وقاص گواہے داد باکملیت حضرت فاروق در زہد رواہ ابن ابی شیبہ) ماشاء اللہ

شاہجی صاحب نے تحریر مذکور میں انصاف کو خوب کام فرمایا سچ تو یہ ہے کہ تعصب بُری
بلا ہے خدا اُسکا ناس کرے جہاں اس کا قدم آیا اور انصاف لمبا ہوا - ایسا عالم زبردست
جسکو آیتہ اللہ کا خطاب ملا ہوا ہے اُس کی یہ تحریر ہے کہ جناب امیرؑ زہد اور بے رغبتی
دنیا میں حصہ کامل پر فائض تھے اور نیز اُن کے زہد اور ترک دنیا میں سچی سچی حدیثیں
وارد ہیں اور نیز بہت سے صحابہ سے اُن کا افضل و راجح ہونا ثابت و متحقق ہے - افسوس
باوجود اس اقرار کے پھر یہ معلوم نہیں کہ شاہ جی صاحب کو وہ کون سی سچی حدیثیں
ملیں جن کی وجہ سے جناب امیرؑ کے زہد میں بمقابلہ شیخین کے تامل فرمایا کاش کسی ایک
حدیث کا ہی کتب شیعہ سے حوالہ دیتے سبحان اللہ یہ تو وہی مثل ہے کہ چور صاحب نے کسی
بیچارے غریب کی گٹھری کاٹ لی گھر میں خزانہ رکھکر باطمینان تمام کنتے کھٹ کھٹا رہے
ہیں اور جسکا مال چوری گیا وہ بیچارہ فکر و تردد میں تک و دو کرتا پھرتا ہی چور صاحب
ہیں کہ اُسپر تمسخر کرتے ہیں حریص و طامع دنیا دار بنا رہے ہیں اُسکے ہم پیالہ و ہم نوالہ
چھٹے کے لوگ بقول شخصے چور کے بھائی گٹھ کٹے ہاں میں ہاں ملانے کو تیار ہیں ذرا
سچ فرمائے شیخین سے بھی بڑھ کر کوئی دنیا دار و حریص ہوگا جنھوں نے رسول کریم
اشرف المرسلین و خاتم النبیین کے جنازہ کو بے غسل و کفن چھوڑ کر سقیفہ بنی ساعدہ
میں خلافت لینے کے لئے پنچایت کی اور وہاں دھینگا مشتی اور سخت کلامی جو آپس میں
واقع ہوئی وہ ظاہر ہے آخرالامر مسند رسولؐ کو دبا ہی بیٹھے خلیفہ رسولؐ بنکر سب سے بیعت
لینے کا ڈنکا بجا دیا - بجائے دل داری رسول اللہ کی بیٹی کا گھر جلانے پر مستعد ہوگئے
داماد رسولؐ برادر رسولؐ کو اس جرم پر کہ خوشی سے ہماری خلافت کا قائل نہیں ہوتا
جشن سلطنت میں ہمارے شریک حال نہیں ہوتا رسولؐ اللہ کا سوگ لیکر بیٹھا ہے
ہماری بیعت نہیں کرتا قتل کرنے کا حکم دیدیا جیسا کہ خالد کا قصہ مشہور ہے ارے یاد اسلام
فرضی مسلمانوں کے حال پر ملال پر آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر آٹھ آٹھ آنسو رو رہا ہی افسوس تم

اور تمھارے بزرگوں کے نزدیک رسول اللہ کا مرتبہ حضرت رشید گنگوہی کی بھی برابر نہ تھا
دیکھو رسول اللہ کے جنازے پر بجز دو چار گھر والوں کے خلافت مآبوں اور ان کے یاران جلسہ
میں سے ایک بھی آگر نہ پھرانہ کوئی غسل وکفن میں شریک ہوا نہ کسی نے نماز جنازہ و شائعت میں
ساتھ دیا نہ کسیکو ہیلہ بھر غم والم ہوا نہ کسی کا کلیجہ صدمہ سے پاش پاش ہوا نہ اصحاب وغیرہ
یار غار میں سے کسی نے اولاد رسول کی دلداری و رسم پرسہ ادا کیا میاں رنج وغم و رسم تعزیت
تو بالائے طاق بلکہ یہ انتقال رسول موجب خوشی و خورمی ہوا اس لئے کہ حلوہ ماندہ کا کام چلا
حضرت رشید گنگوہی کا جنازہ کا تو ذرا کروفر ملاحظہ ہو جسکو محمد اسحاق انبہٹوی انصاری
ریاست الور سے دبدبہ اخبار مورخہ ۱۲- اگست ۱۹۰۵ء میں تحریر فرماتے ہیں اللہ اللہ کیا
بزرگ تھے اور کیا شان تھی یوں تو بیماری کے زمانہ میں مخلوق ہر گوشہ ہند سے حضرت سرایا برکت
میں حاضر ہو کر جمع ہونی شروع ہو گئی تھی لیکن انتقال پر ملال کے روز جو ماتم گنگوہ میں برپا
تھا اسکو دیکھ دیکھ کر بے ساختہ آہ نکلتی تھی اور کلیجہ صدمہ سے پاش پاش ہوا جاتا تھا
ہر فرد بشر از خود رفتہ اور ایک عجیب بدحواسی اور محوبت کے عالم میں تھا- نعش کے ساتھ تقریباً
تمام ضلع سہارنپور فریاد کناں موجود تھا اور نماز جنازہ میں ہزارہا آدمی شریک تھے تمام احباب اس
حادثہ جانکاہ میں مولانا علیہ الرحمۃ کے خلف الرشید جناب مولوی مسعود احمد صاحب کے
ساتھ تہ دل سے ہمدردی کرتے ہوئے دست بدعا تھے کہ خداوند کریم مولانائے مرحوم کو اپنے جوار
رحمت میں اور فردوس بریں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان و متوسلین کو صبر جمیل کی توفیق
رفیق نصیب فرمائے الہٰ ہیں باقی ہوس ✿ ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید + ز جام
دہر مئے کل من علیہا فان انتھا کہنا آپکے خلفاء سے بھی کہیں ایسا عمل وفات رسول
کے ظہور میں آیا اگر آیا ہو تو نشان دو ہائے افسوس پھر بھی آپ اُن کی طرفداری میں اندھے
ہوگئے اور ادنیٰ ادنیٰ امر کا یقین کر رہے ہیں- حضرت ابوبکر نے کہدیا کہ میں نے

کبھی خلافت نہ چاہی آپنے سنکر آمنا وصدقنا کہکر مان لیا یہ نہ پوچھا کہ پرایا حق دبا بیٹھے یہ حقانیت اگل رہے ہیں سعد ابن ابی وقاص نے گواہی دیدی کہ حضرت عمر بڑے زاہد تھے آپ ایمان لے آئے یہ نہیں دیکھا کہ حضرت عمر وہی تو ہیں جنہوں نے جنازہ رسول کو چھوڑکر دنیا طلبی میں ایسے غرق آب ہوئے کہ حضرت ابوبکر کو سقیفہ میں لے گئے اور نام نہادی طور پر (جیسا کہ خطبہ میں خود فرمایا) دو برسی خلافت کراکے اپنے واسطے وصیت نامہ لکھوا کر خود خلیفہ بن بیٹھے اب اپنی دفعہ کو نہ اجماع کی ضرورت رہی نہ شورے کی اور مرتے وقت سیرت شیخین پر عمل کرنے کا وہ پھندا لگایا کہ حضرت علی پھر بھی محروم رہے۔ اگر شاہجی صاحب کو بمقابلہ شیخین زہد حضرت علی میں تامل ہے تو حضرت عثمان کے مقابلہ میں تو تامل نہیں ہے پھر انپر دنیا طلبی کا الزام کیوں نہ لگایا جائے جنھوں نے ناجائز جدید شرط سیرت شیخین پر عمل کرنے کے قبول کرکے جھٹ خلیفہ بن بیٹھے بیت المال کا مال جیسا کہ انھوں نے ہڑپ کیا اور اپنے رشتہ داروں کو چٹ کرایا وہ سیر کنندۂ کتب تواریخ پر مخفی نہیں ہے اگر معاذاللہ جناب امیر علیہ السلام کو دنیا طلبی لاحق ہوتی تو بسیرت شیخین پر عمل کرنے کی شرط قبول کرکے خلیفہ ہو جاتے مگر اس جناب نے نہ چاہا بلکہ اس کے جواب میں فرمایا کہ میں صرف قرآن اور سنت رسول اور اپنے مبلغ علم سے عمل کرنے پر خلافت کو قبول کرسکتا ہوں اسپر مجلس شورے نے ان کا خلیفہ ہونا منظور نہ کیا۔ علاوہ اس کے شاہجی صاحب کو اقامۃ لامر اللہ کی اور عدم سعی اور سعی کے فرق کی بھی خوب سوجھی۔ بھلا اگر مسجد میں سے امام برحق کو نکال کر ایک جاہل کافر کہے کہ تم سے اچھا انتظام مسجد کا ہم کریں گے اور وہ مظلوم رفعہ قبضہ ظالم کی کوشش وسعی کرے تو کیا شاہ صاحب غاصب کے قبضہ اور اس امام مظلوم کو کوشش کے بارہ میں یہی فرمائیں گے کہ مقصد دونوں کا اقامۃ لامر اللہ ہے فرق عدم سعی اور سعی کا ہے واے اس انصاف پر جس کی رو سے ایسے قبضہ ظالمانہ وجابرانہ کو عدم سعی کہا جائے اور واقعات سقیفہ اور مابعد سقیفہ سے

شاہ صاحب کی مجبوری

جن میں کیسے کیسے ناجائز طریقوں سے کام لیا گیا یوں کورانہ طور پر اغماض کیا جائے پس آپ کے اس فقرہ کا جواب ہم اس سے زیادہ اور کیا دے سکتے ہیں جو ہمارے آقا اور مولا امیر المومنین علی ابن ابیطالب نے انصار کو دیا ہے جبکہ انصار نے رو بروئے خلیفہ رسولؐ یہ کہا تھا کہ اب تو ہم اس شخص (حضرت ابوبکر) کی بیعت کر چکے اگر آپ ابوبکر کی بیعت سے پیشتر آتے تو ہم ہرگز آپ سے عدول نہ کرتے حضرت علی مرتضیٰ روحی لہ الفدا نے اس کا جواب دیا کیا میں رسول اللہ کو بے گور و کفن چھوڑ دیتا اور حکومت و سلطنت کے لئے لڑتا پھرتا اس کلام کی تائید جناب سیدہ نے فرمائی کہ جو کچھ ابوالحسن نے کیا اُنکو وہی لایق تھا اور جو کچھ دوسروں نے کیا اسکا خدا اُن سے مطالبہ و محاسبہ کرے گا اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے کوئی قوم ایسی نہیں دیکھی کہ جنازہ رسولؐ خدا کا تو ہمارے آگے چھوڑ دیا اور بدون ہماری مصلحت کے خلافت کی لوٹ پر متوجہ ہو گئے۔ فردائے قیامت بادشاہ احکم الحاکمین کے دربار میں جب حاضر ہوگے اور کرسی زرنگار پر وہ حبیب کبریا جلوہ افروز ہوں گے انشاءاللہ اس لوٹ مار کا نتیجہ اُسوقت پورا پورا ثلاثہ اور پیروان ثلاثہ معلوم کر لیں گے جسوقت وہ جناب دریافت کریں گے کہ کیوں تم پر ایسی دنیا طلبی نے غلبہ کیا کہ میرے جنازہ کو بھی چھوڑ دیا میرے دفن و کفن کی جانب بھی متوجہ نہ ہوئے ادنیٰ مومن کی تجہیز و تکفین و دفن کی شرکت کی ثواب سے تو میں نے تمکو آگاہ کیا تھا کیا میں تمہارے نزدیک مومن بھی نہ تھا جو میرے دفن و کفن کی شرکت کو تم نے بے سود و فضول سمجھا کیا تم مجکو پیغمبر حق نہ سمجھتے تھے کیا تمکو میری رسالت اور اقوال میں شک رہا تھا کیا میں نے تمکو نہ بتلایا تھا کہ مریض اگر وصیت کرے تو اُس کی وصیت پر عمل کرنا واجب و لازم ہے پھر کیا میں نے تمکو وصیت نہ کی تھی اچھا اگر تمہارے بنیاد اعتقاد کی بنا پر میں نے وصیت نہیں کی اور میں سچا نہیں ہوں تو جاؤ اپنے شیخ الاسلام وغیرہ علماء کو پکڑ کر لاؤ میں اُن سے ابھی دریافت کرتا ہوں کہ اگر میں نے وصیت نہیں کی تو یہ حدیث تم نے صواعق محرقہ کے نویں باب فصل ۲

ص ۱۱۱ پر میری جانب ... منسوب کر کے کہاں سے نقل کی وفی روایۃ انہ قال فی مرض موتہ
ایھا الناس یوشک ان اقبض سریعا فینطلق بی وقد قدمت الیکم القول معذرۃ
الیکم الا انی مخلف فیکم کتاب ربی عز وجل وعترتی اھلبیتی ثم اخذ بید
علی فرفعہا فقال ھذا علی مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض
فاسئلہما ما خلفت فیہما ترجمہ یعنی فرمایا رسولؐ نے اپنے مرض الموت میں کہ اے لوگو قریب
ہے کہ میں جلد مر جاؤں اِسکے قبل بھی میں نے تم لوگوں سے کہا تھا اب پھر کہتا ہوں تاکہ تم لوگوں کا
عذر کچھ نہ رہے۔ آگاہ ہو کہ میں تم لوگوں میں قرآن کتاب خدا اور اپنی اولاد یعنی اہلبیت چھوڑتا

وصیت رسولؐ درباره خلافت علیؑ

ہوں پھر ہاتھ علیؑ کا پکڑ کے بلند کیا اور کہا کہ یہ علیؑ ساتھ قرآن کے اور قرآن اس کے ساتھ
ہے ان دونوں میں جدائی نہوگی یہانتک کہ یہ دو تو میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں پس
میں وہاں اِن کے بارہ میں تم لوگوں سے دریافت کروں گا کہ بعد میرے ان دونوں سے تم لوگوں
نے کیا سلوک کیا اور برتاؤ کیا علی ہذا القیاس مشکوٰۃ کے صفحہ ۵۶۹ پر یہ حدیث ہے عن زید
بن ارقم قال قال رسول اللہ انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہ لن تضلوا بعدی
احدھما اعظم من الاخر کتاب اللہ حبل ممدود من السماء الی الارض وعترتی
اھلبیتی ولم یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیہما (رواہ الترمذی)
ترجمہ زید بن ارقم سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہؐ نے بتحقیق کہ میں چھوڑنیوالا ہوں تم
لوگوں میں جب تک تملوگ اُس سے تمسک کروگے ہرگز گمراہ نہوگے ایک اُن میں دوسرے سے
بزرگ ہے وہ کتاب خدائے غالب و بزرگ کی کہ گویا آسمان و زمین کے بیچ میں ایک رسّی کھنچی ہوئی ہے
دوسرے میری عترت و اہلبیت یہ دو تو ہرگز جدا نہوں گے یہانتک کہ وارد ہوں میرے
پاس حوض پر۔ پس دیکھو کیونکر تم لوگ بعد میرے سلوک کرتے ہو۔ ان دونوں سے
(روایت کیا ہے اسکو ترمذی نے) ایضاً صواعق محرقہ کے باب ۹ فصل ۳ ص ۱۱۱ پر منقول ہے قال
ابو ھریرۃ قال قال عمر ابن الخطاب علی اقضانا ترجمہ کہا ابوہریرہ نے کہ عمر نے کہا ہے ہم لوگوں

ہیں عالم تر بن علم قضا وفیصلہ کے علی ہیں وعن ابن مسعود قال اقضے اہل المدینۃ
علی ابن مسعود کہتے ہیں کہ عالمتر بین علم قضا وفیصلہ کے اہل مدینہ میں علیؑ تھے وعن سعید بن المسیب
قال عمر بن الخطاب یتعوذ باللہ من معضلۃ لیس لھا ابو الحسن یعنی علیا واخرج عنہ قال
لم یکن احد من الصحابۃ یقول سلونی الا علیؑ یعنی سعید ابن مسیب روایت کرتا ہے کہ عمر
نے کہا خدا سے پناہ مانگی جاتی ہے اس مشکل سے کہ جس کی حل کرنے کے لئے ابو الحسن یعنی
علی ہنوں اور پھر مسیب نے عمر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ سوائے علیؑ کے کوی شخص صحابہ
میں ایسا نہ تھا کہ لوگوں سے یہ کہتا ہو کہ مجھ سے جو چاہو پوچھو وعن ابن مسعود قال
افرض اھل المدینۃ واقضاھا علی وذکر عند عایشۃ فقالت انہ اعلم من بقے
بالسنۃ یعنی ابن مسعود نے کہا کہ عالمتر بین علم فرائض وعلم قضا کے اہل مدینہ میں علی ہیں
عائشہ کے سامنے علیؑ کا ذکر کیا گیا تو وہ بولیں تحقیق کہ علی عالم تر بن علم حدیث کے ہیں
باقیماندگان میں دیکھو پہلے حدیثوں سے بخوبی ثابت ہوا کہ معیت اور اتحاد حضرت علیؑ کو
قرآن سے تا قیامت ضروری ہے اور ان دونوں میں جدا ہی نہو گی اور بعد رسول اللہ کے
جو ان دونوں سے تمسک کرے گا وہ گمراہ تا ورود حوض کوثر نہو گا اور معیت قرآن اور
اتحاد قرآن با علی اسکے یہ معنی ہیں کہ قرآن ہر وقت علیؑ کے پاس رہے گا بلکہ اس کے معنی وہی
ہیں جو ہم نے سابق میں عمدہ طور پر ثابت کئے کہ علم قرآن علیؑ کے ساتھ تا قیامت رہیگا
ایسا ہی تمسک قرآن اور اہلبیت کے نسبت پیغمبر خدا نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر ان دونوں سے
تمسک کروگے تو تا ورود حوض کوثر گمراہ نہو گے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ تمسک کے معنی لغوی
چنگل مارنے کے ہیں پس چنگل مارنے سے یہ مراد نہیں کہ حضرت علیؑ کو یا ان کی اولاد کو قرآن
شریف کو پنجوں سے پکڑے رہو بلکہ اتباع اور پیروی اور حاصل کرنا معارف حقہ اور مسائل
دینیہ شرعیہ مراد ہے اور حضرت عمر و بی بی عایشہ و دیگر صحابہ کے اقرار سے بخوبی ثابت
ہوا کہ حضرت علی اعلم یعنی دانا تر بن علم حدیث کے تھے اور امور مشکلہ میں خود حضرت عمر ان کو

معیت قرآن و علیؑ کے معنی

انکو یاد کیا کرتے تھے پس حضرت علی میں ہر صفت کی قابلیت اور اس قابلیت کی
پسندیدگی کا اندازہ خود حضرت عمر کے بے ساختہ اور دلی الفاظ شکریہ لولا علی لھلک عمر سے
ہو سکتا ہے جو ستر اور دو بہتر مرتبہ انھوں نے مجمع عام میں علی مرتضیٰ کی نسبت فرماتے ہیں
تو ملکہ اوس دربار احکم الحاکمین میں جناب رسولخدا جب ان علمار کی احادیث پیش کر کے پورے
طور پر اتمام حجت فرمائیں گے تو میری سمجھ نہیں آتا کہ یہ حضرات متقربین اور پیروان کے
جواب کیا دیں گے خیال میں یہ آتا ہے کہ یہی جواب دیں گے یا حضرت صحیح مسلم میں جس طرح حضور
کا ارشاد نقل کیا گیا ہے وہ سچا اور درست ہوا حضور تو خود ہی ارشاد فرما گئے تھے کہ مجکو
صحابہ کے کفر کا خیال نہیں ہے بلکہ یہ خیال ہے کہ بعد میرے ان پر دنیا وسیع ہوگی اور
یہ طالب دنیا اپنے ایڑیوں پر پھر جائیں گے سوائے جناب بیشک دنیا ہم پر وسیع
ہوئی اور اسکے جمال بے مثال پر ہم فریفتہ ہو کر ایسے از خود رفتہ ہوئے کہ ہمکو اتنا تو معلوم
ہوا کہ حضور نے دار دنیا سے رحلت فرمائی مگر ہم دنیا طلبی میں ایسے اندھے تھے کہ ہمکو
آپ کے دفن و کفن کی مطلق خبر نہ ہی شرکت تو کجا اور اے جناب ہمنے انتظام ملکی و سلطنت
کو آپ کے دفن و کفن بلکہ جملہ امور پر اہم اور مقدم سمجھا اور اے جناب اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ ہم نے
نہ آپ کی اہلبیت کا اتباع کیا نہ قرآن کا اور اے جناب چونکہ علی کے سامنے ہمارا چراغ
نہ جل سکتا تھا اسوجہ سے ہمنے علی کی مخالفت کی اور ایسی ایسی مکر کی جال پھیلائی کہ سب
لوگوں کو اپنی طرف گھیر لیا بلکہ اُن کو اپنی پیروی اور اتباع پر مجبور کیا آخر نوبت یہ
پہنچی کہ ہم نے سلطنت میں اپنے اپنے حصہ لڑ لئے اور آپس میں عہد و پیمان کر لیا کہ ایک دل
ہو کر علی کی مخالفت پر تلے رہو ۔ گو کہ ان احادیث کی بناپر علی بیشک حق پر تھے اور اسی
بناپر انھوں نے کوشش اپنے حق میں بیحد کی اور ایک ایک انصار سے طالب مدد ہوئے
اور اس امر میں آپ کی دختر نیک اختر بھی ان کی شریک حال رہیں اور ہر طرح سے ہم پر انھوں
نے اتمام حجت فرمایا مگر یہ ہمارے اُسی دام فریب کا ادنی کرشمہ تھا کہ ہمارے ہوا خواہوں

پیشی رسول میں اسکے سوا اور کیا خلفا جواب دے سکتے ہیں

نے بغرض فریب دہی عوام ازراہ طعن اسبات کا اعلان کردیا کہ دیکھو فوراً بعد تکفین و
تجہیز جنازہ مطہرۂ رسولؐ اکرم کے جناب امیرؑ کو دنیا طلبی لاحق ہوئی کہ اُسی شب حضرت
امام و خلیفہ بلافصل نے حضرت معصومہ سیدۃ النساء مورد آیۂ تطہیر کو دراز گوش پر سوار کیا او
حضرت حسنینؑ کا ہاتھ پکڑکر در بدر انصار و مہاجرین کے واسطے امداد خلافت و امامت اپنی کے
سہ شبانہ روز پھرے اور آیہ تطہیر کا مطلق پاس و لحاظ نکیا غرض اے جناب جب ہم نے اس
طرح کی چالوں سے اپنا مطلب ادا کیا تو کسی نے علیؑ اور آپ کی دختر کا ساتھ ندیا آخرالامر وہ
بے یار و مددگار ہوکر خاموش گھر میں بیٹھ رہے اور آپ کی دختر جناب فاطمہؑ بھی مجبور ہوگئیں
پس اب ہم گنہگار آپکے روبرو حاضر ہیں آپ مالک ہیں جو چاہئے ہمارے باب میں حکم دیجئے
واقعی امر یہ ہے کہ یا حضرت ہم ہر طرح پر آپکے خطاوار ہیں - بالفرض بدوں حق اگر ہم
آپکے دختر نیک اختر کی خواہش کے موافق جس شے کی وہ طالب تھیں اگر دیدیتے تو یہ
بھی عمدہ اور مستحسن امر تھا مگر طمع دنیاوی اور غلبہ نفسانی سے ہم ایسے مجبور تھے کہ یہ ادنی
امر بھی ہم سے ہو سکا پس جب اس طرح کا اقرار ہوگا تو دیکھئے کہ رسولؐ کریم ان لوگوں
کے باب میں کیا کرتے ہیں آیا شفاعت فرماتے ہیں یا نہ ؎

اترجو امۃ قتلت حسینا + شفاعۃ جدہ یوم الحساب

فائدہ ضروریہ امام حسینؑ کا اپنے اہلبیت کو ہمراہ کربلا میں لانا اور اسکی مصلحت

دیکھو اور پھر غور سے دیکھو اکثر دشمنان اہلبیت معترض ہوتے ہیں کہ امام حسینؑ فرزند
رسول الثقلین کو یہ کیا سوجھی تھی کہ ایسے خطرناک سفر کربلا میں اپنے اہلحرم اور بچوں کو
بھی اپنے ہمراہ رکھا جس کی نسبت اقربا اور عزیز خانوادہ سب باصرار منع کرتے رہے اور امام
حسینؑ نے کسی کی نہ مانی یہ اعتراض کرنے والے دل کے اندھے نہیں جانتے کہ فعل امام
کہ نائب رسولؐ امام ہے مصلحت و حکمت سے خالی نہیں ہوتا وہ جگر بند رسولؐ و نواسۂ رسولؐ
تھے آغوش رسولؐ اور کنار رسولؐ میں انھوں نے پرورش پائی تھی علم و آداب اُن کو
خدمت رسولؐ سے حاصل ہوا تھا ان کی اس امر عجیب یعنی اپنے اہلبیت اطہار کے ہمراہ

لے جانے میں بڑے بڑے اسباب قوی اور رازہائے مخفی تھے - علاوہ اُن اسباب کے جنکو
کتب مقاتل میں ذکر کیا ہے ایک بہت اعلی درجہ کا راز اور سبب قوی یہی تھا کہ جو شبہ آدمیوں
کے دلوں میں پڑا تھا اور پڑ سکتا ہے کہ جناب فاطمہ دختر رسولؐ مقتول ہیں بھلا کوئی
مسلمان ظلم کر سکتا ہے وہ شبہ اب رسولؐ کی نواسیوں پر ظلم ہونے سے تا قیام قیامت
اُٹھ گیا اس لئے کہ اگر کسی شخص کو تامل ہو اور اُسکو بہت بڑا یہ امر معلوم ہو کہ باوجودیکہ
اصحاب رسولؐ و جاں نثار رسولؐ بھی موجود تھے کیونکر ان کی دختر پر ظلم و ستم کوئی کر سکتا تھا
کیا صحابہ کو غیرت و حمیت ذرا بھی نہ تھی پھر جبکہ اہل بیت رسول و نواسیان رسول جناب زینب
و ام کلثوم دربدر پھرائی گئیں اور صحابہ رسول زندہ موجود ہوں جن میں ایسے ایسے جاں
نثار جیسے انس بن مالک کہ خاص ابن زیاد کی دربار میں موجود تھے اور برا ابن عازب
جنکو خود جناب امیرؑ نے کہدیا تھا کہ تم حسینؑ کی نصرت نکروگے اور ابو سعید خدری اور جابر
ابن عتیک جنکا شمار اصحاب بدر میں ہے اور ابو طفیل عامر ابن واثلہ اور ایسے ہی قریب انکے سو
کے ہیں جن کی تعریف اور مدح و ثنا سے کتب اہل سنت میں دفتر کے دفتر سیاہ ہو رہے ہیں
انہیں سے کسی ایک صحابی کی نسبت بھی سُنا ہے یا لکھا دیکھا ہے کہ اُسنے ابن زیاد بدنہاد
یا یزید پلید کو زبان ہی سے منع کیا ہوتا کہ ذریت رسولؐ و اہلبیت رسولؐ ہیں انکو قید
نکرو - دربدر نہ پھراؤ اور کیا کسی ایک صحابی نے ہی اپنی جان خواہ اپنا مال خواہ
آبرو فدا کردی ہو اپنے نبی کی آبرو بچانے میں اور کیا کسی مسلمان کو کوفہ میں سوائے
عبد اللہ ابن عفیف کے خواہ دمشق میں اپنے نبیؐ کی حرمت بچانے پر جوش غیرت ہوا تھا
جیسے چند انگریزوں وغیرہ کو جوش آیا اور اہل حرم کی ذلت نہ دیکھ سکے اور مسلمان ہو کر
درجہ شہادت پر فائز ہوئے ؎

ہزار حیف مسلمان کیوں ہوئے تھے یہ لوگ　　جنھوں نے نام بھی اسلام کا خراب کیا
پھر جب مسلمانوں نے دختران فاطمہ جناب زینب و ام کلثوم کے ساتھ ایسی ایسی بے ادبی

فرزند رسول امام حسینؑ نے کربلا میں اپنے اہلبیتؑ کو اپنے ہمراہ لا کر عوام مخالفین کے خیالات واہی تا قیامت دفع فرمائے

اور اسقدر شدید ظلم وستم کئے اور کسی صحابی کو غیرت اسلام اور حمایت پر جوش نہ آیا پھر کیا بعید ہے کہ یہی صحابہ یا قتل انکے دیگر صحابہ اُن ظلموں کو بھی دیکھتے رہے ہوں جو کہ جناب سیدہ پر گذرے ہیں اور اسیطرح چپ بیٹھے رہتے ہوں اس لئے کہ ایذادہی اور پردہ داری میں تو نبی کی دختر اور نواسیاں دونو برابر ہیں پس نواسئہ رسولؐ حجت اللہ امام حسینؑ نے اہلحرم کو کربلا میں اپنے ساتھ لاکر تا قیام قیامت اس وسوسہ کو باطل کردیا جو آدمیوں کے دلوں میں پیدا ہو سکتا ہے کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہو کہ نبیؐ کی دختر اور نواسیوں کو کوئی ایذا پہنچائے یا کوئی ان کی نسبت گستاخی کرے اور اصحاب جان نثار وفادار رسولؐ کے زندہ موجود ہوں اور اپنی جان فدا نکریں اسی پہنارے کے تلاطم میں تو میرزا حیرت ایڈیٹر اخبار کرزن گزٹ پھنس کر طوفان ہلاکت کے بھنور میں ڈبکیاں کھا رہا ہے۔ پس اے صاحبان انصاف یہی تو وجہ تھی کہ جناب امیرؑ نے بھی اسوقت ایک ایک انصار و اصحاب کے روبرو اتمام حجت فرمائے اور سبکو اتباع حق کی طرف دعوت کرکے اپنے حق کو مکرر سہ کرر اُن لوگو نپر ظاہر کیا کہ مبادا کسیکو عذر کا موقع نرہے تاہم اسپر بھی لوگوں نے کہدیا کہ آپ پہلے سے آتے تو ہم اس شخص (ابوبکر) کی بیعت نکرتے بالآخر جب حضرتؑ نے دیکھا کہ لوگ طالب دنیا ہو کر اُسکی طرف مائل ہوگئے نہ کسیکو خوف خدا و رسول ہے اور نہ کسیکو پاس اپنے اقرار وقول خم غدیر رہے تب ناچار بجز صبر کے کوئی چارہ نہ سمجھا اسلئے کہ اگر اسوقت حملہ کرتے اور اُن باغیوں سے جنگ وجدال فرماتے تو ظاہر ہے کہ اسوقت تک اسلام نے اپنی پورے طور پہ جڑ قایم نہ کی تھی رگ وریشہ اُسکے پھیلنے نہیں پائے تھے فوراً بیخ و بُن سے اکھڑ بنیست ونابود ہوجاتا خود علی مرتضیٰؑ نے اپنے خطبہ شقشقیہ میں فرمایا ہے کہ میں سوچ رہا کہ اندھوں کی اندھا دھند کارروائیوں پر اپنے دست بریدہ یعنی بے ناصر و مددگار سے حملہ کروں۔ یا انکو انکی حالت پہ چھوڑ دوں بالآخر میری یہ رائے قرار پائی کہ میں صبر کروں۔ علاوہ اسکے ان لوگوں پر حملہ نکرنے کے وجوہ دوسرے خطبوں میں بھی فرمائے ہیں کہ اسلام تازہ ہے باہم جنگ ہونے سے تباہ ہو جائے گا اور اُن پہ حملہ کرنا محض لطمع خلافت سمجھا

جائیگا اگر کسی حق کے حاصل ہونیمیں دیر ہو تو اُس سے بطلانِ حق لازم نہیں آتا ماسوائے ازیں متعدد اشارات سے رسول مقبول کے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت نے بھی علی مرتضیٰ کو وصیت صبر ہی کی فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ یا علی بعد میرے تمکو نہایت ناگوار مصائب پیش آئینگے مگر تم صبر کرنا دل تنگ نہونا۔ اگر اور لوگ دنیا کو اختیار کریں تو تم آخرت کو اختیار کرنا اور یہ بھی فرمایا تھا کہ میں کعبہ کو قریش کے قریب بعہد جاہلیت ہونے کی وجہ سے اصلی بناد ابراہیمی پر قایم نہیں کرسکا ہوں جسکا مقصود یہ تھا کہ ایسا کرنے سے اندیشہ ہے کہ قریش اپنی حالت سابق پر عود نکر جائیں جسمیں علی مرتضیٰ کے لئے یہ ہدایت کافی تھی کہ تمھارے اِن ناگوار مصائب پر صبر نکرنے اور حملہ کرنے سے بھی وہی اندیشہ ہے کہ وہ لوگ حالت اولی پر عود کر جائیں اور مذہب اسلام اور سلطنت مسلمانوں کی تباہ و برباد ہو جائے جیسا کہ خود علی مرتضیٰ نے اپنی متعدد ارشادات میں ان اُمور کی توضیح فرمائی ہے (دیکھو نہج البلاغۃ) پس جو لوگ علی مرتضیٰ کے صبر کرنے اور جنگ جدل نکرنے کو خلاف حق سمجھتے۔ یا بر فق ورزی اس جناب کے مکرر سہ کر امام محبت فرماتے اور اپنے حق کے طالب ہونیکو عاجزی اور دنیا طلبی سے تعبیر کرتے ہیں بلاشک وہ قول رسول کے تکذیب کنندہ خارج انداےرہ اسلام ہیں مسلمانیت کا اُنپر اطلاق ہرگز نہیں ہوسکتا خصوصًا اگر کوئی منکر اسلام ان پیروان خلفائے ثلثہ سے جو کہ جناب علی مرتضیٰ پر دنیا طلبی کا الزام لگا رہے ہیں الزامًا یہ کہے کہ بانی اسلام محمد رسول اللہ ہی بڑے دنیا دار شخص تھے کہ جنھوں نے رسول اللہ اپنا لقب ڈال کر صدہا لڑائیاں کیں اور ہزارہا بندگان خدا کے خون کرائے اور بطمع دنیاوی اُن کی ریاستیں و امارتیں جنگ کے زور سے قبضا لیں اور اُن کے مال و اسباب وغیرہ کو بخوف و خطر لوٹا لٹایا نہیں معلوم کہ یہ حضرات اہل سنت اسکا کیا جواب دے سکتے ہیں افسوس جناب علی مرتضیٰ کو خلیفہ چہارم بھی مانا اور پھر بھی اپنی خباثت نفس سے باز نہیں آئے آخر الامر اُن پر دنیا طلبی کا الزام لگا کر منکرین اسلام سے بانی اسلام پر بھی الزام کرا بیٹھے اور جواب سے چرا چپا۔

قولہ فقرہ دوم تمام انصار و مہاجرین بارہ ہزار تھے یا بیس ہزار سب کے سب عذ اللہ مکار ہو گئے

خواہ اُن کی غداری اور مکاری عدم یاری و یاوری امداد خلافت کی ہو خواہ اسلام سے ارتداد ہو۔ بعض روایت سے جناب ملا محمد باقر مجلسی صاحب یہ یقین کرتے ہیں کہ جملہ چوالیس کس یا چوبیس شخص نے اقرار یاری و یاوری و مددگاری جناب امیرؑ کا شب کو کیا اور صبح کو ندارد مگر چار کس نے جسمیں بعض روایت سے اختلاف ہے کہ عمار بن یاسر ہیں یا زبیر تب یہ صورت پیش آئی تو جناب امیر علی مرتضیٰ شیر خدا نے ناچار گوشہ نشینی اختیار کی اور جو شخص جانب ابوبکر سے واسطے بیعت کرنے ابوبکر کے حضرت کو بلانے آیا تھا یہ کہا گیا کہ قرآن شریف جمع کرتا ہوں اور صرف برائے ادائے نماز چادر سر پر ڈالتا ہوں ورنہ برہنہ سر اجتماع قرآن میں مشغول ہوں بیعت کرنا یا تابع ہونا کسی شخص کا دنیوی کام ہے

اقول میں کہتا ہوں کہ اس فقرے سے آپکا کیا مطلب ہے - پہلا فقرہ اول کا مفہوم تو آپ نے اپنی کج فہمی اور ہٹ دہرمی سے یہ پیدا فرمایا تھا کہ جناب امیرؑ کو دنیا طلبی لاحق حال ہوئی جو طالب خلافت ہوئے اس کے جواب میں تو ہمنے آپ کے فہم اور قلت تدبر کو بیان کرکے واضح کردیا کہ اصلاً دنیا طلبی و طمع نفسانی جناب امیرؑ کو لاحق نہوی تھی - بلکہ صحابہ خصوصاً شیخین کو لاحق ہوئی تھی جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ اس قول و اقرار سے جو بروز خم غدیر صحابہ و شیخین سے عمل میں آیا تھا منحرف ہوگئے اور بخ بخ لک یا علیؑ کہکر منکر و مرتد ہوگئے اور جناب امیرؑ نے کس کی مولائیت کا اقرار کیا تھا جو منکر ہو جاتے اور کس کو بخ بخ کی مبارکباد دی تھی جو طمع دنیادی میں منحرف ہو جاتے بڑے افسوس کی بات ہے کہ بروز خم غدیر جن کے اقرار مولائیت و مبارکباد دینے کو ہمنے سابق میں بخوبی طور پر بحوالہ کتب معتبرہ بیان کیا اور بعد وفات رسولؐ فوراً ہی اُن سے اُنسے برخلاف اُس اقرار کے عمل ظہور میں آیا اُنکو تو بتقاضائے حب الشئی یعمی و یصم دنیا طلبی کا الزام نہ دیا جائے اور مظلوم حقدار کو دنیا طلبی کا الزام لگایا جائے عجب انصاف دہان ہے کیا آپکو جناب امیرؑ کے خلیفہ چہارم ہونے میں بھی شک ہے پھر اس کی کیا وجہ کہ آپ اپنے اصحاب ثلاثہ کے افعال و اقوال میں کسی طرح کی چون و چرا و دم زنی نہیں کرتے بلکہ اسکو مثل وحی

آسمانی تصور فرماتے ہیں۔ اور اپنے خلیفہ چہارم کے اقوال میں شک و شبہہ کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ سلمان علیہ الرحمۃ والغفران جناب امیرؑ کے ارشاد کو نقل کر رہے ہیں پھر کس بنا پر آپ ازراہ تعجب و تجزیہ ارقام فرماتے ہیں کہ بارہ ہزار یا بائیس ہزار انصار مہاجرین تھے کیا سب کے سب ہی جناب امیرؑ سے پھر گئے پس یہ شک و شبہہ تو ایسا ہی ہے کہ جیسا آپکے خلیفہ ثانی حضرت عمر کو دربارہ خلافت رسولؐ رہتا تھا وہ بھی تو آنحضرت کے اقوال میں شک و شبہ کیا کرتے تھے جیسا کہ ہم نے سابق میں اسکو بیان کر دیا ہے اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ آپکو خلیفہ چہارم کی خلافت میں شک ہے جس کی بنا پر اُن کے اقوال میں آپکو شک و شبہہ اور تعجب ہوتا ہے میں جہاں تک خیال کرتا ہوں ایسی حالت میں آپ کسی طرح معتقدین خلفاء اربعہ کی ذیل میں شمار ہونے کے قابل نہیں ہیں۔ بلکہ عجب نہیں کہ اُن کے نزدیک آپ پر مسلمانیت کا بھی اطلاق دشوار ہو اس لئے کہ سید علی ہمدانی بہت بڑے زبردست پایہ کے عالم علماء اہل سنت سے گذرے ہیں وہ اپنی کتاب معتبر مودۃ القربیٰ میں بصفحہ ۱۱۔ اس روایت کو چھ طریق سے نقل فرماتے ہیں عن عطا قال سئلت عن امی عائشۃ عن علیؑ قالت ذالک خیر البشر لا یشک فیہ الا کافر یعنی بی بی عائشہ نے فرمایا ہے کہ علیؑ خیر بشر ہیں جو ان کے باب میں شک کرے وہ کافر ہے تو کیا آپ مادر مہربان کی خلاف مرضی کر کے اُنکو مادر نامہربان بناتے ہیں اور اُنسے کفر کا تمغہ لینا چاہتے ہیں نیز امام احمد بن حنبل لکھتے ہیں ما جاء لاحد من اصحاب النبی ما جاء لعلی صہ ۶۵ تاریخ کامل حلبیہ یعنی اصحاب نبیؐ میں سے کسی کی شان میں اتنے فضائل وارد نہیں ہوئے جتنے کہ علیؑ کی شان میں وارد ہوئے ہیں ونیز تاریخ الخلفاء میں علامہ سیوطی بھی کلام احمد بن حنبل کو نقل کرتے ہیں قال الامام احمد بن حنبل ما ورد لاحد من اصحاب رسول اللہ من الفضائل ما ورد لعلی صفحہ ۱۲ ونیز شاہ ولی اللہ جو سب سے بڑھکر علماء متاخرین میں ہیں وہ بھی اس حدیث کو ازالۃ الخفا کے ص ۲۶ پر تحریر فرما رہے ہیں پس باقرار بی بی عائشہ و دیگر عاظم علماء مع ان ارشادات رسول مقبول کے جنمیں آنحضرت نے ہم خلفائی کر کے ارشاد فرمایا

اور سابق میں ہم انکو بحوالہ کتب مع نقل عبارت بیان کر چکے ہیں جناب امیرؑ وہ پایہ کے مقدس شخص ہیں کہ انکو رسولؐ سے بالکل وحدت کا رتبہ ہے چنانچہ انا و علی من نور واحد ارشاد آنحضرتؐ اسپر گواہ ہے (دیکھو حدیث نور عبقات الانوار) پس ایسے بزرگ کے قول میں شک کرنیوالا لاریب کافر ہے۔ خلاصہ جو شخص آنحضرتؐ کے خلیفہ برحق ہونے کا بصدق دل معتقد ہوگا اُسکے نزدیک بارہ یا بائیس ہزار نہیں اگر بائیس لاکھ اشخاص بھی ہوں اور وہ جناب فرمائیں کہ سب نے مجکو تنہا چھوڑ دیا اور کسی نے میرا ساتھ نہ دیا ضرور وہ شخص اس ارشاد کو بصدق دل الیقین کرے گا اور اُنکی اُن سب کا غدار و مکار ہو جانا محل تعجب ہنوگا بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپکو بارہ یا بائیس ہزار کے پھر جانے اور جناب امیرؑ کے ساتھ نہ دینے پر تعجب آتا ہے کیا آپکو اس کی خبر نہیں ہے کہ کوفیان غدار و مکار کسقدر بے حد و بیشمار تھے جن کی تعداد چھ لاکھ تک وارد ہے سب کے سب حسینؑ نواسہ رسول الثقلین سے پھر گئے اور بطمع دنیا طلبی و خواہش نفسانی خوشنودی یزید کے لئے اس مظلوم کو بالب تشنہ و گرسنہ تین روز کی بھوک و پیاس میں مثل گوسفندان قربانی مع عزیزان و فرزندان ذبح کیا کہ جو عین مخالفت و انحراف خدا و رسول خدا ہے۔ کیوں نہو آپکو تو فوج یزیدی کے پھر جانے پر بھی بمقابلہ نواسہ رسولؐ کے بیجا تعجب ہوگا کہ وہ بائیس ہزار سے یقینا بدرجہا زائد تھے میرا خیال ہے کہ جسطرح تنہا جناب امیرؑ کے مقابلہ میں بارہ یا بائیس ہزار کے انحراف کو آپ تعجب کی نظروں سے دیکھ رہے ہیں اسی طرح تنہا حسینؑ نواسہ رسولؐ کے مقابلہ میں چھ لاکھ فوج یزیدی کے انحراف کو بدرجہ اولی تعجب کی نگاہوں سے ملاحظہ فرمائیں گے اور اس سے زیادہ رسول مقبول کا زمانہ عام عرب جاہلیت کے انحراف کا گذر چکا ہے انکو بھی جانے دیجئے اور مالک الملوک بادشاہ احکم الحاکمین کی مخالفت و انحراف میرے اور آپکے مشاہدہ میں ہے کہ کسقدر مخلوق ہزارہا اسکی مخالف و نافرمان ہے پس میں سمجھتا ہوں کہ ان مقامات پر بھی یقینا آپکو تعجب لاحق ہوگا اور بمقابلہ خدا اور رسول یہی فرمائیے گا کہ بھلا اسقدر مخلوق کیونکر مخالف غدار و مکار ہو سکتی ہے۔ مفتی جی کیا آپکے نزدیک ان بارہ یا بائیس ہزار مہاجر و انصار کی عصمت ثابت ہو چکی ہے جو آنکی

شان سے منحرف ہونا آپ خلاف اصول سمجھتے ہیں حالانکہ عصمت اور معصوم ہونا تو خلفاء ثلثہ کا
بھی علماء اہل سنت کے نزدیک ضروری نہیں ہے۔ پھر کون تعجب ہے کہ طمع دنیا طلبی اُن لوگوں کو لاحق
ہو جنھوں نے شتر بے مہار کی طرح دیدہ و دانستہ بقول خلیفہ ثانی بیعت فلتہ و ناگہانی حضرت
ابوبکر کو صحیح سمجھ کر اُسکے معتقد ہوئے ایسے لوگ بائیس ہزار نہیں اگر بائیس لاکھ یا بائیس کروڑ
بھی ہوں تو اُن کا منحرف ہونا کوئی محل تعجب نہیں ہو سکتا ہے۔ اب یہ بات اور باقی رہ
گئی ہے کہ آپ یہ کہیں کہ یہ نہ ارشاد جناب امیرؑ کا ہے اور نہ کوئی اُن سے منحرف ہوا اور نہ کوئی
ان سے طالب بیعت ہوا اور جناب امیرؑ نے یہ فرمایا کہ میں قرآن جمع کرنے میں مصروف ہوں
بلکہ یہ روایت ملا صاحب نے جھوٹی لکھی ہے۔ تو لیجئے دو ایک حدیثوں کا مطالعہ کرکے اپنا علماء کی
روح پر صلوٰۃ بھیجئے کہ جنھوں نے آپکے ان سب خیالات واہیہ کی رد و بیخکنی کر دی ہے اور
خاص جناب امیرؑ کا ہی ارشاد نقل کیا ہے تفسیر اتقان فی علوم القرآن علامہ جلال الدین
سیوطی مطبوعہ مطبع احمدی دہلی جو باہتمام امو جان چھپی ہے ص ۶۲ سطر ۱۳ سے ۱۴ تک قال
قال علی لما مات رسول اللہ آلیت ان لا اخذ علی ردائی الا الصلوۃ الجمعہ حتی اجمع
القرآن فجمعہ یعنی فرمایا جناب علیؑ جبکہ رسول اللہؐ نے وفات کی تو میں نے قسم کھائی کہ جب تک میں
قرآن شریف جمع نہ کر لوں گا اسوقت تک سوائے نماز جمعہ کے میں چادر شانہ پر نہ ڈالوں گا
(۲) ایضاً کتاب مذکور ص ۶۲ س ۱۵ سے ۱۹ تک فاخرج ابن ضریس فی فضائلہ حدثنا
بشر بن موسی حدثنا ہودہ بن خلیفہ حدثنا عون عن محمد بن سیرین عن عکرمہ
قال لما کان بعد بیعتہ ابی بکر قعد علی ابن ابیطالب فی بیتہ فقیل لابی بکر قد کرہ
بیعک فارسل الیہ فقال اکرھت بیعتی قال لا واللہ قال ما اقعدک عنی قال رایت
کتاب اللہ یزاد فیہ فحدثتنی نفسی ان لا البس ردائی الا الصلوٰۃ حتی اجمعہ
قال ابوبکر نعم ما رایت ترجمہ ابن ضریس نے اپنی کتاب فضائل قرآن میں روایت کی ہے
بشر ابن موسےٰ سے اُسنے ہودہ بن خلیفہ سے اُسنے عون سے اُس نے محمد بن سیرین سے

حضرت علیؑ کا قرآن جمع فرمانا علامہ سیوطی کی تفسیر اتقان سے

اُس نے عکرمہ سے کہا عکرمہ نے جبکہ بیعت ابوبکر کی ہوچکی حضرت علیؑ اپنے گھر میں مقیم تھے پس کسی نے (ازراہ حسد وچغلخوری) ابوبکر سے کہا کہ تمھاری بیعت سے علیؑ نے کراہت کی۔ پس ابوبکر نے یہ سنتے ہی حضرت علیؑ کو بلوا بھیجا جب حضرت تشریف لائے تو کہا ابوبکر نے تم میری بیعت سے کراہت کرتے ہو حضرت نے فرمایا نہیں قسم ہے خدا کی بلکہ میں قرآن شریف جمع کر رہا ہوں اور صورت کتابت میں لا رہا ہوں کہ مبادا کچھ اُس میں زیادتی کردی جائے اور اسیوجہ سے میں نے اپنے نفس پر یہ امر اختیار کیا ہے کہ جب تک قرآن شریف جمع نکروں گا اسوقت تک بجز نماز کے کسی وقت ردا ہی سر پر اوڑھوں گا حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ آپنے جو کچھ سوچا ہے اچھا اور درست سوچا ہے (۳) تاریخ الخلفا ص ۱۲۶ اس ۴ سے ۸ تک یہی روایت کچھ تھوڑی تغیر سے منقول ہے تکرار کی ضرورت نہیں ہے میں امید کرتا ہوں کہ آپ احادیث مذکورہ کو ملاحظہ فرمانے کے بعد ضرور اپنی قلت فہم وادراک کا اعتراف فرمائیں گے اس لئے کہ اب کون موقع چون وچرا کا رہا جبکہ آپ کے محدث جلیل القدر نے صاف صاف لکھدیا اب آپ یا تو اپنے خیالات کو صحیح سمجھیے یا اپنے محدث عالیقدر کی تحریر کو صحیح سمجھیے دیکھیے بنا بر احادیث مذکورۂ بالا جناب امیرؑ کے ساتھ ایک خاص طرح پر بے دردی عمل میں آئی یا نہ کہ جن کی ولایت کا روز غدیر اقرار کیا گیا اور اب انھیں سے الٹے طالب بیعت ہوئے پس جبکہ سب سے بڑے صاحب کی یہ حالت ہو تو بارہ ہزار کا پھر جانا جو اِن کے ساتھی تھے کون تعجب خیز امر ہوسکتا ہے۔ طمع دنیا بہت بڑی بلا ہے ایمیں ثابت قدم رہنا ہر شخص کا کام نہیں ہے دیکھو روز عاشورا نواسہ رسولؐ کے ہمراہ چند شخص تھے اور فوج یزیدی ٹڈی دل بیشمار تھی۔ جو محض طمع دنیاوی کی وجہ سے شریک فوج تھے کیوں نہو کہیں خداوند کریم کا بھی قول خلاف ہوسکتا ہے وقلیل عن عبادی الشکور خود فرماتا ہے کہ مخلوق میں میرا شکر ادا کرنے والے تھوڑے ہی سے آدمی ہیں اسیطرح اگر جناب امیرؑ کے ساتھ محض تین چار یا دس پانچ آدمی اسوقت رہے ہوں تو کون تعجب کا مقام ہے کہ اس وقت دنیا لٹ رہی تھی اور ایسے ایسے لوگ حاکم اور علاقہ دار بنائے جا رہے تھے۔ جو خلفا ہی

اظہار غداری شیخین

چار قدم بڑھکر ہاتھ مارنے والے تھے۔ چنانچہ کنز العمال میں مذکور ہے لید خلن الجنۃ مع بائع تحت الشجر الاصاحب الاحمر وایضاً فیہ عن جابر کلما مغفور لہ الاصاحب الجمل الاحمر یعنی بیعت کنندگان تحت شجرہ داخل بہشت ہوں گے سوائے صاحب جمل احمر کے وازجملہ بیعت کنندگان تحت شجرہ مغیرہ بن شعبہ بھی ہے جس نے زنا کیا۔ صاحب مدارج النبوۃ لکھتے ہیں کہ مواہب لدنیہ میں ہے کہ روز حدیبیہ مغیرہ تلوار لئے ہوئے سرہانے رسول خداؐ کے کھڑا رہا پھر فرماتے ہیں کہ در صحابہ میگویند کہ مغیرہ اسلام آورد پیش از حدیبیہ وحاضر شد بیعت رضوان را پھر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے اُسکو والی بصرہ کیا اور بعد چند روز کے بوجہ صدور زناکاری اسکو معزول کیا اور گواہی دی اُس کی زناکاری پر ابوبکرہ وغیرہ نے گو شہادت بحسب ظاہر شرع پوری نہیں ہوئی اسکے بعد پھر اسی کو والی کوفہ کیا اور اسکو ہمیشہ والی کوفہ رکھا یہاں تک کہ خلیفہ ثانی مارے گئے پھر خلیفہ ثالث نے بھی اسکو اپنے عہد حکومت میں اسی عہدہ پر مقرر رکھا اور برابر اسی حال پر رہا۔ یہانتک کہ درمیان علیؑ اور معاویہ کے خلاف واقع ہوا یہ شخص جا ملا معاویہ سے اور معاویہ نے اسکو والی کوفہ پھر کیا اور وہ وہی شخص ہے کہ جس نے امارت یزید کی بنا ڈالی اور لوگونکو امارت یزید کے لئے مہیا وآمادہ کیا یہ خلاصہ آپکے محدث کامل کی تحریر کا ہے۔ علی ہذا القیاس دیگر اشخاص کا حال ہے کہ ہر ایک کا حال بیان کرنا موجب طول طویل ہے پس چونکہ ایسے ایسے لوگوں نے خلفا کا پورا پورا ساتھ دیا اس بنا پر آپ کو انکی غداری ومکاری پر نہ صرف تعجب بلکہ قطعی انکار ہے ؎

مغیرہ کا زنا

یک حسینے نیست تا گردد شہید   ورنہ بسیارند در عالم یزید

قولہ فقرۂ سوم عبارت صفحہ موصوف سے یہ بھی ظاہر ہے کہ زمانہ رسول مقبولؐ میں قرآن جمع نہیں تھا بلکہ چمڑہ وغیرہ پر آیات متفرقہ طور پر سے تھیں۔

اقول عبارت صفحہ موصوف سے ہی نہیں بلکہ آپکے یہاں کی احادیث معتبرہ مذکورہ بالا تفسیر اتقان وتاریخ الخلفا سے بھی یہی ظاہر ہے کہ زمانہ رسول مقبولؐ میں قرآن شریف جمع نہیں تھا

پس جبکہ آپ کی کتب معتبرہ سے چند حدیثیں ہمنے اس مضمون کی پیش کیں تو آپ ہماری کتاب
کی عبارت پر کیونکر طعن کر سکتے ہیں علاوہ ازیں ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ انمیں کیا
قباحت ہے۔ کیا جبرئیل امین خداوند کریم کی جانب سے قرآن شریف چھپا ہوا یا قلمی کاغذوں
پر لکھا ہوا لایا کرتے تھے۔ یا رسول کریم اپنے دست مبارک سے تحریر فرمایا کرتے تھے یا یہ سب
زبانی سلسلے تھے آیۂ مبارکہ وما کنت تتلو من قبلہ من کتاب ولا تخطہ بیمینک اذا
لارتاب المطلوب بل ھو ایات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم کا سبق لیجئے نیز یہ تو
بتلائیے کہ آپ کو زمانہ رسولؐ کی بھی خبر ہے یا ویسے ہی بیٹھے بٹھائے عداوت اہلبیت پر
تلے ہوئے ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دو ایک باتیں کسی ناصبی سے سن اُوڑے ہو کتب سیر و
اخبار سے بالکل بے بہرہ و بیخبر ہو۔ کچھ اصحاب الصفہ کا بھی حال کسی مُلّا سے سُنا ہے کہ زمانہ
رسول میں یہ لوگ کون تھے اور کیا ان کا کام تھا اگر آپ کو معلوم نہو تو سُنئے ہم بتلاتے ہیں
یہ وہ لوگ طلاب تھے جن کے خورد و نوش کی کفیل خود آنحضرت تھے اور ایک طرف مسجد میں حضور نے
کھجور کے لٹھ ڈالکر ایک چھت چھپوا دی تھی وہیں یہ لوگ پڑے رہتے تھے یحسبھم الجاھل
اغنیاء من التعفف کی ذرا تفسیر پڑھو ان کا کام محض یہ تھا کہ یہ آیات قرانی و احادیث
نبوی کو زبانی یاد کیا کرتے تھے لکھنے وغیرہ سے اُنکو کوئی سروکار نہ تھا۔ بلکہ اُس زمانہ میں
لائق تحسین و آفرین وہ شخص سمجھا جاتا تھا جسکو احادیث نبوی و آیات قرآنی بکثرت ازبر و
حفظ ہوتی تھیں اور جب وہ لوگ آپس میں ملاقی ہوتے تھے تو ازراہ فخر و مباہات کہتے تھے
کہ فلاں کو پانچ ہزار حدیثیں یاد ہیں کوئی کہتا ہے کہ فلاں کو آٹھ ہزار یاد ہیں غرض کوئی
کچھ کہتا تھا اور کوئی کچھ۔ پس جبکہ اُس زمانہ کا یہی طریقہ تھا تو آپ کو ہرگز منصب نہیں ہے
کہ خواہ مخواہ اس طریقہ پر باوجود شہادت و دلالت احادیث صریحہ معتبرہ معترض و معترض ہوں۔ نیز اپنے محدث و علامہ جلیل القدر کے خلاف تحریر خیالات واہی پیدا کریں اور اگر آپ
کا یہی خیال مرکوز خاطر ہے تو بتلائیے کہ حضرات شیخین کے پاس قرآن شریف کہاں سے آتا تھا

عرش سے چھپکر آیا تھا۔ یا لوح محفوظ سے قلمی ہوکر یا زید ابن ثابت وغیرہ وغیرہ لوگوں سے دریافت کرکر جمع کیا تھا جنکو زبانی از بر یاد تھا۔ پھر اگر جناب امیرؑ نے بھی بغرض تعلیم و ہدایت مخلوق اور بغرض تحفظ زیادتی وکمی کلام ربانی جمع کیا اور اس متفرق لکھے ہوئے کو ایک جگہ مجموعی صورت میں تحریر فرمایا تو کون تعجب کی بات ہے بڑے افسوس کی بات ہی کہ کہ خلیفہ صاحبان کے فعل پر تو آپکو تعجب نہو بلکہ امنا وصدقنا کا نعرہ بلند ہو اور جناب امیرؑ کے فعل پر تعجب ہو عجب آپ کا ایمان ہے اور اگر یہ تعجب آپ کی گردن پر ایسا سوار ہوا ہے کہ اترنا ہی نہیں چاہتا تو ہم مشکوۃ شریف کی کتاب القرآن کی روایت کا ایک کوڑا کاری لگاتے ہیں دیکھئے انشاء اللہ ابھی یہ بھوت بھاگتا ہے اور صاحب روضۃ الاحباب نے بھی اس اجتماع قرآن کا قصہ لکھا ہے دیکھو جنگ یمامہ میں جب بہت سے قاری وحفاظ قرآن کام آچکے تب حضرت عمر کو فکر ہوئی حضرت شیخ اول سے بولے میاں ایسا نہو کہ کہیں قرآن کا درخت ہی گم ہو جائے مناسب یہ ہے کہ تمام قرآن ایک جگہ بصورت کتاب جمع ہو جائے حضرت ابوبکر یعنی شیخ نے عذر کیا کہ جس فعل کو رسولؐ خدا نے نہیں کیا اسکو میں کیونکر کروں مگر بوڑھے میاں کو جب کچھ حضرت عمر نے پیچ اور پچ سمجھائی تو راضی ہوگئے۔ زید ابن ثابت انصاری کو بلا کر اس کام پر تعینات کیا اور عام حکم دے دیا کہ جس شخص کے پاس کوئی آیہ یا سورہ لکھی ہوئی ہو یا یاد ہو زید ابن ثابت کے پاس آکر بذریعہ دو گواہی کے لکھا جاتا ہے اور زید ابن ثابت مسجد میں بیٹھ گئے اور لوگ متفرق سورہ و آیات لائے اور بعضوں نے زبانی بشہادت دو گواہاں کے آیات لکھوائیں غرض اس طرح مصحف تیار ہوا اور تاحیات حضرت ابوبکر ان کے پاس رہا اور بعد ازاں حضرت عمر کے قبضہ میں آیا پھر حضرت حفصہ کے پاس اسوقت تک رہا کہ خلیفہ ثالث نے بشمول دیگر مصاحف اسکو جلوا دیا ۳۰ھ کے قریب تک یہ قرآن جاری رہا لیکن خصوصیت کے ساتھ اسکا شیوع عمل میں نہیں آیا۔ دیگر صحابہ کے پاس بھی علیحدہ مصاحف تھے جبکہ حضرت عثمان کی خلافت کو چھ سال گذر گئے اور انکے پنجے خوب جم گئے

اتفاقاً ابن مسعود سے اُنکو خلش پیدا ہوئی اور چاہا کہ ابن مسعود کی قرات اور فتوے سے بند کریں کیونکہ اکثر ممالک اسلامیہ میں عبداللہ ابن مسعود کی قرات جاری تھی تب بظاہر اس نزاع پر کہ باہم اہل کوفہ و اہل حمص کی قرأت پر نزاع ہے اہل کوفہ فخریہ یوں کہتے ہیں کہ ہماری قرأت ابن مسعود کی قرأت ہے اس لئے وہ سب قرأتوں سے بہتر ہے اور اہل حمص چونکہ زید ابن ثابت کے شاگرد ہیں وہ زید کی قرات کو اچھا کہتے ہیں تب پھر حضرت عثمان نے زید ابن ثابت انصاری کو حکم دیا کہ سب قرأتیں چھوڑ کر اپنی قرأت لکھی اور چونکہ قرآن مجید لغت قریش میں نازل ہوا ہے اور زید ابن ثابت انصاری ہے اس لئے دو قریشیوں کو ان کی شامل کردیا کہ جس لغت میں باہم قریش و زید کے اختلاف ہو بموجب لغت قریش لکھا جائے طرفہ یہ ہے کہ ان دو قریشیوں میں سے ایک عبداللہ ابن زبیر تھا جو بعد ہجرت مدینہ میں پیدا ہوا اور لہجہ مکی سے بے خبر تھا دوسرا بھی کوئی معتبر صحابی نہ تھا زید ابن ثابت قدیم سے ہمدم و ہمراز حضرت عثمان کا تھا آخر وقت میں حضرت عثمان کے سوائے زید یا اس کے اقربا کے اور تمام انصار منحرف ہوگئے تھے۔ اس مکرر ترتیب و تبدل میں حضرت عثمان کے یہ بڑی مصلحت تھی کہ قرات ابن مسعود ممالک اسلامیہ سے بند ہوجائے اور قرات زید ابن ثابت جاری ہوجائے اسیوجہ سے حضرت عثمان نے حکماً و جبراً تمام مصاحف کو مسلمانان سے طلب کرکے جلوا دیا حتے کہ حضرت ابوبکر و عمر والا مصحف بی بی حفصہ سے منگا کر جلوا دیا اور اپنے مصحف کو رواج دیا منشی صاحب اسپارہ میں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو کچھ بھی آگاہی نہیں ہے علی ہذا القیاس جن ملا صاحب کی آپ دربارداری کرکے کچھ ٹوٹا پھوٹا معلوم کرتے ہونگے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ بھی کو نچہ حقیقت سے بالکل نابلد ہیں محض انکو نماز آگے کھڑے ہوکر پڑھانی آتی ہے اگر وہ یا آپ کچھ بھی انصاف پسند ہوتے اور اس اجتماع قرآن کے قصہ کو کتب مذکورہ سے بغور و تامل ملاحظہ کرتے تو آپکو بخوبی معلوم ہوتا کہ خلفاء ثلثہ کی کیا حالت تھی۔ جمع و ترتیب قرآن پاک کا حال ہمنے یہ محض بخوف طول اختصار کے ساتھ آپ کی

کتب معتبرہ مشکوٰۃ شریف روضۃ الاحباب سے لکھا تاہم اس سے یہ امر بخوبی واضح ہوگیا کہ حضرات خلفاء کو نہ خود قرآن یاد تھا اور نہ خود لکھ سکتے تھے نہ انھیں سے کسی نے قرآن کو جمع اور مرتب کیا نہ اس کی لیاقت رکھتے تھے نہ اُن کے پاس قرآن کامل موجود تھا (نیز نہ رسول اللہ کے زمانہ میں قرآن ایک جگہ جمع لکھا ہوا تھا) بلکہ دو مرتبہ جمع ہوا زید ابن ثابت نے ہی مصحف تیار کیا حالانکہ زید ابن ثابت کو بھی علم قرآن نہ تھا مختلف آیات عوام لوگوں سے بشہادت دو گواہان تحریر کیں پس اب ہم منشی صاحب سے دریافت کرتے ہیں کہ آپکو تو جناب امیر کی اجتماع قرآن پر تعجب ہو رہا ہے۔ گھر کی تو خبر لیجیے کہ کیا کیا طرح پر آگ لگی ہوئی ہے اور آپ کے محدثین سر بگریبان کیا کیا انٹ سنٹ ہانک رہے ہیں

قولہ فقرہ چہارم جب وقت قرآن مجید کو جمع کر لیا تو اسکو ایک جزدان مخملی یا ریشمی میں بند کیا اور اُس جزدان کے مُنھ کو مہر لگائی گئی تاکہ کوئی شخص اسپر نظر نہ ڈالے کاش کہ نظر بد کا اثر ہو جائے۔

اقول منصف جنپر مخفی نہیں ہے کہ مفہوم فقرہ ہذا سے بخوبی ثابت ہوا ہے کہ کاتب اسکا تعظیم و احترام کلام ملک علام کا قائل نہیں ہے حالانکہ قرآن مجید لاریب حرمات خدا سے ہے جس کے تعظیم و احترام کے باب میں خود حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ومن یعظم حرمات اللہ فھو خیر لہ عند ربہ یعنی جو شخص حرمات خدا کی تعظیم کرے پیش خدا اس کے لیے خیر و بہتری ہے اس ارشاد سے ظاہر ہے کہ جو شخص برعکس اسکے تعظیم و احترام کلام الٰہی کا قائل ہونا تو درکنار بلکہ تعظیم کنندہ پر طعن کرے اسکا حال پیش خدا کیا ہوگا اور منجملہ تعظیم و احترام سب سے اول اور مقدم یہ ہے کہ اسکو بحفاظت تمام پارچہ وغیرہ میں رکھا جائے اس لیے کہ بدون طہارت اسکے جلد و حواشی کا بھی مس کرنا مکروہ ہے چہ جائیکہ مس کتابت و حروف کہ اس کے لئے طہارت کا ہونا لازمی امر ہے لایمسہ الا المطہرون اسپر گواہ ہے بلکہ ہمارے نزدیک جسقدر عمدہ اور بیش بہا پارچہ میں رکھا جائے گا اسی قدر بزرگی و شان اور عظمت و بڑائی اسکی

اس کی ظاہر ہو گی۔ پس اس بنا پر کہہ سکتے ہیں کہ گو عبارت میں جزدان ریشمی مخملی کا ذکر
نہیں ہے مخالف نے ازراہ طعن اسکو اضافہ کیا ہے مگر جناب علی مرتضی روحی لہ الفدا
کا یہ فعل مستحسن عین مطابق حکم خدا و عین عظمت و جلالت کلام پاک و عین اُسکے احترام
و تعظیم کا اظہار کنندہ تھا نیز ومن یعظم حرمات اللہ سے یہ امر بھی مستفاد ہوتا ہے کہ قرآن
مجید و خانہ کعبہ و مساجد وغیرہ حرمات خدا میں منکرین احترام و تعظیم کو دخل ندینا چاہئے
کہ مبادا وہ لوگ ان مقدس اشیا کی بےحرمتی کریں جب تک کہ اسلام اختیار کر کے اقرار احترام
نکرلیں۔ پس اگر آپ کے ہم شکل و ہم خیال اشخاص کی نظر بد کے اثر سے محفوظ
رکھنے کی وجہ سے یہ عمل مستحسن و مطلوب اختیار کیا جائے تو عین حفظ احترام و مرتبہ
ہے بلا تشبیہ اگر کوئی کافر مسجد میں داخل ہونا چاہے اور کوئی مسلمان اس کی چال ڈھال
رفتار و گفتار وغیرہ قرائن موجودہ سے معلوم کرے کہ یہ کافر مسجد کی بےحرمتی کرے گا یا کم
از کم اسکو نجس کر دے گا اس خیال سے اگر وہ مسلمان مسجد کا دروازہ بند کر دے بیشک
یہ شخص عند اللہ و عند الرسول ماجور و شاب ہو گا کہ اُس نے مسجد کا عین حفظ مراتب
محفوظ رکھا اور جو شخص اس فعل پر ازراہ عداوت و دشمنی و طعن اعتراض کرے گا
وہ موجب سخط خدا اور مستحق عذاب الیم فی نار جحیم ہو گا۔

قولہ فقرہ پنجم بعد جمع کرنے اور تیار ہونے جلد اور جزدان میں رکھنے اور مہر کرنے
کے اس مجموعہ قرآن کو اس جگہ میں پیش کیا جہاں خلیفہ مع اپنے رفقا و غداران
و مکاران جمع تھے اور یہ اظہار کیا کہ ہم نے یہ قرآن جمع کیا ہے جو پہلے سے جمع
نہیں ہوا اور سب وہ تلاوتیں اور نکات اور ہدایات ہیں جو جناب حضرت رسول اکرم
نے ہمارے سینہ پر نور میں بھر دیئے ہیں

اقول جو کچھ آپ نے لکھا درست و صحیح لکھا خداوند عالم نے اپنی قدرت کاملہ
اس فقرہ میں آپ کی زبان پر حق جاری کرا دیا بیشک بعد جمع کرنے اور تیار ہونے جلد

ذجزدان میں رکھنے اور مہر کرنے کے اس مجموعۂ قرآن کو اس جگہ میں پیش کیا جہاں
خلیفہ ابو بکر بقول آپ کے مع اپنے رفقاء غداران و مکاران جمع تھے ؎ اور باواز بلند
فرمایا ایہا الناس جب رسول کریم نے دار دنیا سے رحلت فرمائی تو میں اولاً غسل و دفن
وکفن آنحضرت میں مشغول رہا پھر یہ اظہار کیا کہ میں نے قرآن جمع کیا ہے جو پہلے سے
جمع نہیں ہوا (اور ایک جگہ لکھا نہیں گیا تھا) اور اسمیں وہ تاویلات اور نکات اور
ہدایات ہیں جو جناب حضرت رسول اکرم نے میرے سینۂ پرنور میں بھر دیئے ہیں چنانچہ
ہمنے اسکو سابق میں بہت بسط کے سات بنقل احادیث معتبرہ کتب معتبرہ سے واضح طور پر ذکر
علم امیرالمومنین کے مقام پر بیان کیا ہے اب بنظر انصاف دیکھنا چاہیے کہ آیا موافق ان
احادیث کے جناب امیرؑ کے سینہ پرنور میں جملہ تاویلات و نکات قرآنی حضرت نے بھر دئے
اور ودیعت فرمائے یا دیگر خلفا کے حالانکہ ہمنے دیگر خلفا کے علم کے متعلق بھی معتبر احادیث
نقل کردی ہیں کہ انکو تاویلات تو درکنار خود آیات تک بھی یاد نہ تھیں وما محمد الا
رسول الخ وغیرہ آیات کے متعلق خلیفہ صاحبان کے اقوال بیان ہو چکے ہیں اگر منشی صاحب
آپ نے اس فقرہ کو از راہ تعریض و تنکیر ارقام فرمایا ہے تو یہ واضح رہے کہ دعوے
بلا دلیل کوئی نہیں سنا جا سکتا ہمارے مسلمات سے برخلاف اس مضمون کے کوئی روایت
وحدیث پیش کیجئے تو البتہ تعریض کا دم بھرئے جیسا کہ ہم نے آپ کے مسلمات و
معتقدات کے برخلاف آپ کی کتب معتبرہ سے مع بیان حوالہ کافی ووافی اکثر مضامین
مذکورۂ بالا کے متعلق احادیث معتبرہ نقل کرکے ثابت کردیا اس طرح پر انشاء اللہ
آپ کتب شیعہ سے مسلمات شیعہ میں ہرگز ہرگز تخالف ثابت نہیں کر سکتے باقی کسی
کے مسلمات کو بلاوجہ خلاف سمجھنا ہٹ دھرم اور انصاف کش کا کام ہے نہ مسلمان

؎ یہ عبارت فارسی کا ترجمہ ہے جس کے ظاہر کرنے میں مخالف نے خیانت کی اور فقرات پیشگانہ
میں کہیں اسکو ظاہر نہ کیا ۱۲ منہ

انصاف پسند کا۔

قولہ فقرہ ششم چونکہ حسب روایت موصوف تمام انصار و مہاجرین وحضار مسجد غدار و مکار ہو چکے تھے بلا سنانے کسی آیت نکتہ آمیز یا سورہ یا پارہ کے عمر نے فوراً کہدیا کہ چونکہ قرآن سے جو کچھ ہمارے پاس ہے وہی کافی ووافی ہے آپکے جمع کئے ہوئے قرآن کی کچھ حاجت نہیں ہے

اقول یہ بھی آپنے بہت درست وصحیح لکھا اسمیں بھی ہم آپ کے لکھنے کے موافق کہتے ہیں کہ بیشک چونکہ تمام انصار و مہاجرین ظاہری وحضار مسجد غدار و مکار ہو چکے تھے اور بطمع دنیادی وخواہش نفسانی عہد و پیمان خم غدیر کو پس پشت ڈال چکے تھے خصوصاً سب سے بڑھ کر مقدمۃ الجیش حضرات شیخین باوجودیکہ وہ بھی بروز خم غدیر بخ بخ لک یا علی کا نذرانہ وتحفہ جناب امیر کے روبرو پیش کر چکے تھے اصبحت مولائی ومولی کل مومن ومومنہ کا قلادہ بندگی اپنی گردن میں پہن چکے تھے اسپر وہ وفات رسول کے بعد ہی فوراً بطلب خلافت چھتہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے اور یاران جلسہ کو بلا کر حسب قرار خود خلیفہ وعامل بن گئے۔ فرمائے اب کونسا تعجب کا مقام ہے کہ خلاف اپنی تدابیر کے سمجھکر بلا سنانے کسی آیہ نکتہ آمیز یا سورہ یا پارہ کے حضرت عمر نے کہدیا ہو کہ جو کچھ قرآن سے ہمارے پاس ہے وہی کافی ووافی ہے آپ کے جمع کئے ہوئے قرآن کی حاجت نہیں ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ ان کا مطلب تھا کہ ہم آپ کو خلیفہ رسول ہرگز نہیں سمجھتے اور بروز خم غدیر جو ہم نے رسول کے سامنے آپکی خلافت اور مولائیت کا اقرار کیا تھا وہ محض زبانی ظاہری طور پر تھا دلی طور پر نہ تھا ورنہ ہم خود خلیفہ نہ بنتے بلکہ آپ کو ہی مسند رسول پر بٹھاتے خود اور دوسرے سے بیعت لیتے پس اے حضرات گو آپ سے ہم علمی مسائل وقضایائے مالاینحل میں رجوع رکھیں۔ مگر چونکہ سیاست ملکی کی شطرنج سے ہم خوب واقف ہیں لہذا

اب آپ کو چاہئے کہ آپ بھی ہماری پیروی وبیعت اختیار کریں اور اپنے اس اظہار حق کو بالائے طاق اٹھا رکھیں غرض منشی ہمارا آپکا تعجب بفضول ہی سوال کرے ہی جو ہمیں جینا لہا گیا تو علی کے باب کہنا کون مشکل ہے **قولہ فقرہ ہفتم** جب حضرت علیؑ نے یہ کلمہ عمر کا گوش زد کیا جواب دیا کہ اے لوگو بعد اس کے اس قرآن کو نہ دیکھو گے تا مہدیؑ فرزندان میرے سے اسکو ظاہر کرے گا

اقول بیشک جب نقد خلافت دنیا بنت رسول دن دہاڑے لوٹ میں آچکی اور مسند رسول ضبطی میں جا چکی اور حضرت علیؑ بھی اپنا حق واجبی وفرض منصبی جسکو وہ خدا ورسولؐ کی طرف سے لازم الاظہار واجب الادا سمجھتے تھے ادا کر چکے تو پھر مطیع وفرماں بردار کے لیے وقت انعام اور عاصی ونافرمان ونافرجام کے لیے وقت سزا جس بزرگ کے ہاتھ سے مقرر ومحدود ہے اسی کے ظہور پر ظہور قرآن کو محول فرمایا جو فرزندان آنحضرت سے محمد مہدیؑ کے نام سے معین ومشہور ہیں جن کے ظہور کے حضرت علامہ سیوطی کہ معتبرین علماء اہل سنت سے ہیں اپنی کتاب تاریخ الخلفاء میں بصفحہ ۸ سطر ۲۶ خبر دے رہے ہیں اور ارقام فرما رہے ہیں کہ یہ مہدی آل محمد سے ہوں گے اور ہمارے تو یہ اعتقادی اور مسلمات امور میں داخل ہے جس پر آپ بلاوجہ معترض نہیں ہو سکتے غرض جب یہ جناب بحکم خدا ظہور فرمائیں گے تو جو جو امور عظیمہ ان کی ذات پاک سے ظاہر ہوں گے منجملہ ان کے ایک وہ قرآن شریف بھی ہوگا جو قلم خاص سے ید اللہ کے لکھا ہوا رسول اللہ کا املا کرایا ہوا ہے جس میں بیان مجمل ومفصل وتفسیر محکم ومتشابہ وتوضیح اسرار ورموز وغیرہ امور ضروری بھی مندرج ہوں گے جن کے اظہار کی اسوقت جناب امیرؑ نے مصلحت نہیں سمجھی تھی چنانچہ اسیوجہ سے فرما دیا تھا کہ اب اس قرآن کو کوئی نہ دیکھے گا یہانتک کہ میرے فرزندان سے محمد مہدی اسکو ظاہر کرے اللھم عجل فرجہ وسہل مخرجہ **قولہ فقرہ ہشتم** جب ان لوگوں نے یہ ارشاد جناب امیر علیہ السلام کا قبول نہ کیا تو اپنے گھر لوٹ گئے

امام مہدی کا ظہور از تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی

اقول ہاں جب وہ لوگ مثل روز روشن جملہ امور اور اہم امور سے منکر و منحرف ہو گئے اور دین و ایمان کو پسلیوں تک کیا بلکہ ٹخنوں تک نگل گئے اور بخ بخ لک یا علیؓ کہکر منکر ہو گئے ہنیئاً ہنیئاً لک یا علیؓ کہکر مرتد ہو گئے تو انکو اُن کے حال پر چھوڑ کر اور بمصداق ختم اللہ علی قلوبھم وعلی سمعھم وعلی ابصارھم غشاوۃ بنا کر اپنے دولت سرا کو تشریف لے آئے۔

قولہ اب آپ صاحبان عبارت جناب ملا صاحب در روایت موصوف کے معنی خوب غور سے ملاحظہ فرماتے ہوں گے۔

اقول ہم تو خوب سمجھتے ہیں یہ بتلائیے کہ آپ بھی سمجھے دیکھئے فقرات ہنگارہ میں جو آپنے اپنی جودت طبع سے کاٹ تراش کر کے خلاف مضمون روایت حسب اقتدائے اسلاف خود بغرض فریب وہی نسج عنکبوت فرمایا تھا اسکی تار و پود کو ہمنے چاک چاک ہی نہیں بلکہ مثل عہن منفوش ہوا میں اُڑا دیا نیز مخصوص نویں فقرہ کی چوری میں آپکو چور ملزم بد دیانت ثابت کر دیا اب قائل ہونا نہ ہونا اور سمجھنا نہ سمجھنا آپ کا فعل ہے انا ھدینٰہ السبیل اما شاکرا و اما کفورا ط

قولہ دوسری عبارت مندرجہ صفحہ ۱۶۱ و ۱۶۲ اس سے زیادہ دلچسپ ہے گو نہ اس عبارت کے معنی اور نکات آپ صاحبان کے ملاحظہ کے لئے پیش کئے جاتے ہیں وہ یہ ہے کہ خلافت مغصوبہ حسب مشورۂ اُنھیں غداران و مکاران کے عمر پر منعقد ہو چکی تو حضرت امیرؑ سے وہی قرآن طلب کیا کہ جو چاہے اس میں داخل کر دے اور جو چاہے اُس میں سے نکال دے تو حضرت امیرؑ نے جواب دیا کہ کوئی شخص اس مصحف کو مس نہیں کر سکتا ہے مگر مطہر فرزندان میرے سے اور وہ مصحف ظاہر نہوگا اسوقت تک کہ اہلبیت میرے سے ظاہر ہو اور تلاوت اور عمل کرنے پر مردمان کو ہدایت کرے

اقول بھلا آپ نے اسقدر دقت کیوں اُٹھائی کہ ایک مقام پر عبارت فارسی تحریر فرمائی

تحریف و انکار قرآن

اور آٹھ فرلانگ کے بعد دوسرے مقام پر اسکا ترجمہ فرمایا یہ کوئی قاعدہ بھی ہی
کہ کہیں عبارت اور کہیں ترجمہ پس یا تو آپ سے اس بارہ میں غلطی ہوئی یا فریب دہی
منظور ہے سو یہ واضح رہے کہ فریب تغلبی سے ہم خوب آگاہ ہیں عبارت اول کے فقرات ہشتگانہ
میں ہم نے آپ کی دیانت و ایمانداری کو بخوبی کھولدیا اور اب اس دوسری عبارت کے فقرات
میں جو آپ نے ایمانیت و حقانیت کو کام فرمایا ہے وہ بھی انشاء اللہ ظاہر ہوا جاتا ہے
سچ تو یہ ہے الحق یعلو ولا یعلیٰ حق اور سچ کا بول بالا ہوتا ہے۔ گو عبارت فارسیہ میں
الفاظ نہیں ہیں مگر حق بر زبان جاری خود آپ کے قلم سے لکھے گئے۔ (کہ جب خلافت بغصب
حسب مشورہ الخبیس غداران و مکاران کی عمر پر منعقد ہوگئی) دیکھئے ہم سابق میں بدلالت
احادیث اس بات کو ثابت کر چکے ہیں کہ اصل منشاء جناب امیر پیشی قرآن شریف سے مجمع صحابہ
میں یہ تھا کہ رسول مقبول نے میری ولی عہدی و جانشینی بروز خم غدیر تم لوگوں پر ظاہر کر کے
مثل اولویت و مولائیت خود میری اولویت و مولایت کا تم لوگوں سے اقرار لیا اور تم لوگوں
نے اسکو منظور کر کے مجکو تہنیت و مبارکباد سے یاد کیا اب وفات رسولؐ کے بعد تمکو چاہئے کہ
تم اپنے عہد و پیمان کے مطابق مجکو خلیفہ رسولؐ و جانشین و ولی عہد رسول سمجھکر جو کچھ میرے
پاس احکام و کلام خدا و رسولؐ سے ہے اُسمیں میرا اتباع کرو نہ یہ کہ نعوذ باللہ قرآن پاک
جو اُن کے پاس تھا وہ صحیح تھا اور قرآن موجود غلط و قابل اعتماد و عمل نہیں ہے۔ پس اگر آپ کے
نزدیک یہ امر صحیح و درست ہے تو منشی صاحب آپ ہی انصافاً فرما سکتے ہیں کہ حضرت عمر صاحب
کا اپنے زمانہ میں جناب امیرؑ سے قرآن شریف طلب کرنا کیا معنی و مطلب رکھتا ہے اور کہاں
تک یہ فعل اُن کا بجا و درست سمجھا جا سکتا ہے درانحالیکہ بروز غدیر بخ بخ لک یا علیؑ کہ کر
اب بزور و زبردستی خود مسند رسولؐ پر بیٹھے ہوئے ہیں اور حقانیت بگھار رہے ہیں اور
اگر آپ کے نزدیک یہ واقعہ درست و صحیح نہیں ہے تو کتاب مدارج النبوۃ محدث دہلوی و
صواعق محرقہ وغیرہ کتب معتبرہ علمائے اعلام اہل سنت کو حسب تقلید خلیفہ سوم دیا سلائی

اظہار مکاری مخاطب

جناب امیرؑ کا مجمع صحابہ میں قرآن پیش کرنیکا سبب

ثبوت خلافت و مولائیت علی ابن طالب و مبارکباد دادن بمولائیت حضرت عمرو امہات المومنین و دیگر حاضرین

دکھلاکر بادر یا بُرد کراکے اُن کی روح پر صلوات پڑہئے کہ جنھوں نے اس بارہ میں بڑی کد
کی ساتھ احادیث معتبرہ نقل کی ہیں جنکو ہم سابق میں لکھ چکے اور یہاں مختصراً پھر لیجیے۔
رکن چہارم معارج النبوۃ میں بصفحہ (۳۱۸) منقول ہے۔ آوردہ اند کہ بشیر اصحاب تا بجدیکہ
امہات مومنین رضی اللہ عنہن وعنہم امیر المومنین علی را رضی اللہ عنہ در این امر تہنیت بجائے
آوردند امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ گفت اے علی بامداد کردی و مولائے من و مولائے
مومنین شدی اور کتاب روضۃ الصفا میں ہے کہ چوں حضرت رسول خداؐ در غدیر خم حدیث
من کنت مولاہ فعلی مولاہ در شان امیر المومنین علیہ السلام فرمود پس فرود آمد و در خیمۂ
خاص خود بنشست و فرمود کہ امیر المومنین علی در خیمۂ دیگر بنشیند بعد ازاں طبقات خلایق را
فرمود تا بخیمہ علی رضی اللہ عنہ رفتند و زبان تہنیت علی کشادند چوں مردم ازیں فارغ شدند
امہات مومنین بفرمودن آنحضرت نزد علی رفتند و او را تہنیت دادند و از جملہ امیر المومنین
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ گفت خوشا حال تو اے علی کہ صباح کردی و مولائے جمیع
مومنین و مومنات اور کتاب حبیب السیر میں بعد ذکر حدیث غدیر لکھا ہے پس امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہ بموجب فرمودہ حضرت رسالتماب در خیمہ نشست تا طوائف خلایق بملازمتش
رفتہ لوازم تہنیت تقدیم رسانیدند و از جملہ اصحاب امیر المومنین علی ابن ابیطالب جناب
ولایتماب را گفت بخ بخ یا ابن ابی طالب اصبحت مولائی و مولا کل مومن و مومنۃ یعنی
خوشا حال تو اے پسر ابو طالب بامداد کردی در وقتیکہ مولائے من و مولائے ہر مومن و مومنہ
بودی بعد ازاں امہات مومنین بر حسب اشارہ سید المرسلین بخیمہ امیر المومنین رفتہ شرط
تہنیت بجا آوردند۔ اگر یہ حدیث من کنت مولاہ محض تاکید محبت علی ابن ابیطالب کے لیے
رسولؐ اللہ نے ارشاد فرمائی تھی تو یہ اہتمام بعد ارشاد حدیث مذکور کیوں فرمایا کہ حضرت علیؑ
کو ایک خیمۂ خاص میں بٹھایا اور عام خلایق کو خصوصًا اصحاب اور اپنی ازواج کو حکم دیا کہ
حضرت کو مبارکباد دیویں کوئی عاقل باور کرسکتا ہے کہ یہ مبارکباد اس اہتمام سے صرف اسواسطے

دے گئے تھے کہ پیغمبرؐ نے تاکید محبت حضرت علیؑ کی کی تھی حالانکہ وجوب محبت حضرت علیؑ کا بلکہ جملہ مومنین و مومنات بعض قرآنی مثل آیہ مبارکہ المومنون والمومنات بعضہم اولیاء بعض وغیرہ آیات کے ثابت و معلوم تھا جس سے کسی مسلمان کو نہ انکار تھا اور نہ اب ہو سکتا ہے بڑے تعجب کی بات ہے کہ جب خدا نے محبت علی ابن ابیطالب کل امت پر واجب کی تو کسی نے حضرت کو مبارکباد نہ دی اور جب رسول اللہؐ نے محبت کی تاکید کی اور معاذ اللہ تحصیل حاصل لا حاصل کی تو اسقدر اہتمام کیا گیا کہ عورتوں تک نے بھی مبارک باد دی ان ہذا لشئ عجاب ایضاً مولوی اسمعیل صاحب برادرزادہ شاہ عبد العزیز صاحب اپنے رسالہ منصب امامت کے نکتہ ثانیہ میں لکھتے ہیں وازانجملہ است ثبوت ریاست یعنی چنانکہ انبیاء اللہ را بہ نسبت امت یک نوعے از ریاست ثابت است کہ بملاحظہ ہماں ریاست ایشاں را از امت ایں رسول می میگویند و ایں رسول را رسول ایں امت و در بسیاری از امور دنیویہ ہم تصرف رسول در ایشاں جاری است کما قال اللہ النبی اولی بالمومنین من انفسہم و مقدمات اخرویہ ہم ولایت او ثابت قال اللہ تعالیٰ فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہولاء شہیدا ہمچنیں امام را ہم در دنیا و آخرت مثل ایں ریاست بہ نسبت مبعوث الیہم ثابت است قال النبی الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسہم قالوا بلی فقال اللہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ و قال اللہ تعالیٰ یوم ندعوا کل اناس بامامہم وقفوہم انہم مسئولون قال النبی انہم مسئولون عن ولایۃ علیؑ اس عبارت سے بخوبی ثابت و متحقق ہے کہ مولوی اسمعیل صاحب حدیث غدیر کو نص امامت حضرت علیؑ کی قرار دیتے ہیں اس طرح پر کہ جیسے جناب رسالتمآب کو بہ نسبت اپنی امت کے ایک نوع کی ریاست ثابت ہے کہ بملاحظہ اوسی ریاست کے ان لوگوں کو امت آنحضرت کے اور خود آنحضرت کو رسول اُن کا کہتے ہیں اور بہت سے امور دنیویہ میں تصرف آنحضرت کا جاری ہے اور مقدمات اخرویہ میں بھی ولایت آنحضرت کی ثابت ہے ایسے ہی امام کے لئے بھی ریاست دنیا و آخرت

بہ نسبت مبعوث الیہم کے ثابت ہے اور ثبوت ریاست آخرویہ کا آیۂ قرآنی یوم ندعو کل اناس
بامامھم اور دوسری آیہ وقفوا ھم انھم مسئولون سے کیا ہے جن کے معنی یہ ہیں اُس دن
بلائیں گے ہم ہر ایک گروہ کو اُس کے امام کے ساتھ۔ ٹھہراؤ تم اُن لوگوں کو بتحقیق کہ اُن سے
کچھ پوچھا جائیگا اور انہم مسئولون کی تفسیر حدیث نبوی سے اسطرح کی ہے یعنی ان لوگوں سے سوال
کیا جائے گا ولایت علی ابن ابیطالب سے پس جبکہ بنا بر تصریح و اعتراف برادرزادہ شاہ عبدالعزیز
صاحب ثابت ہو گیا کہ بنص غدیر حضرت علی کو ریاست دنیویہ و بنص قرآنی ریاست اخرویہ
حاصل ہوئی اور بروز قیامت ولایت یعنی حکمرانی اور اتباع و پیروی علی ابن ابیطالب سے سوال
ہوگا اب فرمائیے کہ آپ تحریر مذکورہ کے قائل ہیں یا نہ اگر آپ اس کے قائل نہیں ہیں تو آپ
کیا اور آپ کی تحریر کیا اور آپ کا اعتراض کیا پہلے آپ اپنے عقیدہ کو درست کیجیے اگر آپ
سنی المذہب ہیں اس لئے اکابرین علماء اہل سنت کی تحریر کے مقابلہ میں آپ کی تحریر درحالیکہ
علم فقہ و حدیث سے آپ بالکل جاہل و عاری ہیں بالکل ہیچ و پوچ سمجھی جائے گی اور اگر خوارج
و نواصب کے فرقہ میں آپ داخل ہیں تو پہلے اپنے اصول کو درست کیجیے پھر منہ کھولئے اور اگر
آپ مذکورہ بالا تحریر کے قائل اور اسکو درست و صحیح مانتے ہیں تو پھر فیصلہ آپ ہی کے ہاتھ ہے
آپ ہی انصافاً فرمائیے کہ جس کی جانشینی و ولیعہدی کی بابت رسول صلعم نے اسطرح کا اہتمام فرمایا
کہ تمام مہاجرین و انصار حتی کہ امہات المومنین حتی کہ امہات المومنین سے بھی تہنیت و مبارکباد
خاص طور پر ادا کرائی عام و خاص نے بخ بخ اور ہنیئاً ہنیئاً کے نعرہ بلند کئے باایں ہمہ جبکہ اُس
مظلوم تابع مرضی خدا و عامل وصایائے رسول خدا نے بعد وفات رسول صلعم بمقبول بقول آپ کے
اُنھیں غداران و مکاران کی کمیٹی میں جنھوں نے زبردستی مسند رسول کو غصب کر لیا اور بطیع دنیا کے
اپنے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا اور اس جانشین رسول کو مبارکباد دے کر تھوڑے ہی عرصہ میں
بالکل بھلا دیا) اپنے کو جانشین و ولیعہد ہونا آنحضرت کا ظاہر کیا اور اُن کے عہد و پیمان
اور مبارکباد ادا کرنے کی وقت کو یاد دلایا اور بغرض اتمام حجت ہر ایک پر اپنا حق ظاہر کیا

بروز قیامت سوال از ولایت علی

بھلا اسوقت جب اس کی کسی نے سماعت نہ کی تو دوسرے وقت کیا امید سماعت ہو سکتی تھی
بقول شخصے ع نقش دوم بہ چاہئے اول سے خوب ہو۔ جب خلافت اولیہ کے وقت میں کسی نے
اپنے عہد و پیمان کو ملحوظ نہ رکھا تو دوسرے کے زمانہ میں کیا امید ہو سکتی تھی خصوصًا اسی بزرگ
کی ذات والا صفات سے جو اسوقت موجود بلکہ رسم تہنیت خلافت منصوص کے ادا کرنے میں
سب سے بادی تھے والبادی ..... اسی وجہ سے تو بقول شخصے ناچ نہ جانوں آنگن ٹیڑھا مقلدین
اور ہوا خواہوں نے اور کچھ نہ سہی تو یہ ہی ایک بات تراش لی کہ فرقہ شیعہ کے اعتقاد کی
بنا پر جناب امیرؑ نے خلیفہ صاحب کو قرآن نہ دیا لہذا کتمان قرآن کا الزام عائد ہوا اور اصل وجہ نہ دینے
کی خردبرد کوٹی سنصف اسکا فیصلہ نہیں کرتا کہ پہلے کی حکومت میں اُس جناب سے کن اصول
اور کن احادیث رسول کی بنا پر بیعت طلب کی گئی اور کن قواعد کے ذریعہ سے دوسرے
نے اپنے عہد حکومت میں خلاف ورزی اختیار کی اور کس حکم کی رو سے اپنی مبارکباد دہی
کو فراموش کردیا۔ بس جبکہ ایسی ایسی کھلم کھلا مخالفتیں عمل میں آچکی تھیں تو جناب امیرؑ
کفران نعمت اولیہ کیونکر اپنا قرآن شریف اپنے مخالفین کو دے سکتے تھے جو خود انحضرت کے
قلم خاص کا لکھا ہوا تھا اسی بنا پر فرمایا کہ اب اس قرآن کو کوئی نہیں دیکھ سکتا جب تک
کہ میری اولاد سے قایم آل محمد قایم نہو جب وہ دین خدا کو قاف سے تا قاف بالکل
ایک کردے گا اسوقت وہی اس قرآن کو ظاہر کرے گا خلاصہ انشاء اللہ فردائے قیامت
کو حسب اعتراف مولوی اسمٰعیل صاحب جب ولایت و حکمرانی علی ابن ابیطالب سے سوال کیا جائے گا
اسوقت حق و ناحق معلوم ہو جائے گا اور اسوقت تو حب الشئی یعمی و یصم کے گارڑھے
اور گندے پردے پڑے ہوئے ہیں بدوں اُن کے رفع ہوئے حق کا حال معلوم
ہونا دشوار ہے خدا کی خدائی وحدانیت اور محمد رسول اللہ پیغمبری و رسالت پر تمام
دنیا کا اتفاق ہوا تو آگے اب کیا رہا دشمن خدا و رسول اپنی خطا کے کب معترف ہوتے
ہیں یہی کہتے ہیں کہ یا خدا تعالیٰ بندوں کی ہدایت پر قادر نہیں تھا یا اُسکا رسولؐ ہنت

ہدایت کرنے کی لیاقت وقابلیت نہیں رکھتا تھا اسیوجہ سے تمام دنیا کا اتفاق نہوا
وسیعلموا الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون خدا اور رسول خدا اُنکے کہنے سے بیکار ومعطل نہیں
ہوسکتے اور نہ اسکی خدائی اور نہ رسول کی رسالت بناہی ضائع وبرباد ہوسکتی ولوشئنا
لاتینا کل نفس ھدھا ولکن حق القول منی لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین
قول باری تعالیٰ انشاء اللہ صحیح ودرست ضرور ہوگا دین میں زبردستی اُسکو منظور نہیں ہے
نہ اسکا محل وموقع ہے علی ہذا القیاس جناب امیرؑ کا اسوقت تلوار علم کرنا مصلحت وموقع ز کہتا تھا
جانبین کا خداوند عالم کو امتحان مدنظر تھا اسطرف صبر وتحمل کا امتحان تھا تو اسطرف ظلم وجور
کی جانچ ہورہی تھی دیکھئے آپ تو اسلام کا دم بھرتے ہیں مسٹر گبن۔ مورخ عیسائی مذہب کے
اسی بارہ میں چند فقرہ بغور ملاحظہ کیجئے وہ اپنے ہسٹری آفدی سراسنز دسلمانون کی تاریخ
میں لکھتا ہے محمد رسول اللہ نے اسلام کو ایک شیرخوار بچہ چھوڑا اگر علی داماد محمد کا اس
وقت تلوار پکڑتا تو یہ بچہ شیرخوار قتل ہوجاتا اور پھر اسلام مدینہ کی فصیل سے باہر نہ نکلتا
چشم انصاف کہئے کہ آپکے خیالات اور اس مورخ عیسائی کے خیالات میں کس قدر زمین
وآسمان کا فرق ہے اور پھر آپ مدعی اسلام اور اس بیچارہ پر کفر والحاد کا الزام ع
این کار از تو آید ومردان چنین کنند۔

تذکرہ مسٹر گبن مورخ عیسائی

قولہ اے صاحب انصاف اگر یہ روایت حضرت سلیمان کی حسب عقیدہ جناب ملا صاحب
موصوف وارشاد جناب امیرؑ کا قابل تسلیم ہے تو تفصیل اجمال عبارت جناب ملا صاحب
یہ ہوتی ہے تفصیل فقرہ اول حضرت فاطمہ معصومہ ازلی نے حضرت سرور کائنات علیہ
الصلواۃ والسلام کا کچھ ماتم وغم والم وفکر فاتحہ وغیرہ نہ کیا اور نہ آیہ کریمہ وقرن فی
بیوتکن الخ کی تعمیل وتعظیم کا لحاظ فرمایا فوراً دنیا طلبی میں ہمراہ حضرت امیرؑ کے در بدر انصار
انصار ومہاجرین تین شب پھریں

اقول اے صاحب انصاف اگر روایات غیر منقولہ از کتب معتبرہ مثل روضۃ الصفا

وحبیب السیر در رسالہ منصب امامت مولوی اسمعیل صاحب برادر زادہ شاہ عبدالعزیز حسب
عقیدہ علماء اہل سنت و ارشاد رسول مقبول قابل تسلیم ہیں تو خلاصہ مطلب جملہ عبارات علماء
واحادیث محدثین فضلا یہ ہوتا ہے کہ سب سے اول خلفاء راشدین جن کے بارہ ہیں
افضل البشر بعد نبینا ابوبکر ثم عمر ثم عثمان وار دہے اور بقول آپکے اُن اصحاب وفادار و
یاران اخیار و جان نثاران غمگسار حضوصاً جیسے یار غار رسول مختار نے حضرت سرور
کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کچھ ماتم و غم والم و فکر دفن و کفن فاتحہ وغیرہ نکیا اور نہ حسب
قاعدہ رسم و رواج صاحبان عزا یعنی اہلبیت رسول مقبول کو وفات رسول حاپر سا دیا اور
نہ نا وجود ادعائے محبت و مودت رسم تعزیت کو ادا کیا بلکہ نہ آیہ کریمہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا
الا المودۃ فی القربیٰ کی تعمیل و تعظیم کا لحاظ کیا رسول کی آنکھ بند ہوتے ہی ادہر تو علی مرتضیٰ
تجہیز و تکفین رسول اللہ میں مشغول ہوئے اور ادہر فوراً ان لوگوں کو دنیا طلبی لاحق
حال ہوئی اور بہ طمع نفسانی ہمراہ یاران جلسہ سقیفہ بنی ساعدہ میں جو بنا بر تصریح صاحب
غیاث اللغات مجمع گاہ بدمعاشان تھا بد حواس افتان و خیزان گرتے پڑتے گھسٹتے گھسٹاتے
گئے اور وہاں جا کر آپس میں دھینگا مشتی ہما انمیر و منکم امیر کے نعرے بلند کردئے نہ انکو وفات
رسول کا غم ہوا اور نہ جنازہ رسول کے دفن کی کوئی فکر ہوئی افسوس جو نبی امی ایک لاکھ
چوبیس ہزار پیغمبروں میں سب سے افضل و بزرگ ہو اسکا جنازہ یوں پڑا رہے حالانکہ
شرعاً ادنیٰ مسلمان کی تجہیز و تکفین میں شراکت اور شمولت کا حکم ہے اور یہاں ان
لوگوں کو اپنے جلوے مانڈے سے پڑی ہوئی تھی آخر بصلاح و مشورہ چند یاران
جلسہ مسند رسول غصب کر کے عام لوگوں سے بیعت لینے لگے اور خود بھی وہ یاران جلسہ
بفحوائے من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو دست بیعت ہوئے اب کیوں نہو آپ بھی
تو انھیں کے مقلد اور قدم بقدم ہیں اسیوجہ سے آپ نے بھی آیۂ کریمہ مذکورہ قل
لا اسئلکم کو پس پشت ڈال کر صرف محبت لسانی ان کی ہیں سرشار ہو کر بڑے شد و مد سے

اظہار ریاکاری و فریب دہی کا خطاب

تفصیل اجمال عبارت جناب ملا صاحب کا غل مچا رہے ہیں کیا وہ صاحبان انصاف
جنکو آپ اپنا مخاطب بنا رہے ہیں آپکے روبرو عبارت فارسی جناب ملا صاحب
پیش کرکے جسکا آپ نے ترجمہ اپنی مکاری سے آٹھ فرلانگ بعد لکھاہے آپ سے یہ دریافت
کریں گے کہ بمقتضائے مثل دروغگورا حافظہ نباشد آپ تفصیل جناب ملا صاحب کی کون
سی عبارت کی فرما رہے ہیں اسکے بعد پھر اپنی مدہوشی میں فرماتے ہیں تفصیل فقرہ اوّل
جو فقرات ہشتگانہ کی ذیل میں بیان ہوچکا ہے۔ اجی حضرت ہوش میں آیئے یہ رام کہانی
تو آپ پہلے ہی گا چکے تھے یہاں کیا پھر مے محبت لسانی نے مست کردیا کہ دوبارہ
بہک گئے اور سبق اول کا پھر دور شروع کردیا ملا صاحب کی عبارت میں کہاں یہ اجمال
ہے کہ جسکی آپ تفصیل ارقام فرما رہے ہیں فہل ہذا الابہتان عظیم نیز آپ کی اس فریب
دہی سے یہ امر بھی معلوم ہوا کہ آپ نے تفصیل میں تقلید انھیں راویان کذابان کی
کی ہے جنھوں نے رسول اللہ کے ذمہ مصنوعی احادیث مثل نحن معاشر الانبیاء وغیرہ
وغیرہ کا افتراء و بہتان کرکے اُسکے ذریعہ سے اُن کے اہلبیت طاہرین کو اُن کے حقوق
سے محروم کردیا بالآخر اُسیکا یہ نتیجہ ہے کہ آپ نے اور دیگر مخالفین نے اُن اہل بیت رسول
پر جن کی شان میں خود رسول نے مثل اہلبیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبہا نجے و من تخلف
عنہا ضل و ہوی فرمایا ہے) جبکہ وہ اپنا حق شرعی طلب کرنے لگے تو دنیا طلبی کا افتراء
الزام لگایا ہم آپ سے ہی دریافت کرتے ہیں انصافاً تو کہو کہ تفصیل آپ کس اجمال
کی کر رہے ہیں۔ آیا عبارت فارسی ملا صاحب کی یا اپنے فقرہ اول کی جو منجملہ فقرات
ہشتگانہ کے ہے شرم شرم مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد معلوم
ہوا کہ اسی دھوکہ دہی کی غرض سے آپ نے عبارت فارسی کہیں لکھی اور ترجمہ اسکا
کہیں لکھا ماشاء اللہ یہ کارندہ گری کی سی چالیں اور ہمارے روبرو یہی حال آپ کے
اسلاف کا بھی تھا وہ بھی ہردم و ہر لحظہ شطرنج کی سی چالیں سوچتے پھرا کرتے تھے

مگر کیا ہو ایریل ون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکٰفرون
اسمقام پر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ مختصر گفتگو میراث جناب سیدہ کے متعلق کی جاوے
جس کے بعد آیۂ مبارکہ وقرن فی بیوتکن کی مخالفت کا جو آپنے اپنی خام خیالی سے
اعتراض جناب سیدہ دختر رسول کی نسبت ارقام فرمایا ہے انشاء اللہ بخدا فیرہ رفع
ہو جائیگا دیکھو کتاب سراجی مطبوعۂ مطبع عبدالاحد مجتبائی دہلی فصل فی الموانع
من الارث اربعة الرق کاملا کان او ناقصا والقتل الذی یتعلق بہ وجوب
القصاص او الکفارۃ واختلاف الدین واختلاف الدارین ترجمہ میراث کے
نہ ملنے کے چار سبب ہیں اول غلام ہونا وراثت کا مانع ہے غلامی کامل ہو یا ناقص دوسرے
قتل کرنا جس سے قصاص یا کفارہ واجب ہو تیسرے دین کا اختلاف۔ چوتھے دارین کا اختلاف
ہے فقط اور تفسیر معالم التنزیل کے صفحہ ۲۱۱ میں ہے والاسباب التی توجب حرمان
المیراث اربعة اختلاف الدین والرق والقتل وعمی الموت ترجمہ میراث سے محروم
رہنے کے چار سبب ہیں (۱) اختلاف دین (۲) کسی کا غلام ہونا (۳) کسیکو قتل کردینا (۴) اندھی
موت اختلاف دین سے مراد کفر و اسلام ہے ہر دو متوارثین کا۔ غلامی سے مراد عام غلامی
ہے ناقص ہو یا کامل اسیطرح قتل سے مراد قتل عام ہے عمدًا ہو یا خطاً، اندھی موت سے
مراد یہ ہے کہ متوارثین میں سے دونوں کا حال معلوم نہوا کہ اول کون مرا ہے اور بعد
میں کون مرا ہے بغرض اختصار محض دو مقام لکھے گئے خلاصہ ہر دو مقام سے مثل روز
روشن معلوم ہوا کہ نبوت مانع میراث نہیں ورنہ فقہا اہل سنت نبوت کو بھی موانع میراث
میں شمار کرتے ہیں علاوہ اس کے آیہ میراث یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ
الانثیین سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے چنانچہ تفسیر معالم اور فتح الباری شرح صحیح بخاری
کی کتاب فرائض میں متعلق شان نزول آیۂ مذکورہ یہ لکھا ہے کہ روز جنگ احد حضرت
سعد بن ربیع نقیب جب رتبہ شہادت پر فائز ہوئے تو ان کے پس ماندگان چار آدمی

نبوت مانع میراث نہیں

رہے ایک زوجہ اور دو لڑکیاں اور ایک بھائی - کل مال متروکہ پر حضرت سعد کا بھائی قابض ہوگیا زوجہ سعد مع ہر دو دختران کے حاضر خدمت باسعادت جناب نبوی ہوئی اور عرض کیا کہ یا حضرت اِن لڑکیوں کے چچا نے تمام مال پر قبضہ کر لیا ہے اور باپ ان کا سعد جنگ احد میں عزت شہادت سے سرفراز ہوا اب میں بیوہ کیونکر ان کی پرورش و شادی کروں حضرت نے فرمایا اچھا تم جاؤ کیا عجب کہ تمھارے معاملہ میں حکم خدا صادر ہو پس فوراً آیۂ مبارکہ یوصیکم اللہ الخ نازل ہوئی پس سعد کے بھائی کو حضرت نے طلب فرمایا اور ارشاد کیا کہ سعد کی دونوں لڑکیوں کو اُسکے ترکہ سے دو تہائی اور لڑکیوں کی ماں کو آٹھواں حصّہ دے دو باقی ترکہ تمھارا حق ہے اسلام میں پہلی پہل یہ سعد کی میراث تقسیم ہوئی ہے اور جنگ احد غالباً ۳ھ ہجری میں واقع ہوئی اور جنگ کے بعد حضرت رسول مقبول تقریباً ۷ برس زندہ رہے اسی آیہ شریف کے مطابق عمل درآمد ہوتا رہا اگر نبوت کی میراث اِس آیۂ شریفہ سے ثابت نہوتی تو حضرت اسیوقت فرما دیتے کہ تمام امت کی اولاد اسی طریق پر وارث ہوگی الا میری اولاد وارث نہوگی تعجب ہے تو یہ ہے کہ اہلبیت پیغمبر کو جو کہ بمقتضی حدیث ثقلین واجب الاتباع مانند قرآن شریف کے ہے قرآن شریف کی آیت کے معنی معلوم نہوں اور خاصکر وہ مسئلہ جس کی وجہ سے یہ میراث پدری سے محروم ہونے والے تھے اسی سے بالکل بے خبر رہے اور افسوس نہ رسول اللہ نے انکو تعلیم کیا کہ بعد میرے تمکو میراث میں کوئی حق حاصل نہوگا - منشی جی اگر حضرت کے عہد کرامت مہد میں انبیا، کی میراث کا نہونا مشہور ہوتا تو ادنی عقل و فہم والا شخص کہ سکتا ہے کہ باوجود شہرت کبھی جناب سیّدہ اپنے والد کے ترکہ کا مطالبہ نفرماتیں نیز جناب امیر خود فرما دیتے کہ آپکو خود حضرت اپنی زندگی ہی میں میراث سے محروم فرما چکے ہیں کہ نبیوں کا کوئی وارث نہیں ہوتا ان کا ترکہ صدقہ ہے اس سے صاف ثابت ہوا کہ عدم توریث کا مسئلہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد گڑھا گیا ہے اگر موانع ارث

اولاد کے ہوتے چچا کیوں وارث ہوا

ہیں بنوت داخل ہوتی تو علمائے امت محمدیہ میں ہرگز اختلاف پیدا نہوتا پس ثابت
ہوا کہ کوئی دلیل قطعی مثبت عدم توریث انبیاء پائی نہیں گئی - حالانکہ بالخصوص
میراث انبیاء کی نسبت ایک آیت سورۂ مریم میں اور دوسری سورۂ نمل میں موجود ہے
وانی خفت الموالی من ورائی وکانت امرتی عاقرا فہب لی من لدنک ولیا
یرثنی ویرث من آل یعقوب واجعلہ رب رضیا دوسری آیت ثبوت میراث
انبیا یہ ہے وورث سلیمان داؤد ترجمہ آیہ اول قرآن شریف مترجم مولوی رفیع الدین
دہلوی ۷، ۳ سے لکھا جاتا ہے یعنی اے میرے پروردگار اور تحقیق میں ڈرتا ہوں
وارثوں اپنے سے پیچھے میرے اور ہے عورت میری بانجھ پس بخش تو واسطے میرے
اپنے پاس سے ولی کہ وارث ہو میرا اور وارث بعض اولاد یعقوب کا ہو اور کر دے
اُسکو اے رب میرے پسندیدہ - ترجمہ آیہ دوسری اور وارث ہوا سلیمان داؤد کا
اب معلوم کرنا چاہئے کہ حضرت زکریا کو اپنی وفات کے بعد اپنے چچازاد بھائیوں سے
کس چیز کا خوف تھا جو اُنھوں نے جناب احدیت سے وارث ہونے کے لئے نیک بیٹا
طلب کیا آیا وہ کچھ مالدار تھے جنکا خیال آیا کہ بصورت لاولدی میری وفات کے بعد
چچازاد بھائی کہ مفسد ہیں کل میرا مال ہڑپ کر جائیں گے یا اُنجناب کو یہ خوف ہوا کہ وہ
میرے بعد میرے علم کے صحیفوں اور کتابوں کی مالک ہوئی اور میری بنوت کے مالک
ہوکر گویا خود نبی بنجائیں گے اور یہ اندیشہ دامن گیر ہوا کہ وہ غلط مسائل اور نفسانی
خواہش کے پیرو ہوکر تاویلات غلط کرکے گمراہ کریں گے پس اب ہم کہتے ہیں کہ اگر واقعاً
حضرت زکریا کے بھائی نیک ومتقی ابرار صالح خدا کے نزدیک قابل و لایق پیغمبری
کے تھے تو حضرت زکریاؑ پر نعوذ باللہ حسد کا الزام آتا ہے گویا اُن کو اپنے بھائیوں کا
پیغمبر ہونا گوارا نہوا اُنھوں نے اسیوجہ سے فرزند کی دعا کی حالانکہ حضرت زکریا اس
الزام سے بری ہیں اور اگر حضرت زکریا کے بھائی واقعی نالایق مفسد اور شریر بدکار

ثبوت میراث واسطے حضرت سلیمان وحضرت داؤد

تھے تو اس صورت میں اُن کا پیغمبر ہونا خداوند عالم کی طرف سے محال تھا پھر اُس
سے ذکریا کو خوف کرنا اور طالب فرزند ہونا اور بھی بے محل ٹھہرتا ہے خداوند عالم فرماتا ہے
لاینال عہدالظالمین یعنی عہدہ نبوت میرا ظالموں کو نہیں پہنچ سکتا ہے لامحالہ ثابت
ہوا کہ حضرت زکریا کو اندیشہ اپنے بھائیوں سے شق اوّل یعنی وراثت مالی کا ہوا تھا
بدیں وجہ دعا فرمائی اس لئے کہ ان کی لاولدی کی صورت میں بھائی وارث ہوتے
جو اُن کے خلاف تھے اور مال عام اس بات سے ہے کہ جائداد و مکان نقود ہو یا
جنس پارچہ و کتاب وغیرہ سے ہو چنانچہ اسیغرض سے حضرت نے دعا کی فرزند صالح
نیک کی تاکہ وہ مال کا وارث ہو اور اسکو ضائع و برباد نکرے حرام کاموں میں
اور کتابوں میں تغییر تبدل تاویلات غلط کر کے خلقت خدا کو گمراہ نکرے پس آیۂ مذکور
میں وراثت سے وراثت علم و نبوت مراد لینا ظاہر معنی قرآن شریف کے بالکل خلاف
ہے دیکھو حضرت زکریا کا دعا کرنا کہ وہ وارث پسندیدہ خو ہو صاف دلیل اس کی ہے
کہ وارث سے مراد وارث مالی ہے اگر مراد یہ ہوتی کہ وارث پیغمبری کا عطا کر تو پھر
اس کے پسندہ خو ہونے کی دعا نکرتے بدخو نبوت کی لایق کب ہوتا ہے ہر چند کہ مال کو
خیرات کر دینے سے حضرت کو بھائیوں سے کسی قسم کا خوف اور اندیشہ نہ تھا مگر بقول
شاعر ع دولت کوئی دنیا میں پسر سے نہیں بہتر اسوجہ سے جناب زکریا نے چاہا کہ اگر
حق تعالیٰ نیک بیٹا عطا فرمائے اور وہ ہی مال کا وارث ہو تو یہ موجب تضاعف
اجر و مثوبات اور بقائے مال کا ایک مدت دراز تک ہوگا جس کی وجہ سے امورات
خیر اور احسانات و مراعات برادران ایمان کے ساتھ عمل میں لاتا رہے گا نیز آیہ کریمہ
میں وراثت مالی مراد ہونا حضرت حسن بصری کے کلام سے بھی بخوبی ثابت ہوتا ہے
جیسا کہ ملا علی قاری نے شرح مشکواۃ شریف میں اون کا یہ قول لکھا ہے و خالف
الحسن البصری فی المسئلة للعامة قال هی وراثة مال لا نبوة ولا علم یقل

انی خفت الموالی من ورائی اذ کانوا یخافونہم علی النبوۃ یعنی حسن بصری نے کہا ہے
کہ اس آیت میں وراثت سے مراد وراثت مالی ہے نہ نبوت ورنہ حضرت زکریا وانی خفت
الموالی من ورائی یعنی میں اپنے بھائیوں سے ڈرتا ہوں اپنی وفات کے بعد نہ فرماتے
کہ وہ اُن سے نبوت کے ملجانے پر خوف نکرتے تھے کہ پیغمبر خدا حسد سے پاک ہوتے ہیں
پس آیت مذکورہ سے ثابت ہوا کہ انبیاء میں توارث ہوتا ہے اور ان کی اولاد محروم
الارث نہیں ہوتی ورنہ حضرت زکریا وارث کی دعا نفرماتے ہر چند کہ ولی کا لفظ دعا
کا مطلب پورا کرتا ہے یرثنی اُس پر زیادہ کرنا ضرور نہ تھا ظاہر ہے کہ بیٹا یا پچا وارث
ہوا کرتا ہے مگر حضرت کا مقصود تو یہ تھا کہ ایسا ولی عطا کر جو میرے بعد زندہ رہے اور
مالک اور وارث میرے مال کا ہو اسوجہ سے یرثنی کا لفظ بڑھایا اور تفسیر کبیر میں فخر الدین
رازی نے لکھا ہے کہ سدی اور مجاہد اور شعبی اور حضرت ابن عباس اور حسن بصری
اور ضحاک نے کہ سب کے سب علماء اہل سنت میں اکابر اور مقبولین مفسرین ہیں آیت
کریمہ یرثنی میں وراثت مالیہ مراد لیا ہے چنانچہ منجملہ انکے فخر الدین رازی اپنی تفسیر
کبیر میں لکھتے ہیں والاولی ان یحمل علی کل ما فیہ نفع وصلاح فی الدین
وذالک یتناول النبوۃ والعلم والسیرۃ الحسنۃ والمنصب النافع فی الدین
والمال الصالح فان کل ھذہ الامور مما یجوز توفر الدواعی علی بقائھا
لیکون ذالک النفع دائما مستمرا انتہی آیہ کریمہ مذکورہ میں بہتر یہ ہے کہ مراد لی
جائے ہر چیز سے جس میں نفع اور صلاحیت دین ہو کہ یہ بات شامل ہے نبوت اور
علم اور سیرت حسنہ اور منصب نافع فی الدین اور مال صالح کو کہ ان سب امور کا بقا
ضروری ہے تا کہ نفع دائمی اور ہمیشگی ہو پس بشہادت ثقات محدثین ومفسرین
روشن ہوا کہ انبیاء محروم الارث نہیں ہوتے اور آیت میراث سے نبی خارج نہیں ہیں
ورنہ موانع ارث جو کتب فقہیہ سے سابق ہمنے لکھے اُن میں نبوت بھی ضرور داخل

ہوتے علی ہذا القیاس آیہ ثانیہ مذکورہ وورث سلیمان داؤد میں بھی وراثت مالی مراد
ہے نہ علم و نبوت چنانچہ بغوی نے تفسیر معالم التنزیل میں تحت آیہ کریمہ اذ عرض علیہ
بالعشی الصافنات الجیاد لکھا ہے قال مقاتل ورث من ابیہ داود الف فرس یعنی
مقاتل نے کہ اکابر اہلسنت سے ہے لکھا ہے کہ حضرت سلیمان اپنے باپ داؤد کے ترکہ سے
ایکہزار گھوڑوں کے وارث ہوئے اسیطرح علامہ دمیری شافعی نے کتاب حیات الحیوان
میں اور بیضاوی نے اپنی تفسیر میں اور زمخشری نے ربیع الابرار اور تفسیر کشاف میں لکھا ہے
یہاں بھی بشہادت علمائے مفسرین و معتبرین ثابت ہوا کہ وراثت سے آیہ ورث
سلیمان میں وراثت مالی مراد ہے نہ علمی و پیغمبری کیونکہ یہ جب مراد ہوسکتے ہیں جبکہ
حضرت داؤد علیہ السلام کی زندگی میں حضرت سلیمان کا بےعلم ہونا ثابت کیا جائے
اور یہ امر خلاف واقع ہے بلکہ وہ تو اپنے باپ ہی کی زندگی میں علم اور نبوت سے ممتاز
تھے پس جو نعمت انکو اپنے باپ کی زندگی میں حاصل نہ تھی وہ کیا یعنی تخت حکومت
داؤدی اور حملہ جائداد وغیرہ وہ انکو حضرت داؤد کی وفات کے بعد حاصل ہوا
چنانچہ اسے احسان کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ورث سلیمان وداؤد کہ سلیمان کو داؤد
کا وارث کلی کیا دیکھو اسیوجہ سے جناب امیرؑ نے وقت مطالبہ فدک وغیرہ متروکات
جناب نبوی کے جناب ابوبکر کے جواب میں انہیں دونو آیتوں کو پیش کیا تھا جبکہ جناب
خلافت مآب نے حدیث نحن معاشر کو بیان کیا تھا جسکا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ رسول
مقبول نے فرمایا ہے کہ ہم گروہ انبیا کا کوئی وارث نہیں ہوتا ان کا ترکہ سب صدقہ ہے
تو حضرتؑ نے فرمایا تھا یہ حدیث قرآن شریف کے مخالف ہے خداوند عالم کا حکم
میراث عام ہے جس میں انبیاء بھی داخل ہیں شاہد اسپر آیہ یرثنی و یرث من آل
یعقوب و ورث سلیمان داؤد ہے یعنی حضرت ذکریا نے دعا کی درگاہ خدا میں
مجکو ایسا فرزند عطا کر جو کہ میرا اور بعض اولاد یعقوب کا وارث ہو چنانچہ ان کے

جواب میں حضرت خلافت مآب کو بجز سکوت کوئی چارہ نہوا جیسا کہ یہ مضمون کنز العمال
میں مذکور ہے[حاشیہ] پس صاف روشن ہوا کہ بالخصوص انبیاء کی میراث قرآن شریف سے ثابت
ہے باقی حضرت داؤد کے اور وارثوں کا سوائے حضرت سلیمان کے قرآن شریف میں ذکر
نفرمانا اسپر دلالت نہیں کرتا کہ حضرت سلیمان کی وراثت مالی نہ تھی بلکہ وراثت علمی اور
پیغمبری کی تھی اس لئے کہ اول تو بسند معتبر وصحیح یہ امر ثابت نہیں ہی کہ حضرت سلیمان
کے اور بھائی بھی تھے اور اگر ہوں بھی تو اُن کا ذکر نکرنا مقتضی اس امر کو نہیں ہی کہ
انکو حق وراثت نہیں ملا۔ بلکہ مقصود حضرت سلیمان کا بیان شان وعظمت وجلالت
ہے کہ پیغمبر تھے حضرت داؤد کے بیٹوں کا بیان اور ان کی میراث اس لئے اوروں کا
ذکر نہیں کیا گیا اگر اُن کا عدم ذکر مستلزم نفی میراث کا اُن سے ہوتا تو آیت کریمہ ووھبنا
لداؤد سلیمان سے صاف پایا جاتا ہے کہ حضرت سلیمان کے سوا حضرت داؤد کے کوئی
فرزند نہ تھا کیونکہ اس آیہ کے یہ معنی ہیں کہ دیا ہمنے داود کو سلیمان اور کسی بیٹے کا ذکر
نہیں فرمایا پس حقتعالی کا حضرت داؤد کے اور بیٹوں کی میراث کو ذکر نکرنا موجب
اسکا نہیں ہو سکتا کہ آیہ وورث میں وراثت علمی اور پیغمبری مراد ہے بعض مقامات سے
معلوم ہوتا ہے کہ حضرت داود کے ۱۹ بیٹے تھے لیکن سوائے حضرت سلیمان کے اُن سب کا
زندہ رہنا بعد وفات حضرت داؤد کے ثابت نہیں ہوا بصورت تسلیم حضرت داؤد
کی شریعت میں سب کا یکساں وارث ہونا ثابت نہیں کیا گیا بلکہ ممکن ہی کہ اُن کی
شریعت میں قایمقام میں میراث منحصر ہو اور بیٹوں کو نہ ملتی ہو یا حضرت داؤد

ثبوت میراث اولاد حضرت داؤد

[حاشیہ] حدیث کنز العمال عن ابن جعفر قال جاءت فاطمہ الی ابی بکر تطلب میراثہا وعباس ابن عبد المطلب
یطلب میراثہ وجاء معہما علی فقال ابوبکر قال رسول لانورث ما ترکناہ صدقہ فقال علی ورث سلیمان
داؤد وقال ذکریا یرثنی ایرث من آل یعقوب قال ابوبکر ھو ھکذا وانت واللہ تعلم مثل ما اعلم
فقال علی ھذا کتاب اللہ ینطق فسکتوا وانصرفوا انتہی ۱۲

کی زندگی ہیں وہ سب مر چکے ہوں وراثت مالی کا سبب مُورث کی موت ہے اور نبوت میں یہ بات
نہیں ہے کہ والد کی موت ولد کی نبوت کا سبب ہو پس ثابت ہوا کہ حضرت سلیمان اپنے پدر بزرگوار حضرت
داؤدؑ کے مال کے وارث ہوئے نہ بعد نبوت پیغمبران علیہم السلام از کلام الملک العلام خلاصۂ مرام یہ ہے
کہ بشہادت ثقات محدثین ومفسرین جس طرح دیگر انبیا کا ترکہ اُن کے وارثوں کو ملا اسی طرح لازم
تھا کہ ہمارے پیغمبر کا ترکہ اُن کے وارثونکو ملتا۔ اور خلاف احکام قرآنی کلیہ نحن معاشر الانبیاء
لا نرث ولا نورث ما ترکناہ صدقہ جعلی ووضعی قرار دیا جائے جس کے ناقل خبر سے محض ایک
شخص یعنی خود حضرت ابوبکر ہیں جنکا بیان قابل اطمینان وتسلیم نہیں جبکہ وہ اقرار کریں ان لی
شیطاناً یعتریني جب شیطان کا اپنر تسلط وغلبہ ہو تو بھلا کون عاقل باور کرے گا کہ یہ قول اُن
کا جو صریح رسول پر بہتان ہے صحیح وسچا ہو۔ اور اگر یہ حدیث حق ہوتی تو رسول پر لازم تھا کہ
اس حکم کی اطلاع جناب فاطمہ کو دیتے تا کہ وہ ناحق دعوے نکرتیں بڑے افسوس کی بات ہے
کہ رسول مقبول نے اپنے اہلبیت عصمت وطہارت خصوصاً اپنی دختر نیک اختر کو اس حدیث سے
مطلع نفرمایا اور نہ کسی دوسرے صحابی کو اُس کی خبر دی صرف یار غار سے ہی یہ حدیث فرمائی
اور اس کی شاہد محض ایک شخص حضرت عمر واہ صاحب بقول شخصے چور کا بھائی گانٹھ کٹ بیاں
ہوش کے ناخن لواؤ اور غور کرو اس سے تو صراصر رسول مقبول معاذ اللہ مفسد وملزم ٹھہرتے ہیں
اور گویا خود وہ خباب فساد کا مہیج ہو گئے کہ اپنے اہلبیت کو خبر ندی اُنھوں نے حسب قانون
مجریہ اپنا حق طلب کیا اس وجہ سے انکو ایک ایک انصار کے گھر بقول آپکے دربدر پھرنا پڑا بالآخر
جو جو اُنکو صدمات اور رنج لاحق ہوئے وہ کتب اہل سنت میں مندرج ہیں۔ پھر اُن ظلم وستم
اور ہتک حرمت اہلبیت بلکہ جملہ خرابیوں کا منبع خود آنحضرت کی ذات تقدس ٹھیرتی ہے کہ انھوں
نے امور دین اور تبلیغ احکام الٰہی میں خصوصاً وانذر عشیرتک الاقربین کو معاذ اللہ پس پشت
ڈال کر بہ نسبت اپنے اہلبیت کے اسدرجہ سستی اور کاہلی کی کہ ادنی امر میراث جو خلاف حکم
قرآنی تھا اُس سے انکو آگاہ نہ کیا ہے کوئی مسلمان جو ان باتوں کو رسولؐ کی جانب تجویز کرے

پس معلوم ہوا کہ ہر زمانہ میں از زمان حضرت آدمؑ تا جناب خاتمؐ یہ سلسلہ تقسیم میراث کا جاری
تھا بنا بر مشہور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا گذرے اور اکثر و بیشتر کے احوال مع اُن
کی اولاد کے کتب تواریخ میں مندرج ہیں کوئی مسلمان ایسے امر عظیم کو جو خلاف معتاد
اور خلاف حکم قرآن کے ہے (یعنی انبیاء کی اولاد کا محروم الارث ہونا) اسکو کسی کتاب سے
کتب انبیاء اور تواریخ انبیاء سے ثابت کرے سوائے قول حضرت ابو بکر تن تنہا یا دو ایک
اُن کے ہم پیالہ و ہم نوالہ اشخاص کے جن کی عصمت کا فرقہ سنیہ میں کوئی عالم قائل نہیں ہے
اور تعجب ہے کہ اتنے انبیاؤں کے زمانہ میں کہ تقریبًا سب ہی صاحب اولاد گذرے ہیں کسی کی اولاد
میں ایسا واقعہ پیش نہیں آیا ہمنے نہ کہیں دیکھا اور نہ سنا کہ کسی نے یہ لکھا ہو کہ عصائے موسے
یا خاتم سلیمانی - یا اسلحہ فلاں پیغمبر صدقہ میں فلاں شخص کو دیا ہے یا کوئی فقیر فخر و مباہات
کرتا ہو کہ فلاں پیغمبر کی فلاں چیز مجھکو صدقہ میں پہنچی ہے پس منصف لبیب کے نزدیک ادنیٰ
تامل میں یہ بات منکشف ہوگئی کہ یہ حدیث نحن معاشر حضرت ابو بکر کی من گھڑت تھی حالانکہ
کتب اصول میں اہل سنت کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ ایک صحابی کی حدیث پر عمل نہیں ہو سکتا
پھر اسپر اندھے ہو کر حدیث نحن معاشر کو صحیح سمجھ رہے ہیں ان ہذا الشی عجاب خلاصہ جبکہ
حدیث نحن معاشر وضعی اور جھوٹی ثابت ہوئی تو لامحالہ ترکہ رسول بعد وفات رسول ان
کے ورثہ کو ملنا چاہیے اب ورثہ میں علاوہ دختر نیک اختر جناب فاطمہؑ کے ازواج رسول
بھی ہیں اب غور کرنا چاہیے کہ آیا اس حدیث کی رو سے حضرت ابو بکر نے محروم رکھا یا
محض جناب فاطمہؑ ہی کو ہم جہاں تک نظر تعمق و غور سے دیکھتے ہیں تو یہی دیکھتے ہیں
کہ محض جناب سیدہ ہی کو محروم رکھا ازواج کے واسطے یہ حدیث ہی نہ تھی مثل مشہور ہے
اندھا بانٹے شبرنی اور اپنے اپنے کو دے اگر یہ بات نہیں ہوئی تو پھر فرمائے کہ خانۂ
رسولؐ میں حضرت ابو بکر صاحب نے اپنے دفن کرنے کی کیوں وصیت فرمائی نیز اسی طرح اُن
کے قدم بقدم دوسرے صاحبنے اور متبعین کے خطاب سے مخاطب ہوئے میراث رسولخداؐ

وضعی ہونا حدیث نحن معاشر کا

صدقہ ہونے کی بنا پر یہ وصیت بھی شرعاً ناجائز ہوئی اور اسپر عملدرآمد کرنے والے بھی
مردو صاحبان کی
گنہگار ہوئے پس ثابت ہوا کہ یہ وصیت بوجوہ چند بالکل خلاف شرع ہوئی اولاً یہ کہ
تصرف ملک غیر میں بلا ضرورت شرعیہ جائز نہیں ہے دوسرے یہ کہ خود خداوند عالم
نے خاص خانۂ رسول خدا میں بدون اذن داخل ہونے کی اجازت نہیں دی ہے آیۂ کریمہ
یا ایہا الذین امنوا لا تدخلو بیوت النبی الخ شاہد ہے تیسرے یہ کہ کودال و پھاوڑہ وغیرہ
سے ہر دو قبر شیخین کے کھودنے میں آواز ضرور بلند ہوئی حالانکہ اسکی بھی خداوند عالم نے
ممانعت فرمائی ہے یا ایہا الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم کہ نبیؐ کے پاس اپنی آوازیں بلند نکرو
اور آواز عام ہے زبان سے ہو یا کسی اور شے کے ذریعہ سے ہو۔ اور حرمت مومن خصوصاً
آنحضرت صلعم کی موت و حیات میں مساوی ہے ہر حال میں رعایت اُن کی واجب و لازم
ہے اور بقول قاسم نانوتوی وہ جناب تو زندہ ہیں اور قبر کے گوشے میں بیٹھے ہوئے ہیں پس
یہ شیخین جو مقام قبر رسول میں دفن ہوئے تو دو حال سے خالی نہیں ہے یا تو وہ مقام
دوسرے ورثہ کو میراث میں ملے تھے یا صدقہ میں تھے اگر میراث میں پہنچے تو ابوبکر و عمر کو
اپنے اپنے دفن کی وصیت کرنا بدون رضامندی و اجازت ورثہ دیگر جائز نہ تھا
حالانکہ کسی روایت و حدیث میں یہ منقول نہیں ہے کہ اُنھوں نے ورثہ سے اجازت یا خرید
وغیرہ سے اس جگہ کو اپنی لیئے طے کرلیا ہو اور اگر وہ مقام صدقہ میں تھا تو لازم تھا کہ جملہ
مسلمانوں سے خریدتے یا سب کی رضامندی و اجازت لیتے اور اگر یہ جگہ جس میں وہ
دفن ہوئے حیات رسول میں ہی عائشہ کی جانب بذریعۂ ہبہ وغیرہ منتقل ہو چکی تھی تو لازم
تھا کہ جس طرح جناب فاطمہ دختر رسول سے اُن کے دعوے کرنے کی صورت میں۔ ہبہ نامہ وغیرہ
طلب کیا اپنی دختر سے بھی طلب فرماتے۔ بہر حال اگر ترکہ رسول میراث قرار دیا جائے تو قبل از
تقسیم بدون اجازت تمام ورثہ اسمیں دفن ہونا اور دفن کی وصیت کرنا جائز نہ تھا
اور اگر صدقہ قرار دیا جائے تو اسمیں سب مستحقین شریک تھے بدون اُن کی اجازت کے جائز نہ تھا

مقام رسول میں شیخین کا دفن ہونے کے لئے وصیت کرنا ناجائز تھا

حکایت فضال بن حسن

اور تنہا بی بی عائشہ وحفصہ کی اجازت اول تو کافی نہیں تھی ماسوائے اس کے ان کا حصہ میراثی اسقدر کہاں تھا جس میں یہ دونوں دفن ہو سکتے حکایت قابل دید وشنید فضال بن حسن کا ایک روز مجلس ابو حنیفہ میں گذر ہوا جبکہ وہ اپنے شاگردوں کے درس میں مصروف تھے فضال نے اپنے رفیق سے کہا میں آج ابو حنیفہ سے دو تین باتین دریافت کر کے اسکو ضرور شرمندہ کردں گا اور بدون بند کئے یہاں سے ہرگز نہ جاوں گا یہ کہکر آگے بڑہے اور ابو حنیفہ کو سلام کر کے کہنے لگے اے ابو حنیفہ میرا ایک بھائی ہے وہ کہتا ہے کہ بہترین مردم بعد رسول خدا کے علی ابن ابیطالب ہے اور میں کہتا ہوں کہ بہترین مردم بعد آنحضرت کے ابو بکر ہیں بعد اُن کے عمر ہیں مجکو کوئی دلیل اس کی تبلائیے تاکہ میں اپنے بھائی سے حجت کروں ابو حنیفہ نے پہلے تو تھوڑی دیر سر جھکایا پھر سر اُٹھا کر فرمایا ان کی بزرگی اور فخر کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ پہلوئے رسول میں مدفون ہیں اس سے بڑھ کر دلیل واضح اور کیا ہو سکتی ہے فضال نے کہا یہ بات تو میں نے اپنے بھائی سے کہی تھی اسنے کہا اگر وہ جگہ جہاں ابو بکر وعمر مدفون ہیں حضرت رسول خدا کی تھی تو انھوں نے اپنے دفن ہونے میں ظلم کیا کہ بدون کسی حق کے وہاں مدفون ہوئے اور اگر خود وہ جگہ اُن کی تھی اور رسول خدا کو بخشدی تھی تو اُنھوں نے اپنی بخشی ہوئی جگہ کو واپس لے کر عہد شکنی کی ابو حنیفہ نے اس کلام کو سنکر سر جھکا لیا۔ پھر کہا وہ اس جگہ میں بعوض دین مہر اپنی دختران کے مدفون ہوئے ہیں فضال نے کہا یہ بھی میں نے اپنے بھائی سے کہا تھا مگر اُس نے مجکو اسکا جواب دے دیا کہ حضرت کے واسطے یہ حکم خدا تھا کہ وہ اول اپنی زوجہ کا مہر ادا کریں تب وہ عورت ان پر حلال ہوتی تھی چنانچہ حقتعالے فرماتا ہے انا احللنا لک ازواجک اللاتی اتیت اجورهن ابو حنیفہ نے کہا اچھا تم اس سے یہ کہو کہ وہ جگہ ان کی بیٹیوں کو حق میراثی میں پہنچی ہے اسوجہ سے وہاں مدفون ہوئے فضال نے کہا ابھی میں نے اس سے یہ بھی کہا تھا مگر اُسنے یہ جواب دیا کہ حضرت رسول مقبول نے جب دار دنیا سے رحلت فرمائی تو اُن کی نو ازواج تھیں اور حصہ میراثی ازواج کا شرعاً آٹھواں حصہ ہے جس کی بنا پر ہر ایک زوجہ

کو اٹھویں حصہ میں سے نواں پہنچتا ہے جو تقریباً بقدر ایک بالشت کے بھی شاید نہوگا پس
اتنی سی جگہ میں وہ بڑے بڑے جنازہ کیونکر دفن ہو سکتے ہیں نیز میرا بھائی یہ کہتا ہی کہ فاطمہ کو
حق میراثی نہیں دیا ہے اسوجہ سے کہ انحضرت کا جو کچھ ترکہ ہے وہ سب صدقہ ہی پس عائشہ
وحفصہ کیونکر میراث پانے کی مستحق ہو سکتی ہیں جب یہاں تک گفتگو پہنچی تو ابوحنیفہ نے کہا اس
شخص کو نکالدو معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی رافضی ہے بھائی وائی نہیں کھتا سبحان اللہ واہ رے
عالم ربانی اسقدر بانت شوم جب کچھ جواب بن نہ آیا تو بغلیں بجاکر رافضی کہتے بن آیا ہائے رے
تعصب خدا اترانا س کرے اسقدر جال پھیلائے آخر دختر رسول کو اُن کے حق میراثی سے
محروم کرکے رنجیدہ وملول ہی کیا وہ فاطمہ بضعۂ رسول جس کے باب میں رسول خدا نے
فرمایا الفاطمۃ بضعۃ من من ابغضہا فقد ابغضنی یعنی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جس نے فاطمہ
کو رنج دیا اور غضبناک کیا گویا اس نے مجکو رنج دیا اور غضبناک کیا دیکھو مسلم وبخاری وجمع بین
الصحیحین وجمع بین الصحاح السنۃ وحلیۃ الاولیاء حافظ ابونعیم باب مناقب فاطمہ نیز بخاری
وجمع بین الصحاح السنۃ باب مناقب فاطمہ میں باسناد مختلفہ رسولخدا سے یہ حدیث منقول
ہے فاطمہ سیدۃ النساء اہل الجنۃ یعنی فاطمہ بہترین زنان بہشت ہی اور صحیح ابی داؤد مناقب فاطمہ
میں آنحضرت سے منقول الا ترضین ان تکونی سیدۃ النساء العالمین اے فاطمہ کیا تو اس بات
پر راضی نہیں ہے کہ تو تمام عالم کی عورات کی سردار ہو اور بخاری کی کتاب النکاح میں سولخدا
سے منقول ہے فاطمۃ بضعۃ منی یوذینی ما اذاہا یعنی فاطمہ میرے کلیجے کا ٹکڑا ہے مجکو ایذا دیتی
ہے وہ چیز جو فاطمہ کو ایذا دیتی ہے بالجملہ جناب فاطمہ کے باب میں احادیث فضائل کثیر وبعید
صحاح میں موجود ہیں جنکا احصا موجب تطویل ہے محصل یہ ہے کہ جس فاطمہ کے یہ فضائل ہوں
اور جس کی ایذا وتکلیف ورنجیدگی وملول عین ایذا وتکلیف ورنجیدگی وملول رسول مقبول
ہو اب اُسکی عصمت بھی محتاج ثبوت نہ ہی کیونکہ رسول نے عام لفظ فرمایا ہے کہ جسنے فاطمہ
کو ایذا ورنج وغصہ دیا گویا مجکو دیا اور یہ امر یقینی ہے کہ حضرت الاکثر نفسانی سے بشہادت

خداوند عالم پاک و صاف تھی وما ینطق عن الھویٰ الخ پس ایسے ہی جناب سیدہ آلائش نفسانی
سے پاک و صاف ہوں گی اور جس طرح آنحضرت کا غصہ و غضب و رضا و خوشنودی فی سبیل اللہ
ہوتی تھی نہ بغض نفسانی و طمع دنیاوی اسی طرح جناب سیدہ کا غصہ و غضب و رضامندی
ہوگی اس لئے کہ اگر جناب سیدہ کا غصہ و غضب بوجہ آلائش نفسانی ممکن ہوتا تو آنحضرت
اپنے غصہ و غضب کو عام طور پر اس معظمہ کے غصہ و غضب پر متفرع نفرماتے بلکہ خاص طرح
پر یوں فرماتے کہ فاطمہ کا غضب و غصہ شرعی میرے غضب کا باعث ہے پس معلوم ہوا کہ فاطمہ
کا غضب عین غضب رسولؐ ہے اور غضب رسولؐ غضب خدا ہے فباؤ بغضب علی غضب و للکافرین
عذاب مہین پس ہمارے اس مختصر بیان سے ثابت ہوا کہ جناب سیدہ اپنے دعوے میں
ثابت قدم ہیں اور دعوے کی بنا بوجہ آلائش نفسانی یا جہالت و بے علمی مسئلہ میراث جناب
نبوی پہ تھی بلکہ اُس معظمہ کے نزدیک آنحضرت کا ترکہ میراث اور اسکا ورثا پر تقسیم ہونا ثابت
و محقق تھا ورنہ وہ مخدرہ عصمت و طہارت ہرگز دعویٰ نکرتیں اور کبھی اسقدر غضبناک ہوتیں
کہ مرنے وقت تک بھی خلیفہ صاحب سے ہمکلام نہوئیں نیز یہ ناراضی اس معظمہ کی صاف
تبلا رہی ہے کہ ارث نبی کی محرومی کا فیصلہ خلاف کتاب الٰہی تھا عقلا خیال فرمائیں کہ جب کسی
کو ترکہ آبائی سے حکماً محروم کیا جائے گا تو اُسکا غصہ از خود متصور ہو گا یا یہ کہا جائے گا کہ بے
ناجائز سے اسکو رنج و غصہ دلایا گیا ہے خلیفہ ابوبکر نے فاطمہ کو وراثت پدری سے محروم
کیا تابعین خلیفہ نے اُنکو نادم و پشیمان بتایا یا اہل نفسانیت میں شمار کر کے طامع حریص اور
لالچی دنیا داری وغیرہ وغیرہ کا تمغہ عنایت فرمایا دانشمند ناظر بہت غور سے بحث ہذا کو دیکھ
کر اہل سنت کے مذہب کی جانچ فرمائیں جو فضائل و مناقب ہمنے سابق میں آیات قرانی
و احادیث رسول ربانی بہ نسبت اہل بیت رسول تفاسیر و کتب معتبرہ اہل سنت سے نقل کئے
اور یہ جملہ امور بھی انہیں کتب معتبرہ میں مندرج ہیں کہ جناب امیر نے معاملہ فدک میں بوقت
تحقیقات ہبہ مع اپنے فرزندوں اور چند دیگر عورتوں کے گواہی دی وراثت انبیاء کے جواز کو

قرآن سے احتجاج واستدلال کیا گو شاہ صاحب نے تحفہ میں اس سے قطعی انکار کیا ہے اور لکھا ہے کہ نہ مقدمہ ہبہ دائر ہوا اور نہ علیؑ و حسنینؑ وغیرہ نے گواہی دی اگر وہ شہادت معصومین اور مقدمہ دعوی ہبہ کو تسلیم فرما لیتے تو پھر خلیفہ صاحب بنچ بنیں پھنس جاتے بنابران اس مقدمہ کو چھوڑ کر نزاع وراثت میں جو کہ بعد از ہبہ دوسرا مقدمہ دائر ہوا جناب سیدہ کو بالزام نفسانیت وجہالت وندامت قصور مند ٹہرایا حالانکہ تشئید المطاعن میں (۲۷) کتب معتبرہ علماء اہل سنت سے ثابت کیا ہے کہ رسول پاک نے بحکم وحی آسمانی جناب فاطمہ کو جس کی آمدنی سوا لاکھ روپیہ سالانہ کے قریب تھی بہ مفاد آیہ (وآت ذالقربیٰ حقہ) بخشا ابوبکر نے بفور انتقال ختمی مرتبت اسکو ضبط کر کے داخل خالصہ کیا حسنین وام ایمن وام کلثوم وحضرت امیر نے وقوع ہبہ کی گواہی دی خلیفہ صاحب نے اسکو ناقابل دست اندازی سمجھکر خود ہی جناب سیدہ کو سند واگذاری عطا کی - حضرت عمر صاحب اتفاقاً اسوقت اجلاس میں موجود نہ تھے راستہ میں جناب سیدہ سے ملاقی ہوئے نوشتہ حضرت خلیفہ اول جو دست مبارک جناب سیدہ میں تھا اسکو لیا اور بعد ملاحظہ فوراً چاک کر ڈالا اور حضوری خلیفہ صاحب میں حاضر ہوئے اور کچھ اِدہر اُدہر نیچ اونچ سمجھائی جناب سیدہ نے فرمایا کہ اگر تمھارے نزدیک شہادت کافی نہیں ہے تب بھی تو فدک میرے قبضہ سے نہیں نکل سکتا جب ہبہ صحیح نہ رہا تو میرے باپ کا مال ٹھہرا میں پھر بھی مالک ہوں تب سوچ ساچ کر خلیفہ اول صاحب نے یہ حدیث بنائی کہ مجھ سے رسول مقبول فرما گئے ہیں نحن معاشر الانبیاء الخ پس ان واقعات کو دیکھکر مخالف اسلام کہ سکتا ہے کہ معاذ اللہ رسول سچے نبی نہ تھے کیونکہ اگر اون میں ذرہ برابر بھی راستی ہوتی تو کبھی ایسے لوگوں کے فضائل ومحامد ومناقب ومراتب کا اظہار نفرماتے جنھوں نے نفسانیت اور جہالت وطمع دنیاوی کی وجہ سے جھوٹے دعوے کیے جھوٹی گواہیوں کے دینے میں باک نہ کیا نبی عالم لدنی ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک گروہ فاسق دبی ایمان کی فضیلتیں سیکروں بیان کرکے اپنے مریدوں اور معتقدوں

(منافقین کا رسول پر الزام)

مخالف کو کلام الٰہی و قرآن سے انکار

کو ان کے اتباع و پیروی کی ہدایت کرجائے - اسی طرح قرآن کے بارہ میں کہہ سکتا ہی کہ یہ
ہرگز کتاب خدا اور کلام الٰہی نہیں ہے جس میں نفسانیت سے دعوے کرنے والوں کی بے
انتہا تعریفیں بھری ہوئی ہیں جب کلام اللہ پر ہات صاف کرے گا تو پھر خدائے پاک کو کب
چھوڑے گا بس اب آگئے حضرت نہ سمجھو جب خدا رہا نہ رسول رہا تو بتلانے کہ پھر خلیفہ
ابوبکر و عمر کی خلافت ہوا ہوگئی اب کیسے خلیفہ خلیفہ کا شور و غل کرتے ہو چین کرو چلتے پھرتے
نظر آو اے سبحان اللہ وصل علی واصاحب چھا حدیث نحن معاشر کا طوفان بے تمیزی اٹھا یا
جس کی موجوں کی تھپیڑوں میں تمام بیڑا لگا بیڑا غرق ہوکر تلپٹ ہوگیا

علاوہ ازیں اس حدیث نحن معاشر کے علماء تفسیر و حدیث نے دو معنی لکھے ہیں ایک تو وہی جیسا کہ خلافتمآب
نے سمجھکر فیصلہ کیا ہے کہ انبیا کا ترکہ صدقہ ہے اس میں اجرائے صدقہ نہیں ہوسکتا
اور دوسرے معنی (جیسا کہ ملا علی قاری نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ بعض علماء و محدثین
نے ماترکناہ صدقۃٌ کو صدقۃً بفتح تا بھی روایت کیا ہے) یہ ہوں گے کہ جس مال کو ہم انبیا
اپنی زندگی میں صدقہ اور وقف کرجائیں اسمیں میراث جاری نہیں ہوسکتی سو یہ معنی امت
محمدیہ میں متفق ہیں کہ مال وقف میں میراث جاری نہیں ہوسکتی یہ معنی مطابق کلام الٰہی
بھی ہیں اور جناب سیدہ بھی انکو مانتی ہیں اول جنکو جناب خلافتمآب نے سمجھا ہے وہ مخالف
کتاب الٰہی اور مخالف عقل اور مخالف جناب سیدہ کے ہیں اس لئے کہ آنحضرت کی مراد اگر وہ
ہوتی جسکو حضرت ابوبکر نے ادراک کیا ہے تو عقل اسکا حکم کرتی ہے کہ ضرور وہ جناب خلوت
یا جلوت میں کسی نہ کسی وقت اپنے ورثہ اعنی جناب فاطمہؑ وغیرہ کو آگاہ کرتے شاہد حال
اسباب کا شاہد ہے کہ جناب سیدہ نے اس حکم مخالف قرآن کو نہ مانا اسوجہ سے آپ نے اپنے
حقکو طلب فرمایا اور چونکہ فیصلہ برخلاف حکم قرآن تھا اسوجہ سے ناراض ہوئیں اور یہ
امر مثل روز روشن روشن ہوگیا کہ جناب خلافتمآب کے پاس کوئی دلیل قطعی محرومی اور
ضبطی میراث بتول کی نہ تو قرآن سے تھی اور نہ حدیث مسلمہ و مقبولہ و مشہورہ سے اور نیز

یہ امر بھی ثابت و مبرہن ہوا کہ جناب رسولخدا کی عزت کو بعض اشخاص نے تھوڑی ہی عرصہ میں ایسا بھلا دیا کہ ان کی لخت جگر کو بے وجہ یقینی ناراض کیا اور نیز یہ امر بھی متحقق ہو گیا کہ خلیفہ صاحب کو مال متنازع فیہا کو دیدینے کا اختیار تھا ورنہ خلیفہ ثانی بعض اموال مطلوبہ جناب سیدہ کو اپنے عہد خلافت میں حوالہ حضرت علی اور جناب عباس کے نکرتے بڑے افسوس کی بات ہے کہ جس چیز کے دے دینے کا خلیفہ صاحب کو اختیار تھا بمقتضائے قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربی کے انکو دختر نیک اختر رسولخدا کی خواہش کے موافق باوجود عدم مانع شرعی و عقلی کے ندیا بلکہ اس معظمہ کو ناحق رنجیدہ و ملول کیا۔ دیکھو ابن ابی الحدید کہ معتبرین اہل سنت سے ہیں شرح نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں کہ ابو العاص بن ربیع شوہر زینب ربیبۂ رسول جنگ بدر میں اسیر ہوا اور جب اہل کوفہ نے اپنے اپنے قیدیوں کی رہائی کے واسطے فدیہ بھیجا تو زینب نے وہ ہار بھیجا جو خدیجہ ان کی ماں نے شادی ابو العاص میں انکو دیا تھا پس رسولخدا اوس ہار کو دیکھکر چشم پر آب ہوئے اور مسلمانوں سے درخواست فرمائی کہ ابو العاص کو چھوڑ دو اور جو زینب نے ہار بھیجا ہے ہماری خوشی خاطر سے وہ اسکے پاس واپس کرو اسکے بعد ابن الحدید کہتا ہے کہ میں نے اس روایت کو ابی جعفر نقیب یحییٰ بن ابی زید بصری کے روبرو پڑھا پس نقیب نے کہا۔ دیدی کہ ابو بکر و عمر باین مقام نرسیدند آیا تقاضا نمیکرد شرع کرم و احسان خوشدل ساختن فاطمہ را بفدک بہ تقدیر یکہ فدک از حق فاطمہ نبود چہ میشد کہ اگر ایشان از اہل مسلمین برائے او بطریق ہبہ میگرفتند آیا کمتر بود مرتبہ فاطمہ از زینب و حال آنکہ فاطمہ سیدۃ النساء عالمیان ست انتہی اے صاحبان انصاف کیا انصاف اسی کا نام ہے کہ جو فاطمہ سردار نساء عالمین ہو یا سردار و بہترین زنان بہشت ہو جسکا غضبناک و ملول ہونا باعث غضبناکی و رنجیدگی رسول ہو۔ اگر انہنے اپنا حق شرعی میراثی طلب

کیا اور اُسوقت غاصبان میراث نے بطمع نفسانی نذر یا ظاہر ہے کہ انکو سوا لاکھ کی آمدنی
نے از خود در افتہ کردیا تھا اور اب تو سوا کوڑی کی بھی امید نہیں پھر ہمیں نہیں معلوم کہ حال
کے لوگ مدعی اسلام و مسلمانیت اس بضعۃ رسول پر دنیا طلبی و نفسانیت کا کیوں الزام
لگا رہے ہیں پس اب ہم اپنے مخاطب سے کہتے ہیں کہ اگر آپ کے زعم فاسد و خیال
کاسد میں اظہار حق شرعی مخفوف بطریق شرعی علی ما اثبتنا خلاف آیۂ قرآنی و قرن
فی بیوتکن ہے تو اول اسکا الزام رسول مقبول کی ذات پاک پر عائد ہوتا ہے دیکھو آیہ
مباہلہ فمن حاجک الخ کی ذیل میں جملہ مفسرین متفق اللفظ کہ رہے ہیں و قد خرج صلعم
و معہ الحسنؑ والحسینؑ و فاطمۃؑ و علیؑ و قال لہم اذا دعوت فآمنوا فابوان یلاعنوا و صالحوہ
علی الجزیہ رواہ ابو نعیم فی دلائل النبوۃ از جلالین یعنی رسول بمقابلہ کفار نجران
کے بغرض مباہلہ تشریف لے گئے اور ان کے ہمراہ حسنؑ و حسینؑ و فاطمہؑ و علیؑ تھے آنحضرت
نے ان بزرگواروں سے فرمایا جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا یہ دیکھ کر کفار
ڈر گئے اور مباہلہ نہ کیا اور جزیہ اور خراج دینا منظور کیا پس نعوذ باللہ رسول اللہ نے
خلاف آیہ و قرن فی بیوتکن کا اول دروازہ کھولا کہ جناب فاطمہ کو بمقابلہ کفار نجران
لے گئے پس جو تم اسکا جواب دوگے وہ ہی جواب ہم جناب سیدہ کی بابت دیدینگے
حالانکہ جن لوگوں کے روبرو جناب سیدہ نے دعوے فدک و اظہار حق خود کیا اُن میں
حسب اعتقاد اہل سنت کوئی کافر نہ تھا نہ کفار کا مجمع تھا بلکہ سب کے سب اصحاب انصار
رسول و جان نثاران رسول تھے جو رسول اور اہلبیت رسول کے قدر و منزلت و حق
کے عارف تھے نیز فی الجملہ ان لوگوں سے علاوہ اصحاب رسول ہونے کے کچھ تعلقات
رشتہ داری و قرابت داری بھی تھے جس کی وجہ سے یہ لوگ الاقارب کالعقارب کے مصداق
بھی تھے معلوم ہوا کہ اظہار حق کے لئے اگر کوئی معظم مع اپنے نوامیس محترمہ یا کوئی معظمہ
احقاق حق و ابطال باطل کے لئے بمقابلہ کافرین و منکرین و مخالفین و غادرین

بروز مباہلہ کفاران نجران کے مقابلہ میں رسول اللہ فاطمہ کو لیگئے

جاوے تو یہ ہرگز آیہ و قرآن کے خلاف ہوگا درصورتیکہ وہ مظہر حق طریقہ شرعی کو مرعی
رکھنا ہو یہی وجہ ہے کہ جس طرح رسول مقبول بروز مباہلہ بمقابلہ کفار نجران واسطے اظہار
حق تشریف لے گئے اسی طرح ان کی دختر نیک اختر نیا بر اظہار حق بمقابلہ یار غار وغیرہ
عضائ مجلس تشریف لے گئیں اور اسی طرح اُن کے فرزند ارجمند امام حسین بمقام کربلا
بمقابلہ مسلمان وکلمہ گویاں مع اپنے نوامیس محترمہ تشریف لے گئے - مگر فرق یہ رہا کہ کفار
نجران حضرت رسول کا خوف و پاسداری فوری کرکے اپنی سنگدلی سے باز آئے اور نرم
دل ہوکر تابع حق ہوگئے اصحاب رسول و مسلمان کلمہ گویان نے خوف و پاسداری رسول
مقبول کو اپنے پاس نہ آنے دیا اور اپنی سنگدلی پر تلے رہے اور نرم دل ہوکر تابع
حق نہوسے اگر رسول مقبول ہوتی تو یقیناً ان بے وفا اصحاب و مسلمانان سے بھی
مباہلہ کرتے اور جس طرح بمقابلہ اہل نجران اپنے اہل بیت سے فرمایا تھا کہ میں دعا کرتا
ہوں تم آمین کہو ایسے ہی اسوقت بھی ان کے مباہلہ میں آمین کے لئے ان بزرگوروں
کو حکم فرماتے اور اگر یہ خود بھی بدعا کرتے تو سب کا قلع قمع ہوجاتا مگر ازبسکہ یہ بزرگوار
اُس جناب کی طرف سے مامور بصبر ہوچکے تھے اسوجہ سے انھوں نے تمام ظلم و ستم
اعدائے دین پر صبر کیا ان اللہ مع الصابرین پس جو لوگ جناب فاطمہ و جناب علی
مرتضیٰ کے مطالبہ حق کو دربدری اور دنیا طلبی سے تعبیر کرتے ہیں اس میں کوئی
شک نہیں ہے کہ وہ اسلام اور کتب اسلام سے منزلہا دور ہیں اگر وہ
انصاف سے کتب اسلام دیکھتے تو ہرگز ایسا نفرماتے علاوہ اُن وجوہات کے جو
کتب تواریخ و احادیث مذکور ہیں جناب امیرؑ کا اپنے زمانہ حکومت میں اپنے اُن
واجبہ شرعیہ کو نہ لینا ہی عین دلیل ہے اُن کے زہد و ترک دنیا کی نہ طلب دنیا
کی خود نہج البلاغہ میں ارشاد فرماتے ہیں لایعاب المرء بتاخیر حقہ انما یعاب من
اخذ مالیس لہ یعنی کوئی شخص اپنا حق نہ لینے سے معیوب نہیں ہوسکتا معیوب وہ

وہ شخص ہوتا ہے۔ جو ناحق کسی چیز کو لے۔ اور شیخ محدثین محمد بن بابویہ القمی کہ معتبرین علمار شیعہ سے ہیں اوائل کتاب علل الشرایع میں ابراہیم کرخی سے روایت کرتے ہیں وہ کہتا ہے میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آپ کے جدّ بزرگوار حضرت علی ابن ابیطالب نے فدک کو اپنے زمانہ خلافت میں کیوں نہ لے لیا فرمایا میرے جد بزرگوار نے اقتدا اور تاسی رسالتمآب کی کی اسلئے کہ عقیل ابن ابیطالب نے حضرت کا مکان بلا اجازت اُن کے فروخت کر دیا تھا جب مکّہ فتح ہوا لوگوں نے عرض کیا یا حضرت وہ اپنا مکان واپس لے لیجئے فرمایا انا اھل البیت لا نسترجع شیئًا یوخذ منا ظلمًا یعنی ہم اہلبیت کا یہ قاعدہ ہے کہ جب ہم سے کوئی چیز ظلم سے لے لیجاتی ہے تو پھر ہم اُسکو واپس نہیں لیتے اور بروایت دیگر فضال بن علیؒ نے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے سوال کیا کہ آپ کے جد بزرگوار نے اپنے عہد حکومت میں فدک کیوں نہ لیا آنحضرت نے جواب دیا لانا اھل البیت لا ناخذ حقوقنا ممن ظلمنا الا ھو یعنی ہم اہلبیت رسالت کا یہ طریقہ ہے کہ جب کوئی شخص ہمارا حق ظلم سے غصب کرکے تو پھر اسکو واپس نہیں لیتے۔ مگر خدا تعالیٰ نیز فتح الباری شرح بخاری کتاب الانبیا باب صفۃ النبی تحت قول دوسے وما انتقم لنفسہ خاصۃ یعنی حضرت خاتم الانبیار نے اپنا انتقام کسی سے نہیں لیا یہ لکھا ہے وفیہ ترک التحکم للنفس وان کان الحاکم متمکنا من ذالک بحیث یومن منہ الحیف علی المحکوم علیہ لکن لحسم المادۃ واللہ اعلم یعنی اس حدیث سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ کسی امر کا اپنے حق میں ترک کرنا جائز ہے اگرچہ حاکم اپنے لئے حکم جاری کرنے اور لینے پر قادر ہو جبکہ وہ حاکم اپنے معصوم ہونے کی وجہ سے ظلم ہونیکا اندیشہ نرکھتا ہو مگر تاہم بدگمانی کا مادہ قطع کرنے کو اپنا انتقام اور حق ترک کرے۔ علاوہ انکے اور بہت کچھ وجوہات ترک حق کے ہیں مگر اصل سبب بارہ دیگر وہ ہے جسکو ہمنے اول بیان کیا والحمد للہ علی ذالک

قولہ فقرہ دوم خدائے تعالیٰ علیم ابدی کی بے علمی اور بیکاری آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم

بقول جناب ملّا صاحب بروز قیام روز غدیر بارہ ہزار تھے یا اٹھارہ ہزار صحابہ جمع تھے
وہی عالم الغیب اُن کی غداری اور مکّاری سے بالکل بے علم و عاقل تھا اظہر من الشمس ہے کہ
صرف چار شخص موصوف مندرجہ بالا یار و یاور رہے باقی سب کے سب غدار و مکّار ہو گئے
تو تکمیل دین حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا چار شخص سلمان وغیرہ موصوف سے کی گئی
کیا آیۂ کریمہ اذا جاء نصر اللہ والفتح الخ ارشاد جناب خداوند نے ان ہی چار سے تعبیر کیا گیا
ہے کیا یدخلون فی دین اللہ افواجا یہ ہی چار شخص ہیں اور یہ آیہ لفظ افواجاً ان ہی چار شخص
سے متعلق ہے کیا حضرت نبی اکرم کی نبوت اور رسالت کی یہ ہی تاثیر تھی کہ ان ہی چار شخص
پر موثر ہوئی کیا حضرت عقیل برادر حقیقی جناب امیرؑ و حضرت عباسؓ عم حضرت امیرؑ و حضرت
ابن عباس برادر چچا زاد حضرت و حضرت مسلم مہاجرین میں داخل نہیں تھے کیا اونپر بھی
اثر نبوت حضرت رسول اکرم کا کچھ موثر نہوا کہ بقول جناب ملّا صاحب وہ بھی غدار و مکّار
ہو گئے۔ پس اگر یہ روایت قابل تسلیم ہے تو کسی نے خوب کہا ہے ؎

شادم کہ از رقیباں دامن کشاں گذشتی گو مشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

اقول اے اقربائے شوم کیوں ہو ماشاء اللہ ؎ چہ دلاور ست دزدے کہ بکف
چراغ دارد۔ ایک خطا دو خطا اور اب پھر تیسری خطا۔ کیا ابھی تک مے محبت لسانی اصحاب
باوفا کا خمار دور نہیں ہوا پہلے تو عبارت فارسی ایک جگہ لکھی اور اُسکا ترجمہ دوسری جگہ
اور پھر اُس عبارت کی تفصیل میں فقرۂ اول کا گبت گایا اب یہ دوسرا فقرہ گویا اسی عبارت
فارسی مجملہ کی تفصیل میں پھر اپنے من گھڑت ایجاد فرمایا ذرا خدا کو حاضر ناظر جان کر کہنا
کہ منقولہ عبارت فارسی جناب ملّا صاحب میں وہ کون سا فقرہ اور لفظ ہے جس کی تفصیل میں
خداوند عالم کی بےعلمی و غفلت و بیکاری آیہ اکملت مفہوم ہوتی ہے یہ تو ویسی فریب دہی
ہو گئی جیسے ایک ملّا صاحب نے ایک جاہل سُنّی بھائی کو بہکا دیا تھا۔ جبکہ اُسنے ملّا صاحب
سے کہا۔ اجی مولوی صاحب یہ شیعہ بہت اچھے ہیں ان کا طریقہ بہت اچھا مجلسیں کرتے ہیں

لطیفہ ایک ملا جی کا

صرف دخرچ کرتے ہیں رسول واولاد رسول کی محبت میں ہزارہا روپیہ صرف کرتے ہیں محرم میں کوئی جگہ ایسی نہیں رہتی جہاں نام حسینؑ پر سیکڑوں روپیہ صرف نہو جاتا ہو رسولؐ بھی ان کے اس فعل سے خوش وسرور ہوتے ہوں گے اور ہم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کی چال ڈھال رفتار وگفتار سے محبت رسولؐ واہلبیت رسولؐ ظاہر وآشکار ہوتی ہو یا انکی مجالس میں کوئی پیسہ یا دھیلہ صرف کرتا ہو مولویصاحب دشمن اہلبیتؑ نے اس بیچارے مرد جاہل کو کچھ جواب دیا صرف ایک آیہ قرآنی اس کی روبرو پیش کرکے کہا تم قرآن پڑھے ہوے ہو وہ بولا جی ہاں کچھ ٹوٹا پھوٹا پڑھ لیتا ہوں مولوی صاحب نے کہا یہ آیہ پڑھا ان الذی فرقوا دینہم وکانو شیعا ترجمہ خود پڑھ کرسنایا جنھوں نے تفرقہ ڈالا دین میں وہ لوگ شیعہ ہیں۔ بیچارے جاہل نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیا۔ مولوی صاحب کی عنایت سے شیعوں کو بُرا کہتا اُٹھا۔ خدا لعنت کرے ایسے لوگوں پر جنھوں نے عوام کالانعام کو فریب میں ڈال رکھا ہے۔ اجی حضرت یہ لوگ ہیں مصداق آیہ کریمہ ان الذین یکتمون کے اور الباس حق وباطل کرکے یہ لوگ ہیں مصداق یا اہل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل کے اور یہ لوگ ہیں سزاوار ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک ہم الفاسقون پس آپ بھی اُنھیں کے ہمردیف ہیں آپنے بھی تو انھیں کے قدم بقدم وہ ہی رفتار اختیار کی ہے کہ عبارت فارسی ایک جگہ نقل کرکے اُس سے علیحدہ تفصیل اجمال میں ایک وہ فقرہ لکھا جسکا جواب ثانی لکھا گیا اور دوسرا یہ فقرہ لکھا۔ جس کے مفہوم سے نعوذ باللہ بقول ملا صاحب خداوند عالم کی بے علمی وغفلت کا اثبات کیا ہے۔ حالانکہ بالکل غلط محض افترا وتہمت ہے ملا صاحب کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے یہ تمھارا اور تمھارے اسلاف کا عقیدہ ہے جو خیرہ وشرہ من اللہ تعالیٰ کے قائل ہیں کہ جو کچھ کرتا ہے اللہ کرتا ہے۔ خیر ونیکی بھی وہی کرتا ہے اور شر وبدی بھی وہ ہی کرتا ہے لاتتحرک ذرۃ الا باذن اللہ بدون حکم خدا تنکہ بھی نہیں ہلتا پس جنکا یہ عقیدہ ہے انھیں کے نزدیک خداوند عالم کی بےعلمی وغفلت ثابت ہوتی ہے کہ فضول

دفع استعجاب ارتداد اکثر انصار و اصحاب جناب نبوی

بہشت و دوزخ بنائے اور عبث انزال کتب اور ارسال رسل فرمایا جبکہ یہ ہی امر تھا کہ جو کچھ کرتا ہے وہی کرتا ہے فرقہ شیعہ کا ہرگز ایسا عقیدہ نہیں ہو سکتا ہے ۶ دعوے بلا دلیل قبول خرد نہیں مسلمات شیعہ سے شیعہ پر الزام قایم کرتے تب مرد میدان بنتے۔

باقی آیۂ کریمہ الیوم اکملت لکم دینکم کی بیکاری کا اثبات کرنا یہ محض آپ کی سمجھ کا پھیر ہے علم فقہ و احادیث سے معرا تفسیر قرآن سے جاہل اور پھر اس پر یہ طمطراق ہمنے مثل روز روشن کتب معتبرہ اہلبیت سے سابق میں بخوبی دکھلا دیا ہے اور خلیفہ ثانی کا اپنی زبان لاثانی سے بخ بخ لک یا علی فرمانا بھی بخوبی ثابت کر دیا ہے اور یہاں بھی انشاء اللہ مختصرا پھر بیان کریں گے مگر پہلے آپ کا استعجاب و تعجب برطرف کر دیا جائے جو آپ کو قلت فہم و تدبر سے لاحق ہوا ہے کہ اٹھارہ ہزار اصحاب و مہاجرین کا گروہ کیونکر غدار و مکار ہو سکتا ہے یہ تو بتلائیے کہ کیا آپ کو انکے معصوم ہونے کا اقرار و اعتقاد ہے اگر ہے تو یہ آپ کا اعتقاد بھی مگر کتب احادیث صحاح ستہ اس سے بالکل انکاری ہیں یہ تو بیچارے اصحاب و انصار ہیں خود حضرت خلفاء راشدین کی بھی عصمت کا کوئی عالم محدث قائل نہیں ہے، پس جبکہ یہ امر ہے تو بطمع دنیاوی اٹھارہ ہزار کس کے اٹھارہ لاکھ غدار و مکار بن سکتے ہیں اٹھارہ ہزار کوفیان پر دغا نے محض ایک ابن زیاد کا حکم سن کر بخوف جان و بطمع مال حضرت مسلم بن عقیل کا ساتھ چھوڑ دیا تھا یہ بھی ایک طرف لو دور کیوں جاو ہزاروں نبی خدا قتل کیے گئے۔ ہزاروں جلاوطن کیے گئے کروڑوں ولی اللہ مارے گئے خدا کی مخلوقات نے اپنے ہاتھ کے تراشے اور بنائے ہوئے بت پوجے اور اب پوجتے ہیں گنگا جمنا کی پرستش ہو رہی ہے آفتاب پرست موجود ہیں بلکہ ستارے معبود مانے جاتے ہیں آگ پوجی گئی مٹی کا ڈھیر خدا بنایا گیا مگر خدائے واحد واحد قادر مطلق کو نہ مانا مانا تو مانا کروڑہا مخلوق اسکے وجود کی منکر ہے۔ پس جب خدائے یکتا بے ہمتا کی بابت اسقدر مخلوق کا اختلاف و غدر و مکر ہے پھر حضرت علیؑ تو اسی کے مقرر کیے ہوئے

نائب رسولؐ ہیں اگر اُنکو ایک مخلوق نہ مانے یا اُنکے ساتھ میں غدر و مکر کرے تو یہ کون
بڑی بات ہے اچھا حضرت علیؑ بھی ایک طرف ہے رسول اللہ اشرف المرسلین و خاتم النبیین
ہوکر ایک مدت تک شعب ابو طالب میں چھپے رہے - غار ثور اق میں ہمراہ یار غار مخفی رہے
تیرہ برس تک مکہ والوں کے شدائد و سختیاں جھیلتے رہے بس جب ان مقامات میں آپ کو
تعجب نہیں آتا تو جناب علی مرتضیٰ جو اُن کے قایم مقام تھے اُن کی بابت آپکو کیوں تعجب آتا ہے
ایسے تو ایمان و انصاف کے ساتھ بالکل دشمنی و عداوت نہ چاہئے اب آپ کا یہ سمجھنا
کہ جب اٹھارہ ہزار غدار و مکار ہو گئے تو تکمیل دین میں حضرت ختم المرسلین کیا چار ہی
آدمیوں سے ہوئی آپ کا یہ محض خیال خام ہے تکمیل دین کے یہ معنی مراد نہیں ہیں کہ جو آپنے
سمجھے ہیں کہ کل مخلوقات ایک وقت یا ایک دفعہ ایمان لائے تب ہی تکمیل دین منتصور ہو
ذرا کتب احادیث و تفسیر دیکھو عامیانہ انٹ کی سَنٹ نملاؤ - اور اگر اتنا مادہ نہیں ہے تو کسی
ملا سے سبق پڑھو اور اگر کسی ملا نے بھی آپ کو یہ تبلایا اور سمجھایا ہے تو اُسکو جاہل سمجھو
اس لئے کہ تکمیل دین کے یہ معنی سمجھنا کہ تمام مخلوق ایکدم ایمان لاوے اور ایمان پر ایک
دفعہ اتفاق کرے اول تو مشاہدہ کے خلاف سب سے بڑھ کر آیات قرانی کے خلاف ہے کیونکہ
اسمیں کوئی شک و شبہہ نہیں ہے کہ خداوند عالم نے اپنے فضل و کرم اور الطاف اتم
سے بمقتضائے مصالح و حکم نبی آدم کو جس جس شے کی ضرورت و حاجت واسطے اصلاح حال
و حسن مآل کے ضروری تھے وہ سب انکو عنایت فرمائے سب سے پہلے عقل و ادراک کہ ممیز درمیان
خیر و فسر کے ہے عطا فرمائی فالھمھا فجودھا و تقویھا کہ یہ حجت باطنی اور رسول باطنی
خدائے واحد و صمد ہے بعد اس کے حجت ظاہری ارسال رسل و انزال کتب و صحف
و نصب اولیاء و اسنادے سے تمام کی تاکہ تمام مخلوق ہدایت پاوے اور راہ راستی اختیار کرے
پس جو کچھ بمقتضائے فیض ازلی و جود لم یزلی تھا وہ اس کی طرف سے سب عمل میں آیا
اسیطرح انبیاء و اوصیاء نے جن جن کاموں کو خداوند عالم نے انپر دوبارہ اصلاح احوال عباد

غلط فہمی مخاطب در معنی تکمیل دین

واجب و لازم کیا تھا حتی المقدور اُنھوں نے اُسکے اظہار میں کوشش تام و سعی بلیغ فرمائی وما ارید الا الاصلاح ما استطعت کے پابند ہر حال میں رہے غایت درجہ کی صعوبتیں اور سختیں و شقتیں و ایذائیں خود اُنھوں نے ہدایت خلق و اجرائے احکام دین میں اُٹھائیں لیکن اُن کے ثابت قدمی میں کبھی لغزش نہ آئی پس جن لوگوں نے بحسن اختیار و بمقتضائے عقل و نقل دین مبین اخذ کیا وہ ہدایت یاب ہوے وھم الا قلیل وقلیل من عبادی الشکور اور جن لوگوں نے خواہشہائے نفسانی و باغوائے شیطانی بمقتضائے عقل و نقل سے دست بردار ہو کر دین مبین سے درگذرے وہ گمراہ رہے اس میں خدا اور رسولِ خدا پر کوئی الزام نہیں دے سکتا اور مصلحت و حکمت الٰہی مقتضی اس کی نہیں ہے کہ مخلوق سے جبرًا و قہرًا اسلام اختیار کرائے ولو شاء ربک لامن من فی الارض کلھم جمیعا ولو یشاء اللہ لھدی الناس جمیعا ولو شاء ربک لجعل الناس امۃ واحدۃ ولو شاء لھدیکم اجمعین ولو شئنا لاٰتینا کل نفس ھدٰھا جا بجا ارشاد ہے لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا ھدینٰہ السبیل اما شاکرا و اما کفورا وھدینٰہ النجدین وغیرہ وغیرہ آیات قرآنی آپ کے زعم فاسد اور خیال کاسد کی رد کر رہے ہیں پس اگر فرض کیا جائے کہ کل بنی آدم کافر ہو جائے تو خدا اور رسولِ خدا پر کیا الزام اور اُن کا کیا نقصان درحالیکہ خدا و رسولِ خدا نے ہر طرح کی اتمام حجت کر لی پس اسکا الزام بندوں پر ہوگا کہ اُنھوں نے اتباع رسول کریم کیوں نکیا۔ راہ حق اور صراط مستقیم کیوں اختیار نکی مسائل و احکام شرع کیوں اُن سے نہ سیکھے جب اُنھوں نے نہ مانا تو رسول کی کیا خطا ۔ آیات قرآنی سے ہم دکھلا چکے کہ دین میں زبردستی نہیں پس اس صورت میں ضرورت اشہادیت کے مترتب ہونے کی نرہی جو آپ اپنے خیال خام سے فرما رہے ہیں کہ کیا حضرت نبی اکرم کی نبوت اور رسالت کی یہی تاثیر تھی کہ صرف چند لوگوں پر موثر ہوئی اور ساری دنیا

غدار ہوگئی الخ دیکھو اگر ترتب اثر ہدایت ضروری ہوتا تو حق سبحانہ تعالیٰ اپنے حبیب کی
تسلی میں یہ نہ فرماتا کتب انزل الیک فلا یکن فی صدرک حرج منہ لتنذر بہ وذکریٰ
للمومنین یعنی یہ کتاب تجھ پر نازل کی گئی ہے کہ تو اس سے مخلوق کو ہدایت کرے پس
چاہیے کہ تبلیغ رسالت میں دل تنگ ہو اور قوم کی تکذیب کی وجہ سے احکام الٰہی کے پہچانے
میں اندوہناک ہو تجکو چاہیے کہ منکریں اور مکذبین کو برابر ہدایت کرتا رہے گو وہ اپنے
کفر و انکار پر باقی رہیں فاصبر کما صبر اولوالعزم من الرسل ولا تستعجل لھم الایہ
اور انکے تکذیب و انکار پر صبر کرو جیسا کہ پہلے رسول اولوالعزم نے صبر کیا ہے اور انکے لئے
عذاب کی جلدی نکر صرف تیرے ذمہ تبلیغ احکام ہے خلاصہ یہ کہ ایسے ایسے مضامین کی آیات
جابجا قرآن میں موجود ہیں جنسے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تبلیغ رسالت اور احکام کے لئے ترتب
اثر کی ضرورت نہیں آیۂ مبارکہ قالو ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون وما علینا الا البلاغ
صریح موید اس دعوے کی ہے اور اگر آپکو یہ خدشہ ہو کہ جب ضرورت ظہور اثر ہدایت
کی نہ ہے تو پھر رسول کے آنے کی کیا ضرورت رہی تو ہم آپ کی تسکین و تسلی کے لئے کہتے
ہیں کہ حجت نبی کے ہی آنے سے تمام ہوتی ہے خداوند عالم فرماتا ہے لئلا یکون للناس
علی اللہ حجۃ بعد الرسل تاکہ رسولوں کی وجہ سے لوگوں پر اتمام حجت ہو ورنہ
آپ ہی تبلائیے کہ ہدایت خلق کا پھر کون ذریعہ ہو سکتا ہے خود خدا تو مجسم ہوکر ہدایت
کرنے کے لئے نہیں آسکتا ہاں آپ حضرات اہل سنت چونکہ جسمیت خدا اور دیدار خدا کے
قائل ہیں اور اسیوجہ سے کہتے ہیں کہ خدا ہر شب جمعہ کو دنیا میں بشکل ایک امرد کے آتا ہے
شاید اہل سنت کی ہدایت ہی کے واسطے آیا کرتا ہے مگر رسولوں کا آنا پھر فضول اور عبث
ہوا جاتا ہے نیز فرقہ آریہ سماج کا اعتراض بھی پختہ ہوا جاتا ہی جو منکر رسالت و امامت
و قرآن ہے حالانکہ ہدایت کا سلسلہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے ارسال رسل و انزال کتب پر ہی
موقوف فرمایا ہے وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا دیکھو اہل کتاب سے خطاب باری

ہے یا اهل الکتاب قد جاءکم رسولنا یبین لکم علی فترة من الرسل ان تقولو
اے اہل کتاب تحقیق آئے تمھارے پاس ہمارے رسول پیچھے بعد دیگرے اور تمکو راہ ہدایت دکھلا گئے
ما جاءنا من بشیر ولا نذیر الخ اور انت مجاہدیہ سے یہ خطاب ہے لقد جاءکم رسول
تاکہ تمکو موقعہ اس بات کے کہنے کا نہ ہو کہ ہمارے پاس کوئی ہادی بشیر و نذیر نہیں آیا — تحقیق تمھارے پاس رسول آیا
من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمومنین رؤف الرحیم دوسرے مقام پر
جو تم میں سے ہے ناگوار ہے اسپر وہ چیز کہ تمھارے لئے رنج دہ ہو بھلا چاہتا تمھارا مہربان ہے مومنین کے حال پر
فرماتا ہے قد جاءکم من الله نور و کتاب مبین یهدی به الله من اتبع رضوانه سبل السلام
آیا تمھارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب روشن اسکی وجہ سے ہدایت کرتا ہے خدا اسکو جو اسکی خوشنودی کا طالب ہو سلامتی کی راہ
اور بنا بر تصریح مفسرین نور سے مراد ذات پاک آنحضرت ہے اور کتاب سے مراد قرآن ہے پس
جب نبی و رسول آیا اور اُسنے راہ حق اور صراط مستقیم کی عامہ مخلوق کو ہدایت و تعلیم کی تو
حجت تمام ہو گئی لیهلک من هلک عن بینة ویحیی من حی عن بینة جو ارشاد خدا
تاکہ جو ہلاک ہو وہ بعد رہنمائی کے ہلاک ہو اور زندہ رہے تو زندگی رہنمائی کی پائے
ہے اور اگر رسول نہ آتے تو ہر شخص پیش خدا عذر کر سکتا تھا ولو انا اهلکناهم بعذاب من
اور اگر ہم ہلاک کرتے انکو عذاب سے
قبله لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع آیاتک الآیہ پس حق تعالیٰ نے ہر طرح
پیشتر اسکے تو کہتے بار الٰہا کیوں نہ بھیجا ہمارے پاس پیغمبر پیروی کرتے ہم تیری آیتوں کی
پر یہ عذر قطع کر دیا فللّٰه الحجة البالغة ولو شاء لهدیکم اجمعین اب ہم باواز بلند
پس اللہ کی حجت کامل ہوئی اگر زبردستی چاہتا تو تمام کو ہدایت کرتا
کہتے ہیں کہ اگر بعد وفات رسول مقبول اسوقت اٹھارہ ہزار نہیں بلکہ تمام دنیا غدار و مکار
ہو گئی یا اب ہو جاتے اور دس پانچ ہی لوگ ایمان پر ثابت قدم رہیں تو سمجھیں
کیا قباحت لازم ہے کیا خدا خدا نرہے گا یا اسکا رسول رسول ہونے سے خارج ہو جائے
گا یا خداوند عالم کی بیعلمی و غفلت ثابت ہو جائے گی استغفر الله و لا حول ولا قوة
الا بالله عجب آپ کی سمجھ ہے ہاں اگر خدا نے اسباب ہدایت مہیا نفرمائے ہوں یا اُس کی
رسول نے ارسال رسالت و ہدایت و رشادت اور تحمل بار نبوت میں کوتاہی کی ہو تو بتلائے
کہ پھر ہم بھی آپ کے ہم ردیف نہیں وانی لک هذا
پس ثابت و محقق ہوا کہ تکمیل دین کے یہ معنی و مراد نہیں جو آپ کے خیال ناقص میں آئے
ہیں بلکہ آیہ اکملت لکم دینکم الخ جو بروز غدیر وارد ہوئی اور تکمیل دین مبین کی خبر دی گئی
تو وہ تقرر و تعیین عہدہ وزارت و جانشینی رسول و خلافت رسول تھا جو بحکم پروردگار عالم
یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الخ اُس روز عمل میں آیا اور اُس سے

اہل نبی و امام ہوں مکمل دین مبین

ثبوت خلافت وولایت علی ابن ابیطالب در خم غدیر

پہلے ظاہر نظاہر نہ تھا اس لئے ہیں بہت کچھ احادیث معتبر بین محدثین اہلسنت سے منقول ہیں
کہ استیفا اُن کا کتاب لا جواب عبقات الانوار مجلد غدیر میں کافی طور پر کیا گیا یہاں ہم
بغرض تسکین مخالفین دو ایک حدیث نقل کرتے ہیں تاکہ مخالف پر حجت ہوں۔ (۱) علامہ
جلال الدین سیوطی نے تفسیر در منثور میں لکھا ہے واخرج ابن ابی حاتم وابن
مردویہ وابن عساکر عن ابی سعید الخدری قال نزلت ھذہ الایۃ یا ایھا
الرسول بلغ ما انزل من ربک علی رسول اللہ یوم غدیر خم فی علی ابن ابیطالب
واخرج ابن مردویہ عن ابن مسعود قال کنا نقرء علی عہد رسول اللہ یا
ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم
تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس ترجمہ ابو سعید خدری سے
روایت ہے کہ نازل ہوا یہ آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک رسول کو
روز خم غدیر حق میں علی ابن ابیطالب کے اور ابن مردویہ نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے
کہ ہم عہد رسول میں اس آیہ کو اس طرح پڑھا کرتے تھے یا ایھا الرسول بلغ ما انزل
الیک من ربک ان علیا مولی المومنین وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ
یعصمک من الناس یعنی اے رسول پہنچا دو اُس بات کو کہ نازل کی گئی ہے طرف تمہارے
جانب سے تمہارے پروردگار کے اور وہ یہ بات ہے کہ تحقیق علی مولیٰ مومنوں کے ہیں
اور اگر نہ پہنچایا تمنے اس بات کو تو نہ پہنچایا تمنے اپنی رسالت و پیغامبری کو اور اللہ بچاویگا
تمکو لوگوں کے شر سے دیکھو یہ حدیث تفسیر در منثور سے لکھی گئی ہے یہ تفسیر در منثور وہ
معتمد تفسیر اہل سنت کی ہے جس کے مدح میں شاہ عبد العزیز صاحب اپنے رسالہ اصول حدیث
میں لکھتے ہیں واحادیث متعلقہ تفسیر را علم تفسیر گویند تفسیر ابن مردویہ و تفسیر دیلمی و تفسیر
ابن جریر وغیرہ مشاہیر تفاسیر حدیث اند ودر کتاب در منثور شیخ جلال الدین سیوطی جامع
ہمہ ست (۲) مرزا محمد معتمد خان بدخشانی کتاب مفتاح النجاۃ میں لکھتے ہیں۔

اخرج عبدالرزاق الرسغی عن ابن عباس قال لما نزلت هذہ الاٰیة یاایّها الرسول بلغ ما انزل من ربك فاخذ النبی بید علی فقال من کنت مولاه فعلی مولاه اللهم وال من والاه وعاد من عاداه واخرج ابن مردویه عن سعید الخدری مثله وفی اخره فنزلت الیوم اکملت لکم دینکم الاٰیة فقال النبی الله اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمة ورضی الرب برسالتی والولایة لعلی بن ابیطالب

ترجمہ اخراج کیا ہے عبدالرزاق رسغی نے ابن عباس سے ہرگاہ نازل ہوا یہ آیہ یاایها الرسول بلغ ما انزل ربك تب پکڑا نبیؐ نے ہاتھ علیؑ کا پھر فرمایا میں جسکا مولی ہوں بس علی اسکا مولیٰ ہے بارالہا دوست رکھ اسکو جو دوست رکھے علیؑ کو اور دشمن رکھ اسکو جو دشمن رکھے علیؑ کو اور اخراج کیا ہے ابن مردویہ نے ابی سعید خدری سے مثل اسی روایت کے آخر میں اس حدیث کے یہ ہے بس نازل ہوا آیہ اکملت لکم دینکم الخ تب فرمایا نبیؐ نے اللہ بزرگ تر ہے اوپر کامل کرنے دین اور پوری کرنے نعمت اور خوشنودی پروردگار کی ساتھ میری پیغمبری اور حکمرانی علی ابن ابیطالب کے (۳) ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی نے باسناد خود کتاب ما نزل من القران فی علی علیہ السلام میں لکھا ہے عن قیس الربیع عن ابی هرون العبدی عن ابی سعید الخدری ان رسول الله دعا الناس الی علی فی غدیر خم وامر بما تحت الشجرة من شوك فقم وذلك فی یوم الخمیس فدعا علیا فاخذ بضبعیه فرفعهما حتی نظر الناس بیاض ابطی رسول الله ثم لم یفترقوا حتی نزلت هذہ الاٰیة الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا فقال رسول الله الله اکبر علی اکمال الدین واتمام النعمة ورضی الرب برسالتی والولایة لعلی من بعدی ترجمہ قیس پسر ربیع ابو ہارون عبدی سے ابو ہارون ابوسعید خدری سے روایت کرتا ہے کہ بتحقیق رسولؐ نے بلایا علیؑ کی طرف لوگوں کو خم غدیر میں اور حکم دیا پیغمبرؐ نے کہ درخت کے نیچے سے کانٹے

ثبوت ولایت علی علیہ السلام از دفاتر سنی

شان نزول اذا جاء

جھاڑے جائیں پس صاف کیئے گئے اور یہ جمعرات کا واقعہ ہے پھر پکارا پیغمبر نے علیؑ کو
پس دونو بازو علیؑ کے پکڑ کر بلند کیا یہانتک کہ لوگوں نے بغل رسول اللہ کی سفیدی
دیکھی ہنوز وہ مجمع متفرق ہونے پایا تھا کہ یہ آیہ نازل ہوئی الیوم اکملت لکم دینکم
و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا پھر فرمایا رسول اللہ نے اللہ
بزرگ تر ہے اوپر کامل کرنے دین کے اور پورا کرنے نعمت کے اور خوشنودی پروردگار
کے ساتھ میری پیغمبری کے اور میرے بعد حکمرانی علی ابن ابیطالب کے۔ اب اہل دین بنظر
غور فرمائیں کہ ہرگاہ کتب معتمدہ اہلسنت وجماعت سے ثابت ہوا کہ حسب نزول آیہ قرآنی
یا ایہا الرسول بلغ ما انزل کے جس میں خدا تعالیٰ نے رسول اللہ کو شر سے لوگوں کے بچانیکا
وعدہ کیا تھا رسول اللہ صلعم نے بمقام غدیر خم حضرت علیؑ کو مولیٰ ہر مومن اور مومنہ کا مقرر
کیا تب یہ آیہ کریمہ الیوم اکملت لکم نازل ہوا کہ آج میں نے دین کو کامل کیا اور تم پر
نعمت کو پورا کیا تب رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ بزرگتر ہے اوپر کامل کرنے دین کے
اور پورا کرنے نعمت کے اور خوشنودی پروردگار کی ساتھ میری پیغمبری اور ولایت (یعنی حکمرانی
علی کی بعد میرے) خصوصاً اس آخر کی روایت میں لفظ من بعدی وارد ہے جس کی وجہ
سے کچھ شک وشبہہ کا محل باقی نرہا۔ جب تکمیل دین کے معنی ومطلب ومراد ہمنے کتب معتبرہ
سے مثل روز روشن بخوبی ثابت کردے اور معترض کی جہالت وغباوت بھی کالشمس فی
رابعۃ النہار عیان وآشکار ہو گئے اب آیہ اذا جاء نصر اللہ کے متعلق جو جہالت اور
غلط فہمی سے تقریر دلپذیر ارقام فرمائی ہے اس کی جواب میں بھی ہماری تقریر مختصر اہل
انصاف ملاحظہ کریں تفسیر ثعلبی کہ معتبر تفاسیر اہل سنت سے ہے اس میں منقول
ہے کہ سورہ اذا جاء بعد واپسی رسولخدا از غزوہ خیبر نازل ہوا ہے اسوقت جناب
رسولخدا نے حضرت علیؑ سے مخاطب ہوکر فرمایا یا علی انہ قد جاء ما وعدت
بہ جاء الفتح ودخل الناس فی دین اللہ افواجا وانہ لیس احد احق

مثل بمقامی لقد مثل فی الاسلام وقربہ منی وصھری وعندہ سیدۃ نساء
العالمین یعنی اے علی آمد انچہ باآں موعود شدہ بودم - آمد فتح مکہ وداخل شدند مردم
در دین حق فوج فوج وبدرستیکہ نیست کسے سزاوار از تو بہ جانشینے من از برائے
سبقت تو در اسلام ونزدیکی تو بمن ودامادیت ونزد تست بہترین زنان عالم اس
حدیث رسولؐ سے علاوہ ثبوت اسبات کے کہ جناب امیرؑ بوجہ سابق الاسلام اور زوج
بتول بضعہ رسول ہونے کی ولیعہدی وجانشینی آنحضرتؐ کے لایق تھے یہ بھی ثابت وتحقق ہوا
کہ بعد فتح مکہ مردم دین خدا میں فوج فوج داخل ہوئی چنانچہ اسیوقت کے متعلق یہ
حدیث ارشاد فرمائی ہے جو خاص زمانہ آنحضرتؐ کا تھا پھر اسکا کون منکر ہے ہرچند
کہ اس کی تحدید اور حد بست نہیں فرمائی کہ بس اسیوقت کیلئے یہ امر تھا کہ مردم دین
خدا میں فوج فوج داخل ہوں اے حبیب تسبیح اور حمد خدا بجا لاؤ اذا حرف شرط صاف
اس بات کو بتلا رہا ہے کہ خطاب خدا اپنے رسول کریم سے عام الی یوم القیام ہے آیندہ
بھی انشاء اللہ ایک وقت آنے والا ہے کہ مردم دین خدا میں فوج فوج داخل ہونگے
وعارہ وبسوف یعطیک ربک فترضی کچھ مخصوص اسی وقت کے لئے نہ تھا ہرچند کہ
ہماری گفتگو باعتبار مورد خاص کے ہے جو حین حیات جناب سرور کائنات میں عمل
میں آیا یعنی مردم دین خدا میں روبروی آنحضرت فوج فوج داخل ہوئے علی ہذا القیاس
روز خم غدیر کہ اس روز بھی آنحضرت دار دنیا میں تشریف رکھتے تھے بیشک بارہ یا اٹھارہ
ہزار لوگوں نے مولایت علی ابن ابیطالب کا اقرار کیا جن میں سب سے اول درجہ خلفاء و
امہات المومنین نے مبارکباد دی اور رسم تہنیت ادا کی چنانچہ ہم اسکو تفصیلی طور پر بحوالہ
کتب سابق میں لکھ چکے ہیں - اگر بفرض محال ہم تکمیل دین سے وہی مراد لیں جو آپ کا
مزعوم ہے اور تسلیم کریں کہ حین حیات جناب سرور کائنات میں مردم دین خدا میں
فوج فوج داخل ہوئے تو کیا بعد وفات رسول اُنکا مرتد ہونا محال ہے اسلام اختیار

غلط فہمی مخاطب در معنی افواجا

فریب دہی مخاطب در عدم تعیین عذر داری و مکاری آں انصار و صحابے وفا از حیات نبیؐ و وفات نبیؐ

کرنے کے بعد جبکہ طمع دنیاوی وحب وجاہ لاحق ہو پھر یہ تو لازم نہیں ہے کہ وہ آدمی اس عہدہ
سے دست بردار نہیں ہو سکتا ہے حالانکہ یہ صریح مشاہدہ کے خلاف ہے اب فرمائے
کہ آپ کا تعجب اٹھارہ ہزار کی غداری ومکاری پر کیونکر درست وقایم رہ سکتا ہے
پس اُن اٹھارہ ہزار کی غداری اور مکاری کی بحث اور گفتگو جسکو ہمارے ملا صاحب
نے لکھا ہے یہ وفات آنحضرت کی بعد کی ہے۔ جسکو آپنے اپنی فریب دہی سے کہیں کا
سر اور کہیں کا پاؤں ملا کر تیتر بیٹر دو کو ایک کر دکھایا حضرت یہ غداری اور بے یار
ویاری اُن میار کباد دینے والوں سے بعد وفات آنحضرت کے عمل میں آئی ہے
جبکہ جناب رسول کو بے غسل وکفن چھوڑ کر اندھا دھند سقیفہ بنی ساعدہ میں وہ
لوگ جاکر جمع ہوئے اور لڑ بھڑ کر مسند رسولؐ اور جانشینی رسول کا معاملہ اپنے لیئے
طے کر لیا اور خود بخود مع یاران جلسہ بقول شخصے پیراں نمی پرند مریداں می پرانند
خلیفہ رسول کے لقب سے ملقب ہو کر بیعت کا شور غل مچایا اور رسول کے دفن وکفن
کا شمہ بھر بھی خیال نہ کیا پس منشی جی یہ تمھاری سمجھ کا قصور ہے جو بغرض فریب دہی
کہ رہے ہو کہ کیا لفظ افواجا سے یہی چار شخص مراد ہیں۔ دیکھئے آپ نفس رسول
زوج بتول وبضعہ رسول پر جو دیکھ احادیث رسولؐ اُن کے فضائل ہیں بجید
منقول ہیں اور محدثین ومفسرین فضلا وفحول علماء اہل سنت اپنے اپنے کتب
معتبرہ میں لکھ رہے ہیں جیسا کہ بطور مشتے نمونہ از خروارے ہمنے چند احادیث کو
ان اوراق میں لکھا ہے با این ہمہ آپ اُن کو دنیا طلبی کا الزام لگا رہے ہیں حالانکہ
ہم نے اُن کا حق بھی مثل روز روشن ثابت کر دیا ہے پس جبکہ اہل بیت رسول آپ کے
زعم فاسد میں آلائش نفسانی سے مبرا اور خالی نہیں ہیں جن کے ہاتھ میں رسول مقبول
امت کی مہار دے کر انی تارک فیکم الثقلین فرما گئے ہیں تو پھر ویسے اصحاب
کس شمار وقطار میں ہیں جن کی یہ کیفیت کہ سامنے رسولؐ مقبول کے ھنیئا ھنیئا

اور بخ بخ وغیرہ کلمات سے سبارکباد دیں۔ یعنی ولایت علیؑ کا اقرار کریں اور بعد وفات آنحضرت مسند رسول کو ہڑپ کر جائیں۔ پس اگر احادیث غدیر مذکورۂ بالا قابل انکار ہیں تو منشی صاحب تمام کُتب احادیث وتفاسیر کو دریا سلائی دکھلائے۔ یا دریا بُرد کیجیے اور اپنے محدّثین ومفسّرین کی روح پر فتوح پر تین تین صلوات پڑھیے کہ جو ایسی ایسی احادیث لکھ کر مذہب اہل سنّت کو مضمحل وضعیف کر گئے اور چار طرف سے نشانۂ ملامت بنا گئے اور اگر احادیث مذکور الصدر خصوصًا حدیث مُلّا نعیم اصفہانی قابل تسلیم ہے تو پھر کسی نے خوب کہا ہے

شادم کہ بار قیباں دامن کشاں گذشتی گو مُشت خاک ما ہم بر باد رفتہ باشد

قولہ اب عبارت صفحہ ۱۶۱ و ۱۶۲ قابل غور و انصاف ہے ارشاد جناب امیر بر طبق طلبی عمر قرآن مجموع جناب امیرؑ کہ اس قرآن کو کوئی شخص ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا سوائے حضرت امام آخر الزمان کے اور یہ قرآن اسوقت تک ظاہر نہیں ہو سکتا ہے کہ حضرت امام موصوف ظہور وخروج فرمائیں گے اب جناب حکمت مآب ذرا غور فرمائے کہ حضرت امام ازلی وحجت اللہ نے کس تاکید اور شدومد سے قرآن منزل من اللہ کو مستتر فرمایا ہے چشم انصاف وا کر کے روایت جناب ملا محمد باقر صاحب کا ملاحظہ ہونا چاہیے کہ حسب عقائد آپ صاحبان بلکہ روئے زمین اہل شیعہ صاحب کے جناب امیرؑ مصداق آیۂ کریمہ ان الذین یکتمون ما انزلنا الخ کے ہیں معاذ اللہ من ہذا الاعتقاد۔ واسبحان اللہ حسب عقائد جناب کیا حجت اللہ ہیں۔

اقول یہ رقص وسرود آپ نے وہیں کیوں نہ ادا کیا جہاں ترجمہ عبارت فارسی کا ارقام فرما کر فقرہ بندی کی تھی فریب دہی کا کیوں شعار اختیار کیا ہے مگر ہاں کیوں نہو مقلد کس کے ہو۔ یہ تو فرمائے کہ آپ نے بھی غور وانصاف کو کام فرمایا یا ہم سے ہی طالب غور وانصاف ہو ہم جو سابق میں کتمان کے متعلق بحث کر چکے ہیں اور نہایت وضاحت کے ساتھ مدلل طور پر آیات واحادیث سے اسکے مطلب ومراد کو سمجھا آئے ہیں کیا ابھی تک

آپ کے فہم رسا میں نارسائی ہی رہے مگر چونکہ جناب ملا صاحب کی عبارت میں آپنے دیکھ لیا ہے کہ حضرت عمر صاحب نے جناب امیرؑ سے قرآن شریف طلب کیا اور حسب الطلب آپ نے خلیفہ ثانی آنحضرت نے نہ دیا اسیوجہ سے آپ بڑی شد و مد کے ساتھ فرما رہے ہیں کہ جناب امیرؑ حسب اعتقاد فرقۂ شیعہ مصداق آیہ ان الذین یکتمون ہوئے حالانکہ شیعوں کا عقیدہ جو درباب قرآن موجودہ فی العالم ہے اسکو ہم معتبرین محدثین و علمار شیعہ کی تحریرات سے سابق میں لکھ چکے ہیں تکرار بیکار ہے چشم انصاف سے غور کرو کہ مصداق آیۂ مذکور آپ کے خلفار ہیں یا جناب امیرؑ جنھوں نے جنب کو ترک نماز کا حکم دیا علی ہذا القیاس اکثر مقامات میں خلاف احکام قرآنی کلام ربّانی اپنی جہالت و نادانی سے حکمرانی فرمائی علاوہ ازیں ہمنے سابق میں جو زمانہ حضرت ابو بکر کے متعلق درباب قرآن گفتگو کی ہے وہی بیان بھی بعینہ پیش نظر کیجئے۔ مگر یہ واضح رہے کہ جب تک آپ ہماری مسلمات سے اس کی نفی نکریں گے اسوقت تک ہم برابر یہی کہے جائیں گے کہ جب قرآن شریف جناب علی مرتضیٰ نے بغرض اتباع خود مجمع صحابہ میں پیش کیا اور اتمام حجت فرمایا تو سب سے اول حضرت خلیفہ ثانی نے انکار کیا۔ کیا بعد انکار و اتمام حجت اور پھر بھی وہ مستحق اس کے رہ گئے تھے کہ جناب امیرؑ حسب الطلب و خواہش اُن کے قرآن شریف جمع کردہ و قلمی فرمودہ خود اُنکو عطا فرماتے بلا اس کے کہ خلیفہ عمر آنحضرت کا اتباع اختیار کرتے ہاں آپ کی تو یہی خواہش ہے کہ حضرت خلیفہ ثانی خلافت و مسند نبوی پر جلوہ افروز رہ کر حکمرانی کرتے رہتے اور جناب امیرؑ اُنکو قرآن شریف اپنا دیدیتے بھلا پھر اُس قرآن کی جناب امیرؑ کے اُنکو کیا ضرورت تھی یہی تو ایک بات آپ کے ذہن عالی میں جاگزین ہوئی ہے جس سے جناب امیر پر الزام قایم کرنا منظور ہے اور خلیفہ ثانی کی برارت مد نظر ہے اور وہ بات ہرگز آپ کے ذہن عالی میں نہ آئے گی جسکو ہم سابق میں لکھ آئے ہیں یعنی آنحضرت کی غرض قرآن شریف پیش کرنے سے یاد دہی اس عہد و پیمان و اقرار خم غدیر

کی تھی جو اُن سے پیش رسول مقبول عمل میں آچکا تھا نہ غرض دیگر پس خلیفہ ثانی نے
درصورتیکہ حکمرانی اپنی کو نہ چھوڑا - اور اتباع آنحضرت کا اختیار نہ کیا تو پھر گویا وہی حالت
اولی تھی قرآن شریف اُن کا طلب کرنا بھی عبث ٹھہرتا ہے - اگر آپ اپنے خیال عالی سے
بعد اظہار اعتقاد فرقہ شیعہ درباب قرآن موجودہ فی العالم شیعوں پر افترا و بہتان
کریں کہ فرقہ شیعہ کے نزدیک قرآن موجودہ ناقص ہے اس لیئے اس قرآن جناب امیر
کی ضرورت اظہار واجب و لازم تھی اس وجہ سے حضرت عمر صاحب نے قرآن شریف طلب
کیا تھا ہم قبل ایسکے کہ آپ کے اس خیال واہی کی رد کریں بطیب خاطر کہتے ہیں کہ
بہت اچھا کہئے چشم ما روشن دل ما شاد مگر خلافت اول سے ہاتھ دھونا پڑے گا لاوہ ہے
وہ فلتہ تھی خدا نے اس کے شر سے لوگوں کو بچایا اس لیئے کہ اس میں اب آپ کے خیال
عالی اور بلند پروازی کے موافق قرآن ناقص پر عملدرآمد رہا اور چونکہ خلافت ثانی
متفرع اول پر تھی لہذا آپ کو بنا رفاسد علی الفاسد کی مصداق میں داخل کر کے اُس
سے بھی فوراً ہاتھ دھونا پڑے گا اس کے بعد تیسری تو آپ ہی تین تیرہ ہو جائیں گے
ماسوائے ازیں ہم یہ کہتے ہیں کہ بعد اتمام حجت و کفران نعمت کے منکر لیئم ہرگز لایق
ایسکے نہیں رہتا کہ بار دگر اگر وہ اُس نعمت کا طالب ہو تو اس کو عطا کیجائے چنانچہ
یہی مفاد آیہ مبارکہ ختم اللہ علی قلوبہم الخ کا ہے کیا تم نے کتب سیر و تواریخ میں
نہیں دیکھا کہ شروع زمانہ جناب رسولخدا میں خانہ کعبہ کی پوشش کا غلاف آسمان سے
اترا تھا اور کچھ زمانہ تک وہ غلاف اسپر آویزاں رہا - ایک لعین نے نجس ہاتھ
سے اسکو مس کیا فوراً معدوم ہو گیا لو دور کیوں جاؤ بنی اسرائیل کا حال تو سنا ہو گا
لن نصبر علی طعام واحد کہتے ہی من و سلوے کا آنا بند ہو گیا پھر ہر چند دعا کی نہ آیا

چو از قومے یکے بیدانشی کرد + نہ کہ را منزلت ماند نہ مہ را

حضرت عیسیٰ کی حواریوں کو کیسے کچھ عتاب و خطاب کی تہدید فرمائی تھی جبکہ وہ مائدہ

ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم

عثمان کا مصاحف کو جلوانا

کے طالب ہوئے تھے اور خداوند عالم نے وعدہ فرما کر از ال مائدہ فرمایا تھا فمن یکفر بعد منکم فانی اعذبہ الخ اور یہ سب امور مصالح و حکم پر مبنی ہیں قانون مصالح و حکم میں کسیکو دم زنی کا اختیار نہیں دیا گیا۔ چنانچہ اسی پر متفرع ہے جناب امیرؑ کا اپنے زمانہ میں اُس قرآن کا ظاہر نفرمانا غور کیجئے اول تو دو خلافتیں ایسی گذر چکیں جن میں شیخین کا جمع کیا ہوا قرآن شریف رائج رہا اور جب خلافت تیسرے صاحب کی ہوئی انھوں نے زید ابن ثابت وغیرہ لوگوں سے کہکر پھر قرآن جمع کرایا۔ اور مصاحف سابقہ زمانہ شیخین کو جلوا دیا جیسا کہ آپکے محدث دہلوی شیخ عبد الحق نے ترجمہ مشکوۃ میں اسکو لکھا ہے مشکواۃ شریف صفحہ ۱۸۵ چھاپہ دہلی وارسل الی کل افق بمصحف مما نسخوا وامر بما سواہ من القرآن فی کل صحیفۃ او مصحف ان یحرق انس ابن مالک سے منقول ہے کہ جو قرآن بحکم عثمان لکھے گئے ان میں سے ایک نسخہ شہروں میں عثمان نے بھیجدیا اور حکم کیا کہ سوائے ہمارے جمع کئے ہوئے کے جتنے قرآن ہیں خواہ چھوٹے ہوں خواہ بڑے سب جلادئے جائیں اور شیخ صاحب موصوف نے شرح میں اس حدیث کے لکھا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو قرآن حفصہ کو نظر بایفائے وعدہ واپس کر دیا گیا تھا وہ بھی بحکم عثمان جلادیا گیا۔ کیونکہ جب اُس کا یہ حکم ہوا کہ جتنے قرآن ہمارے قرآن کے سوا ہیں وہ سب جلادئے جائیں تو حفصہ کے پاس کا قرآن جو ابو بکر و عمر کے زمانہ میں جمع ہوا تھا وہ بھی علاوہ قرآن عثمان کے تھا تو لامحالہ جلادیا گیا ہوگا اور یہ روایت تو مشہور ہے کہ ابن مسعود نے جب اپنے پاس کا قرآن عثمان کو ندیا تو خلیفہ صاحب نے اُنکو مار پیٹ کر اُن سے قرآن چھین کر جلادیا بیچارے کی دو پہلو کی ہڈیاں بھی شکستہ ہوگئیں ماسوائے این۔ روضۃ الاحباب و روضۃ الصفا میں بھی احراق قرآن کی روایتیں موجود ہیں جس مقام پر کہ اصحاب رسول اللہ کے جلانے کی بابت تشنیع و اعتراض عثمان پر کیا ہے۔ اور نیز

بخاری میں بھی یہ قصّہ مذکور ہے اب اہل سنت کے زعم کے موافق آیۂ مبارکہ وانا
له لحافظون کا کچھ بھی اثر ظاہر نہوا بس یا این ہمہ اگر جناب امیرؑ بھی اپنے عہد میں
اس قرآن کو جاری فرماتے تو کہئے کہ اسلام میں کس قدر اضمحلال اور ضعف آتا اور
سیکڑوں حفاظ وغیرہ حفاظ کے ایمان میں کیسی کچھ لغزش نہیں آتی سب لوگ یہی
کہتے ہیں کہ جو خلیفہ آتا ہے وہ ایک نیا ڈھکوسلا دکھاتا ہے اور اپنے ہی حسب منشار
قرآن شریف لاتا ہے اور قرآن خلیفہ سابق کو مثل تقویم پارینہ معدوم کرتا ہے اور
عجب نہیں کہ اُسکی وجہ سے کچی پکی اُدکچرے سلمان کہہ بیٹھتے کہ میاں نہ کوئی خدا ہے
اور نہ کوئی اسکا کلام یہ سب من گھڑت ان حضرات خلفا کی ہے کہ جو کوئی آیا اُس نے
اپنا رنگ جمایا اور دوسرے کا خاکہ بے لاگ اڑایا ع ہر کہ آمد عمارتے نو ساخت۔ پس
بنظر بمصالح خفیفہ وحکمت خفیّہ ونیز قرآن موجودہ فی العالم کو اپنے قرآن جمع کردہ سے
بحیثیت قرابت مخالف نہ پاکر اپنے زمانہ میں اظہار قرآن سے اعراض فرمایا ع
ہر سخن نکتہ وہر نکتہ مقامے دارد دیکھو انہیں مصالح پہ نظر کرکے آنحضرت نے بہت سی
امور خلاف شرع میں جدید عمل جاری نہیں فرمایا چنانچہ بخاری باب مناقب حضرت امیرؑ
میں منقول ہے عن ابی عبیدة عن علی قال اقضوا کما کنتم تقضون فانی
اکرہ الاختلاف حتی یکون الناس جماعة او اموت کما مات اصحابی
اور فتح الباری شرح صحیح بخاری میں اس حدیث کی شرح اسطرح ہے قال ابو عبیدة
بعث الی علی والی شریح فقال انی ابغض الاختلاف فاقضوا کما کنتم تقضون
والمراد من الاختلاف المخالفة التی تودی الی النزاع والفتنة ترجمہ
قاضی ابو عبیدہ نے کہا ہے کہ میرے اور قاضی شریح کی طرف جناب امیرؑ نے فرمان بھیجا
کہ میں اختلاف اور پھوٹ کو اچھا نہیں سمجھتا ہوں بہتر یہ ہے کہ تم قاضی لوگ بدستور
سابق فیصلہ کرتے ہو یہاں تک کہ لوگوں کی ایک جماعت متفق اور متحد ہو یعنی بعد

اتفاق حکم ثانی دونگا ابھی کچھ نہیں بولتا اگر میں زندہ رہا اور اگر میں مر گیا جس طرح میرے پہلے دوست مر گئے تو خیر اور اختلاف سے مراد بقول ابن حجر عسقلانی وہ اختلاف ہے جو موجب نزاع و فتنہ و فساد کا ہو پس اس حدیث سے بخوبی ثابت ہوا کہ جناب امیر اپنے زمانہ میں مصالح حقیقیہ پر عمل کرکے جدید امر جاری نہیں کرتے تھے جو موجب فتنہ و فساد کا ہونا اسی لحاظ سے بعض احکام میں حسب اعتقاد خود ترمیم نہیں فرمائی کہ خوف فتنہ و فساد تھا۔ چنانچہ جب تراویح کو منع کرنا چاہا اور فرزند ارجمند حسنات حسن مجتبیٰ سے فرمایا کہ مسجد میں جاکر لوگوں کو تراویح کی جماعت سے روکدو اور نوافل کے اکیلے اکیلے پڑھنے کا حکم دو پس جب جناب حسن مجتبیٰ نے لوگوں کو منع فرمایا تو لوگوں نے تعمیل حکم میں سرتابی کی مسجد کے گوشوں سے واعمراہ واعمرہ کی آوازیں اور نعرے بلند ہوئے بمجبوری حضرت نے سکوت فرمایا اور لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیا۔

غرض اپنے جمع کردہ قرآن کے اظہار میں بھی حضرت نے اس قسم کے فتنہ اور فساد کا لحاظ فرماکر سکوت فرمایا تا جمعیت متفرقہ اسلام میں اور تفرقہ نہو جائے۔ دوسرے ہم یہ کہتے ہیں کہ پروردگار عالم نے جو پیغمبران سابقین میں سے حضرت خضر و حضرت عیسیٰ کو باوجود زندہ رہنے کے مخفی اور پوشیدہ کیا آپ اس کی وجہ بیان کیجیے حالانکہ ہم کہتے ہیں اگر وہ بزرگوار ظاہر ہوتے تو دنیا میں اُن کے ارشادات ہدایات سے کیسے کیسے فوائد عظیمہ و منافع جسیمہ مخلوق و بندگان خدا کو حاصل ہوتے اسی طرح سے بہت سی کتب سماویہ کو جو حضرت آدم و حضرت ابراہیم و دیگر انبیاء سلف پر خداوند عالم کی طرف سے نازل ہوئی تھیں دنیا سے غائب ہو گئیں کہ کسی طرح لوگوں کو مل نہیں سکتیں اور جو موجود ہیں اُن کا حال سب مسلمانوں پر بخوبی ظاہر ہے کہ کیسے کچھ انمیں تحریفات لفظی و معنوی ہوی رہی ہے بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے پس اس کی کیا وجہ کہ خداوند عالم نے اُنکی حفاظت نکی کیا وہ اسکا کلام نہ تھا۔ حالانکہ اگر

وہ سب کتب آسمانی موجود رہتیں اور خداوند عالم اُن کی پوری پوری محافظت کرتا تو بتائیے لوگوں کو کیسے کیسے فوائد اور ان کی بشارات و مواعظ و ہدایات سے کیسے کچھ منافع حاصل ہوتے پس اس صورت میں خداوند عالم پر الزام ان کے عدم حفاظت کا لازم آتا ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ خود خداوند عالم نے اُن کتب سماویہ کی حفاظت کی اور خود مخفی و مستور کر دیا تو پھر آپ کی منطق کی بنا پر اسصورت میں خداوند عالم جل شانہ پر الزام کتمان لازم آتا ہے۔ پس جو تم ہمارے اس اعتراض مذکورہ جگر خراش کا جواب دوگے وہی ہم درباب عدم اظہار قرآن جناب امیر مومنان پیش کریں گے تیسرے یہ ہم کہ چکے ہیں کہ اُس نسخہ مصحف شریفہ میں علی الظاہر کوئی حکم تکلیفی غیر منسوخ بہ نسبت امت جناب رسالتمآب کے علاوہ پر احکام مندرجہ قرآن موجود کی مرقوم و مندرج نہ تھا پس اسوجہ سے اظہار و اعلان اسکا آنحضرتؐ لازم ہوا چوتھے جناب امیرؑ کو بعلم امامت معلوم ہو چکا تھا کہ بعد چندے اس قرآن کو بعض آراکین امت موافق رائے و صوابدید خود ترتیب دے کر ایک نسخہ لکھوا کر اسکو اصل قرآن قرار دیں گے اور سوائے اسکے دیگر نسخ کو جس کی ترتیب وغیرہ اس کے برخلاف ہوگی چاک کر دیں گے یا دوسرا عمل کریں گے جیسا کہ ایسا ظہور میں آیا لہذا اُس قرآن کو جس کو حضرت نے اپنے دست مبارک سے ارقام فرمایا تھا محفوظ رکھا۔ پانچویں سابق میں ہم بیان کر چکے کہ اُس قرآن میں بیان مراد تاویل و تنزیل و بیان حروف مقطعات وغیرہ اسرار الہی و رموزات نامتناہی مندرج تھے پس جب حضرت اتمام حجت فرما چکے اور اپنا فرض بخوب ادا کر چکے اور مجمع صحابہ میں اس قرآنکو مثل روز روشن دکھلا چکے اور اُنھوں نے اعراض و انکار کیا۔ پس بار دگر اسوقت اعلان و اشتکار کرنا اون اسرار و رموزات وغیرہ کا خلاف مصلحت و حکمت آلہیہ اور مصالح خفیہ سمجھ کر بعد اتمام حجت مناسب نہ سمجھا پس وہ قرآن شریف آنحضرت کی اولاد امجاد میں یکے بعد دیگرے کے پاس منتقل ہوتا امام دوازدہم یعنی قائم

آلِ محمد کے پاس پہنچا اور اصحاب کے لئے حق تعالیٰ نے بمقتضائے حکمت کاملہ اور
مصالحہ خفیہ غیبت صغریٰ اولاً اور غیبت کبریٰ ثانیاً مقرر فرمائی پس گویا پروردگار
عالم نے قرآن ناطق کے ساتھ اصل نسخہ قرآن صامت کو جمع کرکے دونوں کو پردہ غیب
میں مخفی کردیا تاکہ صورت ظاہری اجتماع ثقلین وعدم افتراق واہلبیت مصطفین چشم
اہل بصارت و بصیرت میں عیاں اور نمایاں ہوجائے باوجود اس کے پھر بھی آثار
افادات وافاضات وارشادات وہدایات اسکے مثل آفتاب عالمتاب در سحاب شامل
احوال عالمیان ہیں خصوصاً مومنین موقنین ومطیعین مخلصین کو حظ وافر پہنچا ہوا ہے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم   چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

الحمدللہ کہ ہماری تقریر سابقہ ولاحقہ سے جو کہ کتمان کے متعلق کی گئی بخوبی ثابت ہوگیا
کہ کتمان قرآن کا الزام بہ نسبت جناب امیرؑ کے خارجی دشمن اہلبیت کا اعتقاد ہے نہ
اعتقاد شیعہ کثرہم رب البریہ اور شیعہ وسنی میں گو با اعتبار اولی وچاری ہونیکی
اختلاف ہے مگر تاہم خلافت وخلیفہ رسول ہونا جناب امیر کا مختلف فیہ نہیں ہے
پس خارجی کے جواب میں جو جناب امیرؑ پر کتمان قرآن کا الزام لگاتا ہے دونوں برابر
اور ہم زبان ہیں اور نسبت دینے والا اس اعتقاد بے بنیاد کی طرف فرقہ شیعہ کے
مفتری کذاب ہے اور کلمہ (و) اسبحان اللہ حسب عقائد جناب کیا حجت اللہ ہیں ہاں نہیں
والا شیعہ تو شیعہ سنی کے نزدیک بھی خارجی دشمن امیرؑ ہے۔

قولہ جناب حکمت مآب صاحب آپ نے ان الذین یکتمون کا حال خوب غور فرمالیا
اور آپ کا عقیدہ روایت مذکورہ سے خوب پختہ ہوگیا۔ اب جانب حدیث حضرت نبوی
انی تارک فیکم الثقلین الخ کی توجہ فرمانا چاہئے اور اپنے علماء دین جناب شیخ المشایخ
مولانا محمد جعفر طوسی اور محمد یعقوب کلینی کافی اور محمد علی قمی وملا محمد باقر مجلسی جن
کے خطاب ثانی سے جناب واقف ہوں گے۔ درود وسلام بھیجنا چاہئے مضمون

بیان ثقلین مختصر

حدیث حضرت رسول اکرم کا یہ ارشاد کہ میری امت سے جو دو شئے سے تمسک پکڑے گا جنکو میں اپنی
امت میں چھوڑنے والا ہوں تو وہ گمراہ نہوگا اور وہ دو شئے کیا ہیں ایک کتاب اللہ ہے اور
میری عترت اور اہلبیت اور یہ دونو شئے توام ہیں ۔ یعنی لازم و ملزوم ۔ پس خیال فرمانا چاہیے کہ اس
حدیث کے مضمون اور مطلب میں کل اہل اسلام کیا امام و کیا محبت اللہ و صحابہ و مسلمان روئے زمین
میں داخل ہیں ۔ جب یہ بات ذہن نشین ہوگئی تو گوش دل اور چشم انصاف میں سے سننا اور دیکھنا چاہیے
کہ جناب امیرؑ کا یہ ارشاد کہ اس مصحف کو کوئی شخص ہاتھ نہیں لگا سکتا اور یہ مصحف اُس روز ظاہر ہوگا
جب حضرت امام آخر الزماں یعنی حضرت امام مہدیؑ کا ظہور و خروج ظہور میں آئیگا اب یہ معلوم نہیں
کہ حضرت موصوف کا کب ظہور اور خروج ظہور میں آئے گا اور یہ ہی قید لگائی ہے کہ بغیر اُن
کے ظہور کے یہ مصحف ظاہر نہیں ہوسکتا اور یہ ہی ارشاد فرمایا کہ اس مصحف پر میرے فرزند ارجمند
عمل کرادیں گے تو اسقدر ارشادات جناب امیرؑ کے یہ خیال میں نہیں آتا کہ جناب امیرؑ نے اپنی خلافت
اور امامت میں کس شئے اور چیز سے امت محمدیہ علیہ الصلوٰۃ کو ہدایت فرمائی اور احکام خداوندی
اور شریعت محمدیہ کے جاری کرنے کا جناب امیرؑ کو کون ذریعہ تھا ۔ حضرت رسول اکرم نے دو ثقل
چھوڑے ہیں ایک کتاب اللہ و ایک عترت اہلبیت اس جگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا حضرت
امیرؑ نے تیسری ثقل ایجاد کی ہے یا کوئی وحی اُن پر نازل ہوئی تھی جس سے امت محمدیہ کو ہدایت
فرماتے تھے نیز یہ ارشاد جناب امیرؑ کا کہ اسپر میرا فرزند ارجمند عمل کرادے گا یہ نتیجہ برآمد
ہوتا ہے کہ قرآن شریف موجودہ عالم میں خدا جانے کسقدر نقصانات واقع ہوئے ہیں اور جن
اشخاص کا اس قرآن پر عمل رہا ہے اور رہا ہے اور آیندہ تا زمانہ ظہور جناب امام معصوم ہوگا وہ صحیح
ہے یا نہیں اس جہان میں جو روبرو ہماری چشم کے ہے وہ یہ ہے کہ جب قانون جاری میں
کوئی نقصان اُس بادشاہ یا گورنر وغیرہ کو معلوم ہوا تو اس قانون کو منسوخ کردیا یا ترمیم کردیا
تو جب اُن نقصانات پر جو کتاب اللہ میں واقع ہوگئے ہیں اور امت محمدیہ کا اس وقت اس
ہی قرآن موجودہ پر عمل ہے تو بوجہ اُن نقصانات کے کہ امت محمدیہ کا جو زمانہ انتشار قرآن

مجموعۂ جناب امیرؑ سے تا زمانہ ظہور جناب امام معصوم میزان عدل خداوندی میں وزن کیا
جائے گا پلۂ عمل بوجہ نقص قرآن کے برابر یا وزنی زیادہ ہوگا تو اب فرمائیے کہ امّت محمّدیہ
گمراہ ہونے سے کس طرح برکنار رہے اور کون ذریعۂ نجات اُن بیچار دں کا ہے۔ پس اگر وہ ارشاد
جناب امیرؑ کا کہ میرا فرزند اُسکو ظاہر کرے گا درست ہے تو جناب امام و خلیفۂ بلا فصل و حجّت اللہ
نے اپنے دست مبارک سے کتابُ اللہ کو مفقود کر دیا اور چونکہ ثقل ثانی ملزوم اوّل ثقل کی تھی تو ثقل
ثانی خود مفقود ہو گئی اور قابل تمسک نرہی تو لن تضلوا بعدہما کا کچھ اثر نہ رہا پس امّت محمّدیہ کو
تضلوا بعدی وا دیہ گمراہی میں حیران و پریشان کر دیا واسبحان اللہ کیا عقائد خیاب حکمت مآب
و جناب ملا صاحب موصوف وغیرہم کے ہیں اور اس جگہ یہ مصرعہ نہایت عمدہ طور سے صداقت
عبارت جناب ملا صاحب کی کرتا ہے ؎ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی۔ یا یہ کہا جائے ؎
او خویشتن گم ست کرا رہبری کند

اقول کیوں جناب مُستطاب منشی صاحب آپنے آیۂ مبارکہ ان الذین یکتمون کے متعلق جو ہمنے
نہایت وضاحت سے بیان کیا اسکو خوب غور فرما لیا۔ نیز آپ کا عقیدہ اُن احادیث و آیات مذکورہ
سے جو متعلقہ غدیر وغیرہ بحوالہ کتب معتبرہ و اعاظم علماء خیر تحریر میں آئیں خوب پختہ ہو گیا۔ اب حدیث
حضرت نبوی انی تارک فیکم الثقلین الخ کی طرف توجہ فرمانا چاہتے اور اپنے علماء دین متقدمین و
متاخرین مثل شیخ المشائخ جناب شاہ عبد العزیز صاحب شاہ ولی اللہ دہلوی و مولوی اسمٰعیل برادر
زادہ شاہ جی و عبد الحق محدث دہلوی و مولوی محمد قاسم نانوتوی و رشید گنگوہی وغیرہ وغیرہ
فضلا پر جن کے خطاب ثانی سے جناب واقف ہوں گے تین تین صلواۃ بھیجئے کہ خود تو مکر و
فریب کے طولانی جال پھیلا کر چلتے پھرتے نظر آئے اور آپ سے مقلدین کو وہی سبق دیگئے
اور لکیر کے فقیر مجاور بنا گئے۔ دیکھئے آپ کے عزیز دہلوی باب چہارم تحفہ میں قلم ریز ہیں
باید دانست کہ باتفاق شیعہ و سُنّی این حدیث ثابت ست کہ پیغمبر فرمود انی تارک فیکم الثقلین
پس معلوم شد کہ در مقدّمات دینی و احکام شرعی ما را پیغمبر حوالہ بایں دو چیز عظیم القدر فرمودست

تقریر شاہ عبد العزیز دربارۂ ثقلین

پس مذہب کہ مخالف این دو باشد در امور شرعیہ عقلاً و عملاً باطل و نامعتبر ست و ہر کہ انکار این
دو بزرگ نماید گمراہ و خارج از دین   اور باب امامت میں بھی جناب ارشاد فرماتے ہیں
دہمیں قسم حدیث مثل اهل بیتی فیکم کمثل سفینة نوح من رکبها نجی ومن تخلف عنها
غرق دلالت میکند بر آنکہ فلاح و ہدایت مربوط بدوستی ایشان و منوط باتباع ایشان است
و تخلف از دوستی و اتباع ایشان موجب ہلاک
اب ہم اوّل آپ کی مدح و ثنا میں لب کھولتے ہیں ماشاء اللہ متعلق حدیث مذکور جو استدلال آپکو
سوجھی وہ آپکے مقدم الوصف شاہ جی صاحب کو بھی نہ سوجھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ استدلال آپ
نے مجلس معلم الملکوت کے درس خارجی سے اخذ فرمائی ہے اور عبارت تو ایسی زوردار ارقام فرمائی
ہے کہ شاید و باید جس کے ہر ہر فقرہ سے فصاحت و بلاغت کے دریا بہ رہے ہیں ایک ایک فقرہ
کو دوسرے سے ویسا ہی ربط ہے جیسا کہ آپ کی زبان کو آپکے قلب سے غرض یہاں پہنچکر تو آپنے اپنی
جودت طبع پر ایسا کچھ زور دیا گویا قلم توڑ دیئے واقعی یہ تحریر آپ ہی کا حصہ ہے آمد اس کی کالی
گھنگور گھٹا کی طرح امنڈ تی چلی آتی ہے پہلے پہل تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس سے موسلہ دہار پانی
برسے گا مگر آخر میں گرج گرجا کر اور اپنی کڑک دھڑک دکھلا کر ٹھنڈی ہوگئی - لیکن یہ تو فرمائے
آپ جو ارقام فرماتے ہیں کہ اس حدیث انی تارک فیکم الثقلین الخ کے مضمون و مطلب میں کل
اہل اسلام کیا امام و کیا محبت اللہ و صحابہ و مسلمان روے زمین داخل ہیں ہمارے ابھی تک یہ بات
ذہن نشین نہیں ہوئی اسکی کچھ تو آپنے تفسیر و توضیح فرمائی ہوتی بلا توضیح و تبیین جو آپ
تحریر فرماتے ہیں اجب یہ بات ذہن نشین ہوگئی ہم یہ کہتے ہیں کہ المعنی فی لطن الشاعر کو کوئی
دوسرا کیا سمجھے ہاں آپ ہی سمجھے ہوں گے اور آپ ہی کے ذہن نشین ہوا ہوگا جو ہوا ہوگا - ہمارے
نزدیک تو یہ ایک انگھڑت بات آپ نے ارقام فرمائی جس کا سر نہ پاؤں بھلا اتنی بات سے
کہ مضمون حدیث مذکورہ میں کل اہل اسلام روئے زمین میں داخل ہیں کیا امام و کیا محبت اللہ
و کیا صحابہ و کیا مسلمان اس میں آپ نے کیا جدت فرمائی اور کس امر کو ذہن نشین فرمایا آخر کچھ

سمجھائیے تو سہی کہ اس تعمیم کا نفع کیا ہے اگر آپ کی غرض یہ ہے کہ ارشاد رسول کا خطاب جامع جمیع مخلوق سے ہے (کیا امام و کیا حجت اللہ و کیا صحابہ و کیا مسلمان) تو اب یہ معمّا سمجھ میں نہیں آتا کہ ثقلین میں ثقل اول تو قرآن مجید کلام الٰہی اور دوسری ثقل اہلبیت و عترت کو فرمایا آیا امام و حجت اللہ و اہلبیت و عترت رسول میں داخل ہیں یا نہ اگر کہئے داخل ہیں تو نتیجہ آپ کی اس تعمیم کا یہ ہوا کہ گویا رسول اللہ نے اہلبیت کو اہلبیت کے حوالہ کیا و ہل ہذا الدور الصریح یہ کھلا دور ہے نیز ارشاد حضرت کا ما ان تمسکتم بہما بھی اسیوجہ سے چسپاں نہ ہوا اور اگر یہ کہئے کہ امام و حجت اللہ و اہلبیت و عترت رسول میں داخل نہیں ہیں تو فرمائیے کہ پھر وہ کون لوگ ہیں جن کی بابت ارشاد رسول مقبول ہے اور جن کے ہاتھ میں امت کی مہار آنحضرت نے دے کر اُن کی پیروی کا حکم دیا ہے اور اگر آپ کی غرض اس تعمیم اور لازم و ملزوم سے جس کو بڑی طمطراق سے آپنے ارقام فرمایا ہے یہ ہے کہ درباب تمسک و اتباع امام و حجت اللہ و صحابہ و مسلمین سب برابر ہیں تو یہ البتہ صحیح مانا جا سکتا ہے جبکہ آپ امام و حجت اللہ کو اہلبیت و عترت رسول سے خارج رکھیں مگر یہ آپ کے امکان سے باہر ہے شیخ ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں بصفحہ ۱۳۳ شرح حدیث ثقلین کی یہ عبارت لکھ چکے ہیں ثم احق من یتمسک بہ منہم و عالمہم علی ابن ابیطالب یعنی سب سے زیادہ حق اہلبیت میں جس کے ساتھ تمسک کیا جائے امام اُن کا اور عالم اُن کا علی ابن ابیطالب ہے بہر حال یہ تعمیم کا معما آپ نے ایسا ارقام فرمایا ہے کہ اسکو شاید آپ خود بھی نہ سمجھے ہوں گے دوسروں کا سمجھنا اور ذہن نشین ہونا امر دیگر ہے اسی واسطے آپ نے اُسکو گول مول چھوڑا اور یہ فرما کر کہ جب یہ بات ذہن نشین ہو گئی آگے بڑھنے اور ساتھ ہی مجکو مجبوراً یہ بھی کہنا پڑتا ہے کہ آپ تمسک اور عدم افتراق درمیان اہلبیت و قرآن کے معنی بھی نہ سمجھے اس لئے کہ اگر آپ کچھ بھی عقل و انصاف کو دخل دیتے تو صاف سمجھ لیتے کہ تمسک سے مطلب آنحضرت کے معنی لغوی چنگل مارنے کے نہیں ہیں اور یہ مطلب نہیں ہے کہ اہلبیت اور قرآن کو پکڑے رہو بلکہ مطلب یہ ہے کہ اتباع و پیروی اور اخذ معارف دینیہ اور مسائل شرعیہ اُن سے کرتے رہو علی ہذا القیاس عدم افتراق بیان اہلبیت و قرآن و ارشاد جناب نبوی

اثبات جہالت

اظہار سوء فہم و بغاوت مخاطب

معنی عدم افتراق قرآن و درمیان اہلبیت علیہم السلام

علی مع القرآن والقرآن مع علی الخ (صواعق محرقہ باب ۱۱ فصل ۲ صفحہ ۱۰۹ عن ام سلمہ) اس کے
یہ معنی قرار دینا کہ ہر وقت علیؑ کے پاس قرآن اُن کے گلے میں لٹکا رہے گا اور کبھی جدا نہو گا یہ تو محض
عبث بات ہے کہ رسولؐ ایسا ارشاد فرماتے جس میں کوئی نفع اور فائدہ نہیں پایا جاتا پس ضرور ہے
کہ اس کے یہ معنی مراد لئے جائیں کہ علیؑ کبھی خلاف قرآن عمل درآمد نہ کریں گے جو فعل علیؑ کا ہوگا وہ
مطابق کلام الٰہی ہوگا - کلام الٰہی کی تفسیر و توضیح و تبیین از قسم مجمل مفصل محکم و متشابہ وغیرہ وغیرہ علی
کی ذات والا صفات سے ہو گی اسیوجہ سے حضرت علیؑ نے فرمایا تھا قسم ہے خدا کی کوئی آیہ نازل
نہوئی مگر میں جانتا ہوں کہ کس کے باب میں نازل ہوئی اور کہاں نازل ہوئی اور کب نازل
ہوئی سلونی عن کتاب اللہ پوچھو مجھ سے معانی اور تفسیر کلام ربانی بتحقیق جو آیہ نازل ہوئی ہیں
اسکو جانتا ہوں کہ رات میں نازل ہوئی یا دن میں نازل ہوئی یا پہاڑ میں وغیرہ وغیرہ دیکھو
باب ۹ فصل ۴ صفحہ ۱۱۲ صواعق محرقہ خلاصہ یہ کہ جب آپ تمسک اور عدم افتراق بیان اہلبیت
و قرآن کے معنی نہ سمجھے تو پھر آپ نے جو اسپر تفریعات فرمائی ہیں وہ بالکل غلط ہو کر کالعدم
ہوگئیں مگر ہاں یہ کہا جائے کہ آپ کو تفریعات مذکورہ لکھنے کے وقت مئے محبت لسانی ثلاثہ نے
ایسا مست سرشار کیا کہ اندھا دُھند آپ دریائے عشق ثلاثہ میں کود پڑے پھر تو موجوں کی
ریلوں اور تھپیڑوں نے آپ کو ادھوا کر کے پرلے پار پہنچا دیا - جہاں کا پتہ لگنا ہے دشوار و
مشکل ہے - کیونکہ شیعوں کا عقیدہ درباب قرآن جو تھا وہ ہم سابق میں لکھ چکے - نیز عدم
اظہار قرآن کی وجوہات عقلی و نقلی طور پر بیان کر چکے بااینہمہ آپ پھر وہی استتار و کتمان
قرآن وغیرہ اوربات جواب شدہ کی کھچڑی پکائے جاتے ہیں اور ابھی تک پکنے میں نہیں آتی
اچھا لیجئے ذرا سی تکلیف گوارا کیجئے انشاء اللہ اب کی مرتبہ یہ آپ کی کھچڑی خوب دم بخت ہو جائے
گی علامہ سیوطی کے مطبخ تفسیر اتقان میں اس کھچڑی کی دیگچی کو لے چلیئے اور سورہ برات و سورہ
احزاب و سورہ حفد و سورہ خلع وغیرہ وغیرہ قسم قسم کے روایات سوختہ سے اُسکو دم بخت کیجئے
کیونکہ سورہ برات جسکا نام سورہ عذاب و سورہ فاتحہ بھی ہے آپ کے خلفاء کے زمانہ میں

اظہار جہالتہائے لطف دار بعضی مسائل

سرے سے تین حصے تو سوخت کر دیئے گئے ہیں جس کی آیات بقول علامہ سیوطی وغیرہ محدثین کالے ناگ کی طرح صحابہ کے جانی دشمن ذلیل و خوار کرنے والی تھیں اور اب جو باقی ہے وہ سوخت شدہ کی چوتھائی ہے ورنہ یہ سورہ بقدر سورہ بقر کے تھا کما مر سابقاً علی ہذا القیاس سورہ احزاب بروایت بی بی عائشہ زمانۂ رسول میں دوسو آیت کی تھی حضرت عثمان نے ۱۲۷ آیتیں سوخت فرمائیں اور بیچارے سورہ حفد و سورۂ خلع تو بالکل ہی سوختگی میں آگئیں اب یہ خیال میں نہیں آتا کہ جناب شیخین وغیرہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں درصورت ضرورت از مقامات مذکورہ مطروحہ کس شے اور چیز سے امت محمدیہ کو ہدایت فرمائی ہوگی اور احکام خداوندی اور شریعت محمدیہ کے جاری کرنے میں آنجناب کو کون ذریعہ تھا حضرت رسول اکرم نے دو ثقل چھوڑے ایک کتاب خدا اور دوسرے اپنی عترت واہلبیت اسجگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرات خلفاء و صحابہ کبار نے جبکہ ثقل اول میں نقص و کمی پائی اور پھر مخلوق کی ہدایت بھی فرمائی تو کیا بعوض مقامات مطروحہ و سوخت شدہ کے انھوں نے کوئی تیسری ثقل ایجاد کی تھی یا کوئی اپنر وحی نازل ہوتی تھی جس سے امت محمدیہ کی ہدایت و رہنمائی فرماتے تھے نیز یہ اشارہ ہدایت اعتقاد جناب عفت مآب بی بی عائشہ صدیقہ کا کہ عثمان نے سورۂ احزاب سے ۱۲۷ آیات نکال کر صرف ۷۳ آیتیں رکھیں اسنے شک میں ڈال کر یہ نتیجہ پیدا کیا کہ قرآن شریف موجودہ عالم میں خدا جانے کس قدر نقصانات واقع ہوئے اور جن اشخاص و مردمان معتقدین نقصان قرآن کا اس ناقص قرآن پر عمل رہا یا اب ہے اور آیندہ تا قیامت رہے گا وہ صحیح ہے یا نہیں مگر ہاں اس جہان میں جو ہمارے روبروئے چشم ہے وہ یہی ہے کہ جب قانون نجاری میں کوئی نقص بادشاہ یا گورنر وغیرہ کو معلوم ہوتا ہے تو وہ اس قانون کی ترمیم یا تنسیخ کر دیتا ہے اب چونکہ حسب اعتقاد فرقہ سنیہ حضرت ابوبکر و عمر پر وحی ہونے سے پہلے الہام ہو جاتا تھا اور حضرت عمر صاحب کی رائے کے موافق قرآن کلام الٰہی نازل ہوا کرتا تھا جو جناب پیغمبر کو بھی رتبہ نصیب نہوا اسوجہ سے اُنھوں نے اپنے زمانہ میں قرآن سے جن آیات کو قابل ترمیم سمجھا اُن کی ترمیم فرمادی مگر ساتھ ہی اہل سنت کے

تحریف قرآن کی ابتدا و ثبوت سنیوں میں بزبان پیشوایان عکس

یہ بات بھی ثابت ہے کہ یہ بزرگوار معصوم نہ تھے بلکہ شیطان ہردم ان کے ساتھ رہا کرتا
تھا چنانچہ خود ان کا قول ان لی شیطانا یعتبرنی اسکا گواہ ہے بس یہ بات کیونکر پایۂ ثبوت کو
پہنچ سکتی ہے کہ اُن سے اس ترتیب قرآن میں کچھ لغزش نہوی ہوگی بہر حال جب علماے اہل سنت
کا ہی اعتقاد ہے کہ قرآن ناقص ہے حالانکہ اسوقت تک اس ہی قرآن موجودہ پر سب کا
عمل ہے اور آیندہ قیامت تک رہیگا تو بوجہ اُن نقصانات کے کہ اس قرآن میں واقع ہوئے
اور پھر اُسی پر سب کا عمل بھی ہے اب دیکھیے کہ بروز قیامت جب اہل سنت کے اعمال میزان
عدل خداوندی میں وزن کیے جاینگے نہ معلوم کہ پلہ عمل بوجہ نقص قرآن کے دوسرے

لہ غزوہ بدر مقصد دوم ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ صفحہ ۱۲ لکھتے ہیں دیگر آنکہ الہام عظیم از جانب غیب قبول
نمود آنحضرت تصویب ان فرمودند عن ابن عباس قال قال النبي يوم بدر اللهم انی اسئلک عہدک ووعدک اللہم
ان شئت لم تعبد فاخذ ابو بکر بیدہ فقال حسبک فخرج وہو یقول سیہزم الجمع ویولون الدبر اخرجہ البخاری
ترجمہ ابن عباس کہتے ہیں کہ فرمایا پیغمبر نے بروز جنگ بدر یا اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھسے تیرے عہد کو اور
وعدہ کو یا اللہ اگر تو چاہے تو نہ عبادت کیا جاے تو پس ابو بکر نے ہاتھ آنحضرت کا پکڑ کے کہا کافی ہے تمکو پس نکلے رسولؐ
درحالیکہ کہتے تھے قریب ہے کہ شکست دیے جاوینگے یہ سب اور پھیر لینگے پیٹھ۔ بیان کیا اس مذہب کو بخاری نے ومعنی کلام
نزد فقیر آنست کہ ابو بکر صدیق ملہم شد بانکہ دعا با جابت مقرون گشت و اینصورت از جملہ آن واقعہ ہاست کہ
الہام صحابہ سبقت نمود دران بر وحی آنکاہ وحی بر حسب الہام ایشان فرود آید بلکہ بحقیقت ہمین الہام وحی ہست
بسوئے آنحضرت صلعم بآن وجہ کہ چون ایشان ملہم شدند آنحضرت صلعم بفراست صادقہ خویش دریافت کہ این خاطر از
جانب مدبر سموات وارض ست و این فراست وحی باطنی ست انتہی حالانکہ جنگ بدر اول فتوح اسلام ہے اور
باعتراف محدثین اہل سنت یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ابو بکر اس جنگ میں زمرہ قاتلین خواہ مقتولین یا اسیر کنندگان
یا غانمین غرض کسی میں نہ تھے بلکہ قاعدین میں تھے باوجود اسکے آفرین ہے علماء اہل سنت کو کہ باعتبار تقرب خدا وقت تضرع ودعا
رسول کے حضرت ابو بکر کو مقام رجا اور رسول کو مقام خوف عطا کیا اور حضرت ابو بکر کو حامل وحی الہی قرار دیکر استجابت دعا
کی خبر رسول اللہ کو بذریعہ حضرت ابو بکر کے پہنچائی ۱۲ منہ لہ صواعق محرقہ باب چوتھا فصل ۵ ص ۴۵ میں حدیث ہے عن مجاہد قال کان

عمر یری الرای فینزل بہ القرآن ترجمہ مجاہد ناقل ہیں کہ جو رائے حضرت عمر کی ہوتی تھی اسی کے مطابق قرآن شریف نازل ہوتا تھا ۱۲

قرآن عمر کی رائے کے موافق نازل ہوتا تھا

ابو بکر کو رسولؐ سے پہلے الہام ہوتا تھا

پلہ کے برابر رہے گا یا کم اور زیادہ اس صورت میں انصافاً فرمائیے کہ فرقہ اہلسنت راہ راست اور
طریق نجات پر رہا یا وادی گمراہی میں حیران و پریشان ہو کر کسی بن کے درندوں کے پنجوں میں جا
پھنسا - پس اگر وہ ارشاد فیض بنیاد بی بی عائشہ کا درباب حضرت عثمان خلیفہ اقتلوا احراق المصاحف
اقتلوا نعثلا فقد کفر دیکھو تاریخ کامل ص ۲۰۶ قتل کرو قرآن کے جلانے والے کو قتل کرو لمڈھار یہ
کو کہ کافر ہو گیا روضۃ الاحباب صفحہ ۱۰۱ لعن اللہ نعثلا و قتل نعثلا جس نے قرآن موجودہ
سے بھی کمی کرنے میں دریغ نکیا کہ سورۂ احزاب کے ۱۲۷ آیتیں نکالدیں درست ہے تو جناب
خلفار رسول و اصحاب باوفا رسول نے حزب خلافت بگھاری کہ اپنے حسب منشا کتاب اللہ کو
ترمیم کر دیا اب یہاں سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے چونکہ ثقل ثانی بقول آپ کے ملزوم اول ثقل کے
تھے جب ثقل اول یعنی کتاب میں ترمیم مناسب سمجھے تو ثقل ثانی یعنی اہلبیت رسول جبکہ انھوں نے
خلاف ورزی خلفار راشدین سے کی اور اپنا حق شرعی جو قرآن و احادیث سے ثابت تھا
اُن سے طلب کیا اور خاص اجلاس میں ہی میراث انبیار سے استدلال کر کے اُن کو مات کیا لہذا
اہلبیت کا یہ فعل خلاف مصلحت زمانہ تصور فرما کر خلفا نے اُن پر الزام نفسانیت و طمع دنیاوی
لگا کر ان کو بھی قابل تمسک و اتباع نہ سمجھا پھر تو لن تضلوا بعدی کیسا بلکہ تضلوا بعدی
کے مصداق ہو کر جمیع مقلدین و معتقدین خود کو وادیٔ گمراہی میں حیران و پریشان کر دیا واہ
سبحان اللہ کیا عقائد جناب منشی صاحب و جناب عزیز دہلوی وغیرہم کے ہیں اور اس جگہ یہ مصرع نہایت
عمدہ طور سے صداقت عبارت جناب شاہجی صاحب کر رہا ہے ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی یا یہ کہا جائے ع خویشتن گم ست کرا رہبری کند
پس منشی صاحب انصافاً فرمائیے کہ کتمان قرآن کا الزام و نقص قرآن کی خرابیاں و مفاسد اہلبیت رسول کی جانب عائد ہوتے ہیں
یا فلاں فلاں کی جانب اگر آپ حب الشیٔ یعمی و یصم کے مصداق ہو کر اپنے زعم عالی پر مصر ہیں
اور اب بھی وہی کتمان قرآن کا سبق دورائیں تو خیر ہم آپکو ناخوش ہونے دیں گے لیجئے بہت
اچھا ہم آپ کے اصرار کی سماعت کرنے پر دل سے حاضر ہیں مگر یہ تو فرمائیے کہ رسول اشرف
المسلمین خاتم النبیین جو سردار جملہ انبیار تھے - بقول آپکے جبکہ جناب علی مرتضیٰ نے قرآن شریف

کو مخفی کرکے امت محمدیہ کو وادی ضلالت وگمراہی میں چھوڑا) آنحضرت کو یہ کیا سوجھی تھی کہ امت کی باگ ڈور ایسے لوگوں کے ہاتھ میں دے کر جھوٹا ارشاد فرما گئے کہ جب تک تم ان کی پیروی کرتے ہوگے گمراہ نہ ہوگے کیا آنحضرت کو اس کی خبر نہ تھی کہ یہ میرے بعد میرے خلفاء راشدین کے اجلاس میں جھوٹے دعوے کریں گے۔ جھوٹی گواہیں دیں گے اپنی طبیعتوں کو نفسانیت وطمع دنیاوی سے نہ روک سکیں گے سب سے زیادہ یہ ستم ڈھائیں گے کہ قرآن کلام الٰہی کو مخفی کرکے میری امت کو وادی ضلالت وگمراہی میں چھوڑ جائیں گے پس دریں صورت یہ بات بے شبہہ سمجھی جاتی ہے کہ وہ حضرت نبی برحق نہ تھے اور وہ خدا جسنے اُن کو رحمت اللعالمین وبشیر ونذیر فرمایا ہے وہ بھی ویسے ہی کوئی فرضی خدا ہے اور اسکا ارشاد آنحضرت کے باب میں (وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحی کہ ہمارا پیغمبر اپنی خواہش سے کوئی کلام نہیں کرتا جس چیز کی اسکو وحی ہوتی ہے وہ ہی کہتا ہے) غلط محض ہے بہر حال ایسی بات کا ہرگز یقین نہیں ہوسکتا کہ رسالتماب مہمات وضروریات امت کو ثقلین کے ساتھ وابستہ فرمانے میں بالکل سچے تھے۔ بیشک ان خلفاء نے ضرور سمجھ لیا ہوگا کہ محمد نے اپنے اہلبیت وعترت کا اقتدار بڑھانے اور اُن کے کھانے کمانے کے واسطے انی تارک فیکم الثقلین غلط طور پر کہدیا تھا کاش کہ وہ سچے نبی ہوتے تو ہرگز ایسے گروہ کو سردار امت ومرجع اہل اسلام قرار نہ دیتے جنہوں نے قرآن کلام الٰہی کو مخفی کرکے امت محمدیہ کو ضلالت وگمراہی میں چھوڑا اور اپنی بدایمانی اور نفسانیت وطمع دنیاوی سے خلاف حکم خدا ورسول جھوٹے میراث وغیرہ کے دعوے کئے۔ پس ان واقعات کے بعد جو حسب اعتقاد اہلسنت ہیں یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر کو شاید خدا کی طرف سے یہ الہام ہوگیا ہو کہ آنحضرت وہ نبی نہ تھے جن کی خبر حضرت عیسیٰ نے اپنے حواریوں کو دی تھی من بعدی اسمہ احمد پیغمبر کوئی اور ہوں گے نہ کہ یہ بھلا یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ جب تک خود زندہ رہے آپ حکومت کا بازار گرم رکھا اور جب خود چلتے پھرتے نظر آئے تو اپنی عترت کو سردار اور حاکم بنا گئے۔ منشی صاحب واضح رہے کہ اگر جناب شاہجی صاحب کو آپ اُن کے دعوے میں

(معلوم شد کہ پیغمبر ما را حوالہ بایں دو چیز عظیم القدر فرمودہ) سچا سمجھتے ہیں اور نیز اُن کا یہ ارشاد (کہ فلاح وہدایت مربوط بدوستی ایشاں ومنوط باتباع ایشاں ست) آپ صحیح سمجھتے ہیں تو کبھی یقین نہیں ہو سکتا کہ ایسے عظیم القدر بزرگوار جو ہمتائے قرآن شریف ہوں مثل سگان دنیا امت محمدیہ کو وادی ضلالت وگمراہی میں حیران وپریشان چھوڑ دیتے۔ اگر اہلبیت رسول مخلوق کو گمراہ کر سکتے تھے تو قرآن بھی غلط خبروں سے بھرا ہوا گمراہ کنندہ خلایق ہو سکتا ہے بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ثقلین سے ایک جھوٹا گمراہ کنندہ خلایق ہو اور ایک سچا ہدایت کنندہ ہو وہ دونو ساتھ ساتھ بقول آپ کے لازم وملزوم ہیں اب کہئے آپ کے اس کتمان کے غل غپاڑے نے آپ کو کہاں کا کہاں پہنچا دیا نہ خدا ہی ملا نہ رسولؐ خدا نہ اِدھر کے ہوئے نہ اُدھر کے ہوئے کیونکہ آپ تو یہ فرما رہے ہیں کہ ثقل ثانی نے ثقل اول کو مفقود کیا تو خود بھی مفقود ہو گئے اور قابل تمسک نہ رہے اور آپ کے شاہ جی صاحب یہ فرما رہے ہیں پس مذہبی کہ مخالف ایں دو باشد در امور شرعیہ عقیدۃً وعملاً باطل ونامعتبر ست وہر کہ انکار ایں دو بزرگ نماید گمراہ وخارج از دین وتخلف از دوستے واتباع ایشاں موجب ہلاک الحمد للہ ہمارے کہنے کی ضرورت نہ ہی آپ کے شاہ صاحب نے ہی آپ کو دائرہ اسلام سے خارج کر کے کفر کا فتوی دے دیا اور ہماری مسافت کو مختصر فرما دیا رحمۃ اللہ

قولہ جناب حکمت مآب وہابی صاحب یہ حالات تو آپ کے امام ازلی وابدی وخلیفہ بلا فصل وصیت اللہ آپ صاحبان نے حسب اعتقادات اور اصول دینی اپنے کے ملاحظہ فرمائے اب عترت واہلبیت طاہرین کا حالات اور سلوک باہمی قابل غور وانصاف ہے ذری توجہ مبذول فرما کر انصاف فرمائیں اور اپنے مجتہدین سلف وخلف کی روح پر فتوح پر فاتحہ درود بھیجنا چاہیے کہ حالات عترت اہلبیت سے آپ صاحبان کو آگاہ کیا ہے ورنہ آپ تک ایسے ایسے ہدایات کا پہنچنا نہایت دشوار تھا صفحہ ۱۲۱ کتاب موصوف روایت کردہ اند کہ چوں ابوبکر عزم کرد بر آنکہ منع کند فدک را از فاطمہ واین خبر بحضرت فاطمہ رسید مقنعہ مطہرہ را بر سر بست وچادر عصمت

را در بر کرد و روانہ شد باگروہے از خدمتگاران و زنان خویشان خود و چادرش در پاش
می پیچید از حیا و رفتارش را از رفتار حضرت رسالت ہیچ کس فرق نمی توانست کرد تا در مسجد
بنزد ابوبکر آمدہ و در میان گروہے از مہاجران و انصار نشستہ بود پس پردہ سفیدی در پیش
روے مبارکش کشیدند و در پس پردہ نشستہ نالہ جانسوز کشید کہ خروش از مردم برخاست و
صداے گریہ و زاری بلند شد پس لحظہ صبر فرمود کہ صداہا فرو نشست و شروع کرد بخطبہ غرّا و
حمد و ثناء الٰہی کرد بہ نحویکہ ہمگی حیران شدند پس درود بر حضرت رسالت پناہی فرستاد حقوق
نعمت ہائے آنحضرت را بر مردم شمرد تا صفحہ ۱۲۳ و ۱۲۴

ص ۱۲۵ پس حضرت فاطمہ سیدة النساء بجانب خانہ برگردید و حضرت امیر المومنین انتظار معاودت
او می کشید چوں بمنزل شریف قرار گرفت از روے مصلحت خطابہاے درشت با سید اوصیاء نمود
کہ مانند جنین در رحم پردہ نشین شدہ و مثل خائنان در خانہ گریختہ بعد از آں کہ شجاعان دہر
را بر خاک ہلاک افگندی مغلوب ایں نامرداں گردیدہ اینک پسر ابو قحافہ بظلم و جبر بخشیدۂ پدر
مرا و معیشت فرزند انم از من میگیرد و بہ آواز بلند با من مخاصمہ و لجاج میکند و انصار مرا یاری
نمی کنند و مہاجران خود را بکنار کشیدہ اند و سائر مردم دیدہ ہا را پوشیدہ اند نہ دافعے دارم
نہ مانعے و نہ یاوری و نہ شافعی خشمناک بیروں رفتم و غمناک برگشتم خود را ذلیل کردی روز روز بجز
دست از سطوت خود برداشتی گرگان می درند و می برند و تو از جاے خود حرکت نمیکنی
جناب حکیم صاحب و بہائی صاحب اگر حسب عقائد آپ صاحبان کے یہ روایت قابل تسلیم ہے
تو سلوک کتاب اللہ سے حضرت معصومہ و حضرت معصوم ابدی و ازلی کا باہم سلوک ہونا قابل
دیدنی و شنیدنی ہے اول عترت پاک نے ثقل اول کی کیا عمدہ تعمیل و تعظیم کی اور کیا عمدہ طور
سے حکم خداوندی کو باحسن وجہ بجا لائے یعنی آیہ کریمہ وقرن فی بیوتکن کو پس پشت ڈال کر
فوراً باستماع خبر وحشت اثر ضبطی فدک کے کافوری عمامہ سر مبارک پر باندہ اور چادر کافوری
دریشمی بغل میں دبا مع دیگر زنان ہاشمی بروز روشن نصف النہار میں مجمع عام غداران

ومکاران جو پہلے سے اتفاق غصب خلافت اور ضبطی فدک کئے ہوئے بیٹھے تھے۔ حضرت معصومہ سیدۃ النساء پاس پسر ابو قحافہ کے تشریف لے گئیں اگرچہ آیۂ کریمہ وقرن فی بیوتکن الخ کا کچھ لحاظ و پاس نہ کیا۔ مگر اس امر کا بھی کچھ خیال نہ فرمایا کہ مجکو عام لوگ نامحرم شناخت کرلیں گے کیونکہ رفتار حضرت رسالت پناہ اور حضرت معصومہ سیدۃ النساء میں کچھ فرق اور امتیاز نہیں ہوتا تھا جیسے عبارت جناب ملا صاحب در رفتارش از حضرت رسالت پناہ ہیچکس فرق نمی توانست کرد سے مثل روز روشن ظاہر ہے واسبحان اللہ اس حیثیت سے تشریف لے جانا حضرت معصومہ صاحب کا کہ تمام غیر مخلوق ان کی رفتار مبارک کی شناخت کرے۔ قابل تحسین وآفرین یقین کی جاوے اور صدیقہ عائشہ کا اس جنگ جمل میں جانا جو مرضی خود نہیں جاتی تھیں مورد طعن ولعن ہو۔ عجب انصاف ہے قطع نظر آیۂ کریمہ کے حضرت معصومہ صاحب امام ازلی و خلیفہ بلافصل وحجۃ اللہ نے بہ پیروی اس علم اولین وآخرین جو حضرت رسول اکرم نے اُن کے سینۂ بے کینہ میں ودیعت فرمایا تھا اور بظاہر اُس روز کے کہ تین شبانہ روزے در بدر انصار ومہاجرین کے بطلب حق وامداد اپنے کے پھر آئے تھے اور کچھ حاصل نہیں ہوا تھا مانع ہوئے ہوں گے ایک نہیں سُنی اب جناب حکمت مآب صاحب فرمائیے امام ازلی کا مانع ہونا اور اس ارشاد کا قبول نہ فرمانا قابل تسلیم ہے کفر لازم آتا ہے یا نہیں۔ اب سُنئے حضرت معصومہ صاحب ازلی نے خطبہ بھی نہایت فصاحت اور بلاغت سے روبرو مجمع کے پڑھا اور اس مجمع نے نہایت زور شور سے گریہ بھی فرمائی مگر حضرت معصومہ سے کچھ سلوک وساعی ہوئے اس گریہ وزاری کا کیا نتیجہ ہوا بعد تمام صداقت روایت مندرجہ بالا کے ایک تعجب دامن گیر ہوتا ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا بنت رسولؐ پاک سردار کونین نے اُن صدمات لاحقہ سے کسقدر جلد صحت کلی حاصل کی جو دست تظلم عمر غاصب خلافت اور خالد غدار اور قنفذ غلام سے حضرت سیدہ کو لاحق ہوئی حضرت محسن ششماہہ شکم مادر میں شہید ہوگئے پہلوئے مبارک شکست ہوئے جنکا درد زخم تا مرگ باقی رہا اُن صدمات سے صحت کلی پاکر مردانہ وار مجمع غدار ومکار میں تشریف لے گئیں اور ابو قحافہ سے طالب وراثت فدک اور بہشت

فاطمہ کا یہ بیان کرنا کہ عائشہ عمر فی خود جنگ جمل میں گئیں محض غلط ہے

فرزندان کی ہوئی مگر اُن اہل بکا و حضار مجلس ابو قحافہ نے بھی سعی برائے پرورش حضرت حسنینؑ کی نکی پیش یہ روایت باآواز بلند شور مچا رہی ہے کہ حضرت سیدۃ النساء کو ذوق شوق دنیا طلبی اور آرزوے محاصل فدک نے اُن تمام صدمات لاحقہ اور غم والم پدری سے فراموش کر دیا تھا تو یہ مردانہ روی کا اتفاق لاحق حال ہوا نہ آیۂ کریمہ کی تعمیل کا خیال فرمایا اور نہ حضرت معصوم ازلی کے مانع ہونے کو خیال کیا کچھ عجب نہیں دنیا ایسی ہی ہے کہ جیسے روایت مذکورہ سے ظاہر ہے۔ جناب جکیصاحب یہ خلاصہ روایات صفحہ ۱۲۳ و ۱۲۴ کا عرض کیا گیا ہے

اقول ع عمرت دراز باد کہ ایں ہم غنیمت ست یہ عجیب امر ہے کہ کرے کوئی بھرے کوئی سچ کہا ہے کہ دروغگو را حافظہ نباشد۔ مگر خیر ہم بھی انشاء اللہ آپ کی شناعت دوانہ تا ضرور کریں گے دیکھئے آپکو اس تمام گلکاری اور رنگ آمیزی کا جواب اولاً ایک فقرے میں دیا جاسکتا ہے اور آپ کی تمام جعلسازی اور مکاری کی قلعی وہ ہی فقرہ کھول سکتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جو کچھ آپنے خلاصہ روایات کا ارقام فرمایا و نیز دو مقام عبارت فارسی کے منتخب کرکے حسب مقصود و فرعوم خود ارقام فرمائے وہ تمام تر روایات کتب اہل سنت سے جناب ملا صاحب نے ارقام فرمائے چنانچہ خود جناب ملا صاحب کتاب مستطاب حق الیقین صفحہ ۱۲۱ سطرہ میں ارقام فرماتے ہیں

فصل اول درانچہ وارد شدہ از اخبار و سیر کہ از دہانہائے اہل حدیث و کتب ایشان نقل می کنیم نہ از کتب شیعہ و راویان ایشان وجمیع انچہ ایراد میکنم درین فصل از کتاب سقیفہ ابوبکر احمد بن عبد العزیز جوہری ست۔ کیوں منشی صاحب آپکو روح پاک انھیں بزرگواروں کی قسم جن کی الفت و محبت ظاہری میں آپ شیفتہ اور دلدادہ ہیں سچ کہنا انصاف اسی کا نام ہے جو آپ کی ذات والاصفات سے ظہور میں آیا یہ ہمنے مانا کہ اس عالم پیری و ضعیفی میں بصیرت باطنی سے آپ بالکل دست بردار ہوئے۔ مگر بصارت ظاہری تو ابھی کسی قدر باقی ہے اور اگر وہ بھی قلت پذیر ہے تو عینک ہی لگا کر صفحات مذکورہ کی روایات کی ابتدائی سرخی ملاحظہ فرمائی ہوتی جو بقلم جلی مرقوم تھی۔ لیکن آپ کیونکر ملاحظہ فرماتے آپنے تو ہدایات الرشیدہ

سبق لیا ہے جب ملّا ہو کر وہی چوک گئے تو آپ بیچارے کاسہ لیس ہیں آپکو وہ قلم جلی کی سرخی
کیونکر سوجھتی ابھی حضرت یہ روایت تو آپ کے جد امجد ابو بکر احمد بن عبد العزیز جوہری نے اپنی
کتاب سقیفہ میں درج کی ہیں اسی کتاب سے ملا صاحب نے ان روایات کو مفید مطلب اور مؤید
اپنے دعوے کے سمجھکر نقل فرمایا ہے بفحوائے الحق ماشہدت بہ الاعداء حق وہی ہے کہ جس کا
قائل غیر بھی ہو پس یہ روایات ملّا صاحب نے اسیواسطے نقل کی ہیں تاکہ آپ سے ہٹ دھرم متعصبین
مخالفین انصاف کش دشمن اہلبیت سید المرسلین کی زبان قطع ہو جائے پس آپ کی زبان
مبارک تو آپ کے جد امجد ابو بکر جوہری کی سیف قلم سے قطع ہو چکی یہ آپ کی سعادتمندی ہے کہ آپ
اُن کی تکذیب و تردید کر کے ناخلفی کا تمغہ حاصل کریں۔ اور کچھ انھیں پر انحصار نہیں بلکہ
معاملہ دعویٰ فدک مع اپنی تفریعات کے کہ بضعہ رسول و خلیفہ صاحب کے درمیان واقع ہوا اسکو
جملہ محدثین و مفسرین اپنی اپنی کتب میں ارقام فرما رہے ہیں۔ خصوصًا آپ کے مجدد اسلام
محی الملۃ والسنۃ امام بخاری و مسلم نے تو اس بارہ میں تقریبًا دو سو روایات سے کچھ اوپر ہی نقل
فرمائی ہیں اور ہر ایک عالم و محدث بدانست خود اُن الزامات کو جو محض محرومی وراثت و ضبطی
فدک کے متعلق ہیں (از قسم غضب و غیظ و ترک کلام جناب سیّدہ و عدم اجازت حضوری بر جنازہ
آں معصومہ و امتناع نماز میت وغیرہ وغیرہ الزامات کا رفع کرنا چاہتے ہیں اور حتی الامکان
ہر ایک اپنا اپنا زور لگا رہا ہے مگر الزامات و اعتراضات کی گٹھڑی کا بوجھ ہلکا نہیں ہوتا بھر بہر
صفائی اور برادرت ذرّگی کس کیسے مقابلہ میں اہلبیت رسول کے مقابلہ میں جنکا لنگر کشتی نوح کے لنگر کے
مقابلہ میں کہیں بڑھا ہوا ہے پس یہ سلوک باہمی اس عترت طاہرہ سے قابل غور و انصاف ہے ذری توجہ
مبذول فرما کر انصاف فرمایئے اور دیکھئے میں آپ کے مجتہدین سلف و خلف کی روح پر فتوح
پر تین تین مرتبہ صلوات پڑھتا ہوں کہ اُنھوں نے حالات عترت و اہلبیت سے (جو خلفا
راشدین کے ہاتھ سے عمل میں آئے) آپ صاحبان کو خوب آگاہ کیا ورنہ آپ اور نسل آپ
کے منکرین و مخالفین دشمن اہلبیت کی ذات سے محض نقل روایات شیعہ پر اکتفا کر کے

اقرار حق کرنا نہایت ہی دشوار تھا دیکھئے ان میں بعض محدثین انصاف پسند نے تو صاف صاف کھُلم کھُلا تمام اُن واقعات کا اقرار کیا جیسا کہ آپ کے جد امجد ابوبکر جوہری نے اپنی کتاب سقیفہ میں تفصیلاً اُن واقعات کو لکھا جنکا کچھ نمونہ یہاں فصل اول کتاب حق الیقین ص ۱۲۱ میں جناب ملا صاحب نے دکھلایا اور بعض محدثین نے تمام واقعات کو لکھکر خطاء اجتہادی کی ٹٹی کی آڑ میں پناہ لے کر جان عزیز کو بچایا اور بعض محدثین گویم مشکل و گر نگویم مشکل کے پھندہ دار جال میں اولجھکر دست و پاچہ ہو گئے جیسا کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ میں لکھتے ہیں و مشکل ترین قضیہ قضیہ فاطمہ زہراؑ است زیرا کہ اگر بگوئیم کہ دے باین حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث۔ جاہل بودہ این ہم نمیشود اگر بگوئیم کہ خلیفہ ابوبکر صدیق حکم ناحق داد این ہم نمی شود باز گوئیم چہ گوئیم علماء جہلاء اہل سنت کا یہ خاصہ و طریقہ ہے کہ جب کسی مسئلہ میں گھر کر زچ بچ ہو جاتے ہیں تو کہنے لگتے ہیں کہ میاں خدا کے بھید خدا ہی جانے۔ ہمکو تو سوائے چپ رہنے اور منہہ بند کر لینے کے کوئی چارہ نہیں ہے۔ واہ جی شاہ صاحب آپ نے متعدد کتابیں اصول فقہ دیگر علوم میں لکھیں مشکواۃ شریف کا ترجمہ و شرح لمبی چوڑی لکھ ڈالی تعجب ہے کہ آپنے معاملہ فدک و وراثت سیدہ کے طے کرنے میں روح رسول کا تو پاس و لحاظ نفرمایا اور خلیفہ کی روح خوش کرنے کا ایسا پاس ہوا کہ دم بخود ہو کر باز گوئیم چہ گوئیم کہکر اس واقعہ کے اظہار کو چٹ کر گئے پس کیا کہنا آپ کا اور آپکی راستبازی کا۔ واقعی آپ تو سچے ہیں مگر چھوٹے کے اوپر بڑے تو بڑے اور چھوٹے میاں سبحان اللہ مولوی حیدر علی فیض آبادی مصنف منتہی الکلام نے تو وہ چال چلی کہ اس گو مگو کی پٹیہ سے بچکر جحود و انکار کی چوڑی چکلی سڑک پر پڑ گئے اور ماشاء اللہ نور علی نور ازالۃ الغین میں عین واقعہ مذکورہ کو عین کر دیا ارشاد فرماتے ہیں کہ روایات غضب سیدہ اور پھر اسکے بعد جو اخبار رضامندی بیان کئے جاتے ہیں سب غلط ہیں نہ فاطمہ ابوبکر پر غضبناک ہوئیں اور نہ رضامندی حاصل کرنے کی ضرورت ہوئی۔ چال تو اچھی چلے تھے۔ مگر چل نہ سکے

یوں کرتے کہ پہلے سب سے مسلم و بخاری کو دریا برد کرا دیتے تب زبان مبارک ہلاتے
اس لئے کہ بخاری و مسلم میں تو تقریباً دو سو سے اوپر ہی روایات ہونگی جو متضمن غصب
خلافت و فدک وغیرہ ہیں پس اسمیں کوئی شک نہیں کہ مولوی صاحب موصوف نے
صحیحین (جنکا رتبہ و مرتبہ اہل سنت کے نزدیک ثانی قرآن ہے) کی روایات کثیرہ کو جھوٹا
قرار دے کر جمیع اہل سنت کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے کچلکر چکنا چور کردیا - اگرچہ
تشئید المطاعن کی گہری توپنے اچھے اچھوں کے ہوش گا دے کر دے اور استقصاء الافحام
کی دونالی بندوق سے خاص مولویصاحب کے ایسے پرخچے اوڑے کہ سب حین غین
بھول گئے دربدری و صحرانوردی میں جان عزیز کو گنوایا باوجود امداد و اعانت بعض
روساء و امراء کے اُسکے جواب لکھنے میں لب کشائی نہ کرسکے اور نہ آجتک اُن کے مقلدین
بالیقین نے اس الزام سے اُن کی خلاصی کی آخر الامر اہل حق و انصاف نے ان کو بھی
مثل عزیز دہلوی کے غلط کاروں اور خلاف نویسوں اور دھوکہ بازوں کے زمرہ میں
بھرتی کر کے پرلے پار اتار دیا پھر بھی بعض ناواقف مثل مولوی خلیل احمد مولف ہدایات الرشید
انکو حضرت مولانا خاتم المتکلمین وغیرہ خطابات سے یاد کرکے اپنے قلوب کو شاد کرتی
ہیں یہی تو وجہ ہے کہ یہ حضرت مولوی صاحب موصوف الذکر سے چار ہاتھ آگے بڑھ
گئے مولوی صاحب نے تو ازالۃ العین میں معاملہ فدک وغیرہ سے قطعی انکار کیا مگر بفحوائے
اگر پدر نتواند پسر تمام کند مولوی خلیل احمد نے ہدایات الرشید میں صاف صاف بے باکانہ
لکھدیا کہ دختر نبیؐ سے بے شبہہ طلب فدک میں نفسانیت واقع ہوئی اور خلاف حق جھوٹا
دعوے کیا جس کی پاداش اُن کو یہ ملی کہ جاہل شریعت محمدیہ قرار پاکر نادم و پشیمان
ہوئی دیکھو ص ۴۸۲ سطر ۱۹ ہدایات الرشید -
اہلسنت کا یہ قاعدہ ہے کہ جب مباحثہ تحریری یا تقریری ہوتا ہے اسوقت علیؑ و فاطمہؑ تو
درکنار بلکہ خدا اور رسول اور جملہ انبیاء کی بھی کچھ حقیقت نہیں سمجھتے جس طرح بن پڑتا

تشئید المطاعن اور استقصاء کا عالم کا آجتک کوئی سنی عالم جواب نہ لکھ سکا

ہے اپنے خلفاء کے ہاتھ پیر گردن - رسن ملامت وطوق خجالت سے چھڑانے میں بعید
کوشش کرتے ہیں چاہئے خدا ورسول سے دھونا پڑے مگر کسی طرح فلاں فلاں بچ جائیں
اور تنہائی میں خصوصاً غیروں کی دکھلانے اور سنانے کو اہلبیت رسول وعترت رسولؐ
سے اظہار محبت وخلوص کماحقہ کرتے ہیں اور فضائل ومناقب سنکر ظاہری اوپر کے دل سے
بعید تعریفین کیا کرتے ہیں تاکہ عام لوگ دھوکہ میں پڑکر ان کو محبین مخلصین اور سچے
مسلمان سمجھنے لگیں مگر عاقل مرد خوب جانتے ہیں کہ آگ اور پانی کا ایک جگہ میں جمع ہونا خیال
خام ہے ؎ ہم خدا خواہی وہم دنیا ردوں + این خیال است ومحال است وجنوں پس
طریقہ مذکورہ اکثر اہلسنت نے اپنے وظیفہ میں لے رکھا ہے جیسے مولوی خلیل احمد ومولوی
قاضی ثناء اللہ پانی پتی ومولوی محمد قاسم وغیرہ وغیرہ حضرات کہ بظاہر تو اظہار محبت اور
جب مباحثہ تحریری پر آئے تو دیکھو کہ کیسا زہر اُگل رہے ہیں بلکہ بلاتشبیہ نکٹوں کی طرح
الٹے شیعوں پر محبت لسانی کا الزام قایم کرنے لگتے ہیں اور یہ سب تقلید عزیز دہلوی کی ہے
اور منشی صاحب آپ بھی انہیں لوگوں کے کاسہ لیسی کر رہے ہیں چنانچہ اسیکا یہ نتیجہ ہے
کہ آپ بھی کمر ہمت چست باندھ کر اپنے جد معظم ابوبکر جوہری کی روایت پیش کرکے بڑے
شدومد کے ساتھ ہمسے فرما رہے ہیں کہ اگر حسب عقائد آپ صاحبان کے یہ روایت قابل
تسلیم ہے - اجی حضرت ہوش میں آکر کہئے بدحواس نہو جئے جب آپ کے بڑے ابوبکر جوہری
نے اسکو پرکھ کر اپنی کتاب سقیفہ میں درج فرمالیا تو ہم کو تسلیم کرنے میں کیا عذر ہے ہاں
اگر بحث ہے تو اتنی ہی ہے کہ آپ سا خلف نار شید خال معظم مولف ہدایات الرشید کے قدم
کو پکڑے ہوئے ہے اور جد معظم کے دامن فیض دامن چھوڑے ہوئے ہے مزید بران اُسپر
یہ کہ بیخوف وخطر اُن کے کلام میں تحریف لفظی ومعنوی کرکے محرفین کلام رب العالمین کی
زمرہ میں بھرتی ہو جائیے نہیں بلکہ خارجیوں کا باپ بنکر دختر نبی کی نسبت ابوبکر کے پاس
بطلب میراث پدری جانے کو خلاف آیہ مبارکہ وقرن فی بیوتکن کی ٹھہرائے اور اپنے عناد

قلبی سے فقرہ (مقنعہ مطہرہ را بر سر بست) کا ترجمہ کافوری عمامہ سر مبارک پہ باندہ) اور
فقرہ (وچادر عصمت را در برکرد) کا ترجمہ (چادر کافوری ریشمی بغل میں دیا) اور فقرہ (وچادر ش
در بالش می پیچید از حیا) کا ترجمہ (مردانہ وار بروز روشن نصف النہار جانا) تو بہرے الفاظ
وعبارات سے کرے جسپر ہزار جان سے قربان ہوجانا چاہیے اور فقرہ (لبس پردہ سفید ہی
در پیش روئے مبارکش کشید و در پس پردہ نشستہ) کا ترجمہ تین دن کی بھوک وفاقہ
میں بلا خوف وخطر نگل جائے عجب نہیں کہ اس تحریف کی سزا میں آپ کے جد امجد آپکا بزمرہ
محرفین قرآن بروز قیامت چالان کرادیں اسوقت خال معظم کی دم کا سایہ عاطفت کچھ بھی
کارآمد نہوگا افسوس آپ نے یہ بڑا ستم کیا کہ بجائے فاتحہ و درود کے بذریعہ تحریف معنوی
روح پرفتوح کو جد امجد کے مزار میں تڑپایا گو کہ جناب سیدہ کی طلب میراث کو خلاف
وقرن فی بیوتکن کے ٹھہراکر خدا و رسولخدا کو بھی ناخوش کیا لیکن از بسکہ آپ کے عقیدۂ سابقہ
میں خدائے واحد واحد خدائے برحق رسول اوحد وامجد رسول برحق نہیں ہیں بلکہ کوئی
فرضی خدا اور فرضی کوئی اسکا رسولؐ ہے اس بنا پر انُ کا ناخوش ہونا اپنے چنداں مضرت رساں
نہیں سمجھا ہے مگر جد معظم تو آپکے فرضی نہیں ہیں یہ تو سرآمد عطار وسرخیل کملا رمحدثین ہیں جنکا نام نامی
مثل آفتاب تاباں (ابوبکر جوہری) ہے ان کی تحریر میں تغلب و تصرف کیوں کیا یہ بھی خبر ہے
کہ ان کو ناخوش کرکے آپ کا کہیں ٹھیک ٹھکانہ نرہے گا۔

باقی محمد رسول اللہ اگر آپ کے نزدیک فرضی رسول نہوتے بلکہ رسول صادق امین سید المرسلین خاتم
النبیین ہوتے تو آپ انُپر وقرن فی بیوتکن کی مخالفت کا الزام نہ لگاتے۔ کیونکہ اولاً تو وہی جناب
اپنی دختر نیک اختر اوسی سیدہ عالم کو بمقابلہ کفاراں نجران لے گئے پس جناب فاطمہ کا بمقابلہ
کفاران نجران بغرض مباہلہ جانا جبکہ رسول مقبولؐ سے عمل میں آچکا تھا تو پھر بمقابلہ صحابہ وانصار
ومہاجرین جانا جو کہ آپ کے نزدیک یقیناً سچے مسلمان اور سچے دوستدار اہلبیت رسول تھے
جن میں بعض نے تو سلسلہ قرابت کا بھی کچھ الجھاؤ تھا خصوصاً حضرت ابوبکر جد فاسد ہی سے کفار

مخاطب کی مرکار حق تو یہ ہے کہ اس جوہری کی عبارت میں تحریف معنوی کرکے اپنی وفا نسبت جناب کی

نجران کی طرح اُن سے چنداں اجنبیت محضہ وغیریت صرفہ بھی نہ تھی۔ پس مجمع کفارانِ نجران
نامحرمان کے مثل اصحاب رسول وانصار کا مجمع سمجھنا یہ آپ ہی کی بلند خیالی ہے نہ دیگر مصنفین اہل
سنت کی بلکہ جناب سیدہ کا بغرض طلب میراث پدر جد فاسد کے پاس جانا اور اظہار حق فرمانا
گویا تاسی وپیروی فعل رسول اکی مدنی کی تھی پس بنظر انصاف اگر غور کرو تو در اصل وقرن
فی بیوتکن کی خلاف ورزی کا کوڑا آپ نے رسول مقبول پر لگایا ہے نہ فاطمہ پر بلکہ اگر سچ پوچھو
تو اصل میں یہ جرم خدا کی طرف بہتا ہے اس لئے اُسنے آپ ہی تو وقرن فی بیوتکن کا حکم دیا
اور پھر آپ ہی بروز مباہلہ رسول کو یہ حکم دیا فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم
پس اس تناقض احکام کا الزام تو رب الانام پر آتا ہے نہ خیر الانام پر۔ اب کہئے کہ آپ کی تقریر
پرتزویر کا نتیجہ دھر دگا موں تک پہنچا خدا چھوڑا نہ اسکا رسول بیڑا اکا بڑا ہی ڈبو بیٹھے
اے قربان اس اعتقاد کے یہ بہت اچھا جو آپ کے ذہن عالی میں سما گیا ہے اسکو بدستور
رہنے دیجئے یعنی جناب سیدہ کو مسجد میں پاس جد فاسد لطلب حق میراث جانے کی وجہ سے مورد
لعن طعن بنائے۔ مگر اب ہم ایک اور بی بی کا مسجد میں آنا آپ سے بیان کرتے ہیں یہ بی بی
اپنے محترم شوہر کے ساتھ حبشیوں کا گانا بجانا سننے آتی تھی۔ بھلا جناب سیدہ کی بابت جو
آپ فرماتے ہیں وہ تو فرماتے ہی ہیں مگر اس بی بی کی بابت کیا فرماتے ہیں اس بی بی کی
مسجد میں آپنے شوہر کے ساتھ آنے کی اصل روایت تو بخاری ومسلم ونسائی وغیرہ کتب صحاح
میں موجود ہے مگر چونکہ مولوی تسلیم احمد صاحب امروہوی نے ایک کتاب مسمی بہ زمزمہ عشاق
لکھی ہے اور مطبع ریاضی امروہہ میں باہتمام سید اختر حسین سنہ ۱۳۲۲ھ میں چھپکر شائع ہوئی
ہے وہ کتاب اسوقت ہمارے پیش نظر ہے حق تو یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے عجیب لاجواب
کتاب اپنے فرقے والوں کی ہدایت کے لئے لکھی ہے مولوی صاحب کی محنت وجانفشانی کا
اندازہ مطالعہ کتاب پر موقوف ہے۔ مولوی صاحب کی محنت کی داد جو ہمارے قلب میں ہے
اسکو زبان قلم سے ہم ادا کرتے ہوئے نہایت ہی عاجز ہیں۔ خلاصہ یہ کہ مولوی صاحب موصوف

کتاب مذکور کے صفحہ ۲۵ سطر ۳ پر اس طرح رقمطراز ہیں وہ حدیثیں جن میں نہ تاویل کی
گنجایش ہے نہ تغیر کا احتمال ہے اور نہ اُن کی صحت میں کلام کیا گیا ہے پیش کی جاتی ہیں اول
وہ حدیثیں جو صحیحین سے امام حجۃ الاسلام امام محمد غزالی نے کتاب احیاء العلوم فی الدین
جلد ثانی ذکر سماع میں نقل فرمائے ہیں تحریر کرتا ہوں ملاحظہ فرمائے اور ان کا صحیح اور غیر صحیح
ہونا معلوم کیجئے روی البخاری ومسلم ایضا فی صحیحیہما حدیث عقیل عن الزہری عن عروہ
عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان ابا بکر دخل علیہا وعندہا جاریتان فی ایام منیٰ تدففان
وتضربان والنبی صلعم متغش ثوبہ فانتہرہا ابو بکر فکشف النبی صلعم عن وجہہ
وقال دعہما یا ابا بکر فانہا ایام عید وقالت رأیت النبی صلعم یسترنی بردائہ وانا
انظر الی الحبشۃ وہم یلعبون فی المسجد فزجرہم عمرؓ فقال النبی صلعم امنا یا بنی ارفدہ
یعنی من الامن ترجمہ روایت کی بخاری ومسلم نے اپنی صحیحین میں حدیث عقیل کی انھوں نے
زہری سے انھوں نے عروہ سے اُنھوں نے عائشہ سے کہ حضرت ابوبکر صدیق اُن کے پاس آئے
اور ان کے پاس دو لڑکیاں ایام منیٰ میں دف بجا رہی تھیں اور نبی صلعم تمام بدن مبارک کپڑے سے
چھپائے ہوئے تھے لڑکیوں کو صدیق اکبر نے جھڑکا آنحضرت نے چہرہ مبارک کھول کر فرمایا کہ اے
ابوبکر ان دونوں کو چھوڑ دو کہ یہ عید کے دن ہیں اور حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے آنحضرت
کو دیکھا کہ مجکو اپنی چادر میں چھپائے ہوئے تھے اور میں حبشیوں کا تماشہ دیکھ رہی تھی اور وہ مسجد
میں کھیل رہے تھے پس حضرت عمر نے اُنکو جھڑکا آنحضرت نے فرمایا بے خوف ہو اے بنی ارفدہ
یعنی امن سے کھیلو وفی حدیث عمرو بن الحارث عن ابن شہاب نحوہ وفیہ تغنیان و
تضربان وفی حدیث ابی طاہر عن ابن وہب واللہ لقد رأیت رسول اللہ صلعم یقوم
علی باب حجرتی والحبشۃ یلعبون بحرابہم فی مسجد رسول اللہ وہو یسترنی بردائہ
لکی انظر الی لعبہم ثم یقوم من اجلی حتی اکون انا الذی انصرف الخ اور عمرو بن الحارث نے جو
حدیث ابن شہاب سے روایت کی ہے اسمیں بھی اسیطرح ہے اور اسمیں یہ ہے کہ دو لڑکیاں گاتی

بچاتی تھیں اور حدیث ابوطاہر میں ابن وہب سے قول حضرت عائشہ کا یوں ہے بخدا
میں نے رسول اللہ کو دیکھا ہے کہ میرے حجرے کے دروازہ پر کھڑے ہوتے اور حبشی مسجد نبوی میں
اپنے ہتھیاروں کا تماشہ کرتے اور آپ اپنی چادر سے مجھ کو چھپاتے کہ میں اُن کا تماشا دیکھوں
پھر میری خاطر کھڑے رہتے یہاں تک کہ میں ہٹجاتی (انتہی) کیوں منشی صاحب جب بی بی
کی زبانی رسول اللہ کے ذمہ ایسے ایسے الزامات آپکے محدثین لکھ رہے ہیں ان کی بابت
لعن وطعن تو کیسا توبہ توبہ زبان قطع ہو اُس کا نام نامی آپ گلاب سے کلی کرکے لیں
اور دختر رسول کی بابت بالکل شتر بے مہار بنکر یہ فرمائیں کہ وہ فاطمہ جسکو تم فاطمہ کہہ رہے ہو
وہ دن دھاڑے مسجد میں نامحرموں کے سامنے چلی گئی اب یہ فرمائیے کہ اس بی بی کا جسکو رسول اللہ
کندھے پر چڑھا کر بھری گنگلہ کا تماشہ دکھلاتے تھے وہ بھی کہاں مسجد نبوی خانہ خدا میں) یہاں
کیا نسنک آپ درست مانتے ہیں اگر یہ حدیث غلط ہے تو اپنے محدثین سلف وخلف کی
روح پر صلوات پڑھیے جنہوں نے زوجہ رسول کے ذمہ ایسے بہتان لگا کر کتب احادیث کو
سیاہ کیا۔ اور اگر صحیح ہے تو پھر کہیے کہ رسول معاذ اللہ گنہگار ہوئے جنہوں نے اپنی زوجہ
محبوبہ محترمہ کو مجمع نامحرمان میں حسب خواہش اُن کے جیسا کہ فقرہ ثم یقوم من اجلی سے ظاہر
ہے کندھے پر سوار کرکے تماشہ دکھلایا اور وقرن فی بیوتکن کا کچھ پاس ولحاظ نکیا یا بی بی
عائشہ گنہگار ہوئیں جنہوں نے بھری گنگلہ کے ساتھ ضرور اُن کھیلنے والوں نامحرموں کو
بھی دیکھا اور بقول ان کے فقرہ حتی اکون انا الذی انصرف تماشہ سے ایسی مدہوش ہوتی
تھیں کہ اگر رسول بیٹھتے تھے تو یہ نہ ہٹتے بلکہ جب خوب من بھر لیتی تھیں تب ہی ہٹتی تھیں
واقعی اُنھوں نے زوجہ رسول ہو کر وقرن فی بیوتکن کی خوب تعمیل کی اور اُسکو با حسن وجہ خوب
ادا کیا بہر حال بر بناء صحت حدیث مذکور آپ کو رسول یا زوجہ رسول دونوں میں سے ایک کو
ضرور عاصی گنہگار بتلانا پڑے گا یا آپ کے عقیدے کے موافق دونوں ہی ہیں لیکن اس صورت
میں خدا سے بھی ہات دھونا پڑے گا کہ جنے ایسے شخص کو سردار امت کرکے پیغمبری کے لقب سے

معتب کیا جو اپنی زوجہ کا ایسا تابع ہو کہ حلال وحرام وجائز وناجائز سب کو ایک سمجھے بھلا ایسا
رسول کیا کسی کو ہدایت کر سکتا ہے اور اسکا قول وفعل کب درست وصحیح مانا جاسکتا ہے

واضح رائے عالی ہو کہ آپ کا اقرار خداوند عالم کی خدائی اور اس کے وحدہ لاشریک ہونیکا جب ہی
درست وصحیح مانا جاسکتا ہے جب آپ اس کے معتقد ہوں کہ رسول کا ہر قول وفعل مقرون بحکم خدا
ومانیطق عن الھوی ان ھوالا وحی یوحی ہے اور سچے رسول اور برحق پیغمبر وہ جناب آپکے اقرار کے
موافق جب ہی سمجھے جاسکتے ہیں جبکہ آپ ان کے اہلبیت وعترت کو کلام خدا کی طرح معظم ومحترم لائق
تعظیم وتکریم اور ان کے قول وفعل کو بھی حسب ارشاد ہدایت بنیاد انی تارک فیکم الثقلین الخ مقرون
بحکم حکیم علی الاطلاق مانیں ورنہ پھر رسول کریم پر وہی الزام رہیگا کہ آنحضرت اپنی اہلبیت کے
کھانے کمانے اور اقتدار وعزت بڑھانے کی غرض سے ان کی پیروی اور اتباع کا حکم فرما گئے
ہیں اور نہ کسی طرح ذات پاک خداوند عالم الزام سے بری ہوسکتی ہے خلاصہ محدث دہلوی نے اس
حدیث ثقلین کے متعلق جو بفحوائے حق بر زبان جاری فرمایا ہے دیسی ہی کہ مخالف این دو
باشد در امور شرعیہ عقیدۃً وعملاً باطل ونامعتبر ست وہر کہ انکار این دو بزرگ نماید گمراہ وخارج
از دین اب چونکہ آپ کی تحریر وتقریر سے برابر اسکی مخالفت ظاہر ہو رہی ہے لہذا آپ مصداق
فتویٰ مذکور ہو کر الحمد للہ کہ داغی ہو گئے

آپ اس سے برہم نہو جیسے محبت ومودت اہلبیت کہ جو اجر رسالت ہے جس طرح آپنے اپنے
رنگا رنگ الفاظ میں ادا کیا ہے اسکو ہم بہیئت مجموعی مختصر لفظوں میں آپ کے روبرو پیش
کئے دیتے ہیں آپ کا اور آپکے ہم مشرب لوگوں کا یہ اعتراض ہے کہ اہلبیت وعترت رسول نے
اول قرآن کلام الہی کو مخفی کر کے امت محمدیہ کو ضلالت وگمراہی میں ڈالا یا یہ ثقل اول کی
کیا عمدہ تعمیل وتعظیم کی اور کیا عمدہ طور سے حکم خداوندی کو باحسن وجہ بجالائے یعنی دختر
رسول نے آیہ کریمہ وقرن فی بیوتکن کو پس پشت ڈال کر اجلاس خلیفہ جی میں جھوٹا دعوےٰ
کیا اور باقی گھر والوں نے جھوٹی گواہیں دیں آپ ہی مدعی اور آپ ہی مدعا علیہ بقول شخصے

سے خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گل کوزہ اور حق فیصلہ ہونے کی حالت میں بقول شخصے اولٹا چور
کوتوال کو ڈانڈے۔ فاطمہ الٹی خلیفہ جی سے ناراض ہوگئیں اور تا مرگ کلام نہ کرنے کی قسم
کھالی حتی کہ شرکت جنازہ کی بھی ممانعت کردی یہ نہ سمجھا کہ عدم اجازت شرکت جنازہ و نماز خیالی
پلاؤ اور چانڈو خانہ کی گھڑنت ہے یہی آپ کے جد معظم ابوبکر جوہری بذیل اُن واقعات
کے جو کہ قریب وفات جناب سیدہ ابوبکر کے دروازہ پر عفو جرائم کے لئے جانے سے متعلق ہیں
اپنی کتاب سقیفہ میں بایں عبارت رطب اللسان قالت فاطمہ لا بی بکر لا کلمتک ابدا قال ابوبکر
لا ھجرتک ابدًا قالت واللہ لا دعون اللہ علیک قال ابوبکر لا دعون اللہ لک فلما
حضرتھا الوفاۃ اوصت ان لا یصلی فدفنت لیلا حاصل کلام یہ ہے کہ جب ابوبکر سے فاطمہ
رنجیدہ ہوئیں تو وہ اُن کے پاس گئے اور اپنے خطا و قصور سے عذر خواہ ہوئے تب فاطمہؑ نے
ابوبکر سے کہا میں تم سے کبھی بات نکروں گی ابوبکر نے کہا میں آپ سے علیحدہ نہوں گا فاطمہ نے
کہا میں تمھارے لئے بد دعا کروں گی ابوبکر نے کہا میں تمھارے لئے نیک دعا کروں گا پس جب
معصومہ کا وقت وفات قریب پہنچا وصیت فرمائی کہ ابوبکر میرے جنازے پر نہ آئے اور نماز نہ
پڑھنے پائے اور وہ رات کو دفن کی گئیں مگر چونکہ آپ مولوی خلیل احمد کے بچا کھچا کھانے
والے ہیں اور جدامجد سے منحرف ہیں اسوجہ سے کیا عجب کہ مثل سابق یہاں بھی مخالفت پر
تل جاؤ اسوجہ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تبرکا اس واقعہ کے متعلق مسلم شریف کی حدیث
آپ کی خدمت میں پیش کروں جس کی بابت شاہ جی صاحب فرماتے ہیں وصحیح ترین کتب نزد
اہل سنت والجماعت صحیح مسلم سنت۔ پس امام مسلم لکھتے ہیں فلما توفیت دفنہا زوجہا علی
ابن ابیطالب لیلا و لم یوذن بہا ابا بکر و صلی علیہا علیؓ یعنی جبکہ سیدہ نے وفات
پائی تو حضرت علیؓ نے اُن کو شب میں دفن کیا اور ابوبکر کو حضوری جنازہ کی اجازت ندی
اور خود علیؓ نے نماز پڑھی۔ علی ہذا القیاس روضۃ الاحباب و معارج النبوۃ و عبید الیسر میں
بھی اس واقعہ کو لکھا ہے کہ روز دیگر امیر المومنین ابوبکر صدیق و عمر فاروق با علی معاتبہ

می کردند کہ چوں مارا خبر نکردی تا بروے شرف نماز یافتے علی جواب داد کہ اجازتش نمود
بروایات صدر کامل یقین کیا جاتا ہے کہ بے شبہہ سیّدہ ابوبکر سے ناراض ہوئیں تا اینکہ ناراضی
میں دنیا سے رحلت فرما ہوئیں حالانکہ بخاری شریف میں صحیح طریقہ کے ساتھ یہ حدیث منقول
ہے لا یحل لمسلم ان یہاجر اخاہ فوق ثلاثہ لیال یعنی کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے کہ اپنے برادران
ایمانی سے زاید تین شب ترک کلام کرے پس بروایات معتبرہ مسلم و بخاری جناب سیّدہ کا خلیفہ
جی سے یہ برتاؤ رکھنا کہ بقولے چھ مہینہ اور حسب مفاد دلم تتکلم حتی ماتت کما فی البخاری کہ مرتے
وقت تک کلام نکیا لازم آتا ہے کہ جناب سیّدہ ابوبکر کو مسلمان نہ جانتے تھیں یا وہ خود مسلمہ
نہ تھیں۔ اب حضرات اہلسنت کو اختیار ہے کہ سیّدہ دختر پیغمبر جس کے باب میں ارشاد رسول
ہے من اذاہا فقد اذانی اور ابوبکر ان دونوں میں سے جسکو چاہیں مسلمان سمجھیں یا احادیث
متذکرۂ بالا مندرجہ مسلم و بخاری وغیرہ کو جھوٹا اور وضعی قرار دیں۔
لیکن جناب منشی صاحب حضرت ابوبکر اور احادیث متذکرۂ بالا کو (توبہ توبہ) ہرگز جھوٹا کہیں
گے آپ کو اُن سے ایک خاص تعلق قلبی ہے البتہ خال معظم کی طرح جناب سیّدہ دختر نبی ہی کو تنقیص
صاف کریں گے جیسا کہ انھوں نے اپنی ہدایات الرشید کے صفحہ ۸۶۶ سطر ا پر لکھا ہے کہ ابوبکر
صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک کام موافق حکم شرع کیا اسپر جناب سیّدہ ناخوش ہوئیں تو صدیق
اکبر پر کوئی طعن و اعتراض و عید عائد نہو گا لیکن جناب سیّدہ کی طرف فی الجملہ اعتراض ہے
پس جب پیر مغاں کی یہ تحریر ہے اُسی کی حسب تقلید تو آپکا یہ ارشاد ہے کہ سیّدہ طلب میراث کے
لئے مجمع نامحرمان میں مردانہ وار بروز روشن نصف النہار گئی۔ اور وقرن فی بیوتکن کا بھی
لحاظ و پاس نکیا جو سراسر جامجد ابوبکر جوہری کی تحریر کے خلاف ہے وہ تو یہ فرما رہے ہیں
کہ نقاب مطہر سر پر اور اسپر چادر عصمت و عفت اوڑھ کر کنیزوں وغیرہ عورات کے غول میں
درحالیکہ اسپر بھی شرم و حیا سے چادر پائے مبارک میں الجھتی تھی مسجد میں پاس ابوبکر علیہ ما علیہ
کے آئیں دجس سے معلوم ہوتا ہے کہ چادر مطہر زمین پر گھسٹتی جاتی تھی اور پائے مبارک کسی طرح

معلوم ہوتے تھے جیسا کہ عبارت ابوبکر جوہری سے ظاہر ہے (رفتارش از حضرت رسالت پناہ
ہیچکس فرق نمیتوانست کرد) جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ جناب سیدہ نہایت سکینہ و وقار
سے عورتوں کے غول میں جس طرح کہ رسول سکینہ و وقار سے چلتے تھے تشریف لائیں پس فوراً
پردۂ سفید اس معظمہ کے روبرو مثل قنات کھینچا گیا اور وہ معظمہ پس پردہ بیٹھیں اب وا سبحان اللہ
منشی صاحب اس حیثیت سے اس معصومہ کا تشریف لیجانا جسکو آپکے جد معظم نے تحریر فرمایا آپنے اپنی
عداوت اور ہٹ دھرمی سے اس زنگار نگ الفاظ میں اسکو ظاہر کردیا جو بلا تشبیہہ آپ کی ذہنی
حالت کا فوٹو کھینچتا ہے مگر منشی صاحب سچ کہنا جناب سیدہ اونٹ پر چڑھ کر گئی تھیں یا خر پر
اور اس معظمہ کے جانے میں کتنے مسلمان مارے گئے اور کتنے زخمی ہوے اور سیدہ کی یہ فوج کشی
کس کے مقابلہ میں تھی کیا جناب سیدہ کو رسول اللہ نے طلب میراث پر ممانعت فرمائی تھی کیا
جناب سیدہ کو سگان حوءب کے بھونکنے کی طرح کوئی پتہ راستہ کا دیا تھا کیا ایاک ان تکونی
یا حمیرا کی طرح رسول اللہ انکو دھمکا کر جانے سے منع کیا تھا کسی ایک آدھ بات کا ہی پتہ دیجیے
اور زمرۂ صادقین میں داخل ہوکر صداقت و راستی کا پروانہ لیجیے سب کو جانے دیجیے صدیقہ
عائشہ کے جنگ جمل میں جانے کو آپ جوار قائم فرماتے ہیں کہ بمرضی خود نہیں جاتی تھیں کہیں اسی
کو ہی ثابت کرکے ان کو لقمہ لعن و طعن سے بچائیے کچھ تو کر دکھائیے کہ آپ کا بھی نام ہوجائے
مگر میں بدستور سابق ارشاد عالی آپ کے مجتہدین سلف و خلف کی روح پر فتوح پر صلواۃ
پڑھ رہا ہوں جنھوں نے آپ کی صدیقہ کا بھی حال ایسا واضح لکھا ہے کہ جیسا چاہئے۔
(۱) دیکھو روضۃ الاحباب جلد سوم ص۱ نقلست کہ عائشہ صدیقہ بعد فراغ از ادائے حج از مکہ
بجانب مدینہ می آمد کہ در اثنائے راہ خبر کشتہ شدن عثمان و جلوس علی ابن ابیطالب بر مسند خلافت
باو رسید در زمان از راہ برگشتہ بمکہ معاودت نمود ابن عباس در راہ او را پیش آمد حالانکہ
او نیز از گزاردن حج فارغ شدہ بود و بمدینہ میرفت و گفت یا ام المومنین چہ حال داری
چرا از راہ مدینہ برگشتی و بطرف مکہ میروی گفت خبر قتل عثمان و خلافت علی بمن رسید دیگر

ملاحظہ صاحب روضۃ الاحباب اور [illegible] منشی

مدینه جائے توطن من نمیتواند بود ودل عائشه از جانب علیؑ غبارے داشت برائے آنکه
در قضیه افک با پیغمبر در شان عائشه گفته بود للنساء سوء کثیرة واللہ اعلم

(۲) صواعق محرقه باب ہشتم ص۷۰ وقد اخبر صلی اللہ علیه وسلم بوقعة الجمل وصفین و
قتال عائشة والزبیر علیا کما اخرجه الحاکم وصححه البیہقی عن ام سلمة قالت ذکر
رسول اللہ خروج امہات المومنین فضحکت عائشةؓ فقال انظری یا حمیراء ان لا
تکونی انت ثم التفت الی علی فقال ان ولیت من امرها شیئا فارفق واخرج البزار
وابو نعیم عن ابن عباس مرفوعا ایتکن صاحبة الجمل الاحمر تخرج حتی تنبحها کلاب
الحوءب فتقتل حولها قتلی کثیرة تنجو بعدما کادت تنجو ترجمه اور تحقیق که خبر دی
پیغمبرؐ نے واقعہ جمل اور صفین اور جنگ عائشه اور زبیر کی ساتھ علیؑ کے جیسا کہ اخراج کیا ہے
اسکو حاکم نے اور تصحیح کی ہے اُسکی بیہقی نے کہ کہا ام سلمه نے کہ بیان کیا رسول اللہ نے خروج
کرنا مادر مومنین یعنی اپنی ازواج کا تب عائشه ہنسیں پیغمبر نے فرمایا اے حمیرا دیکھ تو نہوے
پھر علیؑ کی طرف متوجه ہو کر فرمایا کہ اگر تم کسی امر میں عائشه کے حاکم ہو تو اس کے ساتھ نرمی
کرنا اور روایت کی ہے بزاز اور ابو نعیم نے ابن عباس سے مرفوعا تم میں کون ہوگی صاحبه
سرخ اونٹ کی کہ خروج کرے گی یہاں تک کہ بھونکیں گے اُسکو کتے مقام حوءب کے پس قتل
کئے جائیں گے گرد اُس کے بہت سے لوگ نجات پاوے بعد اس کے کہ قریب ہے کہ نجات پاوے

(۳) تحفه عزیز دہلوی ہیں بصفحه ۵۲۸ روایت سگان حوءب اس طرح منقول ہے کانی
باحداکن تنبحها کلاب الحوءب فایاک ان تکونی یا حمیرا ترجمه گویا میں دیکھتا ہوں تم ازواج
میں سے ایک کو کہ بھونکتے ہیں اسکو کتے حوءب کے پس پرہیز کر تو یہ کہ تو ہووے حمیراء
(عائشه) پھر اسی صفحه میں لکھتے ہیں جواب ازین طعن آنکه اراده رجوع از حضرت عائشه بموجب
این روایات ہم ثابت شد چنانچه در روایات اہل سنت مصرح ہا ہست که فرمود ردونی ردونی
بازگردانید مرا باز گردانید مرا لاکن در روایات اہلسنت تتمه این قصه چنین صحیح شده که حضرت

عائشہ درباب مراجعت استادگی کرد و اہل عسکر در رجوع با وے موافقت نمی نمودند باہم
مطارحہ این امر بود درین اثنا مروان بن حکم و دیگر مردم عسکر قریب بشتاد کس را از دہاقین
گرد و نواح شاہد آوردند کہ این آب را حوئب نام نیست آں آبے دگر ہست پس عائشہ
پیشتر روانہ شد انتہی منصف جنیر جب بغور ان ہر سہ مقامات مذکورہ کو ملاحظہ فرمائے گا
تو بخوبی انکشاف ہوگا کہ بی حمیرا یعنی عائشہ کو حضرت علیؑ سے کس درجہ بغض وعناد تھا کہ
مکہ سے مدینہ کو واپس آتی تھیں اثنا راہ میں خبر قتل عثمان اور انعقاد خلافت حضرت علیؑ کی
سنکر پھر الٹے پیر مکہ کو گئیں اور فرمایا کہ اب مدینہ لایق قیام میرے نہیں رہا اگر بغض و
عداوت قلبی نہ تھی تو لوٹنے کا اور کون امر تھا یاد رہے کہ قلبی خوشی و ناخوشی کا فوٹو خداوند
عالم نے افعال جوارح یعنی رفتار و گفتار کو مقرر فرما دیا ہے سو بی عائشہ کا لوٹنا قرینہ
صاف و ظاہر اسبات کا ہے کہ انعقاد خلافت حضرت علیؑ سے انکو ناخوشی ہوئی نیز موید
اس کے دوسرا امر یہ ہے کہ پیغمبر خدا نے اپنی حیات میں جنگ جمل و صفین اور خروج اپنے
بعض ازواج کی خبر دی تھی اور بالخصوص بی عائشہ سے بتاکید شدید بصیغہ تحذیر و تخویف
فرمایا تھا کہ دیکھ خبردار تو اس لڑائی میں نہ ہونا باوجود ایسی سخت ممانعت کے نہیں معلوم
بی عائشہ کے گلے میں کون شخص زبردست رسہ ڈالکر کھینچتا لے گیا اور وہ بقول آپکے برضی
خود نہیں جاتی تھیں۔ کس نے اون پر زبردستی کی تھی کہ بصرہ میں جاکر بطلب خون عثمان
حضرت علیؑ سے لڑیں اور تیرہ ہزار آدمیوں کا قتل و قمع اس لڑائی میں کرائیں حالانکہ صدیقہ
عثمان کی وارث نہ تھیں اور نہ کوئی منصب خون بہا عثمان کا انکو حاصل تھا۔ نیز اسکا علم
بھی ان کو نہ تھا کہ عثمان کو کس نے قتل کیا ہے باوجود زوجہ مطہرہ صدیقہ رسول مقبول ہونیکے
کیونکر ان کو یقین ہوا کہ قاتل عثمان حضرت علیؑ ہیں پس یہ بدگمانی انکو جو حاصل ہوئی منشاء
اسکا اصل وہ ہے دشمنی اور عداوت قلبی آنحضرت تھا نہ کوئی امر دیگر حالانکہ بی عائشہ عثمان
سے اسقدر ناخوش تھیں کہ انپر لعنت کیا کرتی تہیں دیکھو روضۃ الاحباب جلد سوم ص۱۵ بعض

ازیں امور حامل و باعث شد مر عائشہ را کہ در شان عثمان گفت لعن اللہ نعثلا وقتل اللہ نعثلا یعنی خدا لعنت کرے نعثل کو اور قتل کرے نعثل کو اور جلد دوم مجمع البحار لغت حدیث میں بصفحہ ۲۰۷۳ لکھا ہے کہ نعثل عثمان کا نام اُن کے دشمنوں نے رکھا تھا بوجہ مشابہ ہونے کے ایک شخص ریش دار مصری سے اور کہتے ہیں کہ نعثل پیر احمق اور بجو کو کہتے ہیں ومنہ - حدیث عائشۃ اقتلوا نعثلا قتل اللہ نعثلا یعنی عثمان وھذا کان منھا لما غاضبتہ وذھبت الی مکۃ یعنی عائشہ کہا کرتی تھیں قتل کرو لمبے ڈاڑھی والے کو قتل کرے اللہ لمبی ڈاڑھی والے کو کہ جو عثمان ہے اور یہ اسوقت کا کلام ہے کہ جب عائشہ عثمان سے غضبناک ہو کر مکہ چلی گئیں تھیں۔ واہ جی واقر ائن مقام پر تو آپ نے جھاڑو پھیر دی اور کلمہ ردّونی ردّونی کو شاہجی صاحب نے اور اُن کے قدم بقدم آپنے مثل وحی آسمانی سمجھ کر بے جوڑ پر کٹی (یعنی اپنی خوشی و مرضی سے بی بی عائشہ کے نہ جانے کی) دھر اوڑائی اور ثبوت اسکا بھی اگر ہے تو شاہ جی صاحب کے قلب میں یا آپ جیسے مقلدین کے قلب میں پہنچے مانا کہ بی بی عائشہ نے ردّونی ردّونی فرمایا مگر اُنپر کسی کی کیا زبردستی تھی وہ خود کیوں نہ لوٹ آئیں جس طرح کہ خبر قتل عثمان وانعقاد خلافت حضرت کو سنکر راستہ سے اُلٹے پاؤں مکہ پھر آئیں یہاں کون مانع تھا کہ نہ لوٹیں دل میں تو آتش بغض وعناد بھڑکتی تھی وہ بھلا کیسے لوٹنے دیتی تھی مقام حوأب میں جب کتے بھونکنے لگے اور رسول اللہ کا ارشاد یاد آیا تو بظاہر چاہا کہ لوٹیں مگر ہوا خواہان یعنی حضرت مروان اور اہل لشکر نے اسّی آدمیوں سے گرد و نواح کے جھوٹی گواہی دلوادی چونکہ گواہی من لگتی تھی فوراً قبول ہوگئی اور بلا تردد عائشہ آگے بڑھ گئیں اور وہ ممانعت و دھمکی رسولؐ کی ایک چھو منتر میں بالائے ہوا ہوگئی سچ ہے کہ دروغگو را حافظہ نباشد دیکھئے حضرت زبیر و طلحہ کہ داخل عشرہ مبشرہ ہیں سردار لشکر اور حضرت عائشہ کو بالخصوص بنا بر خون طلبی عثمان کے بصرہ کیجانب لائے تھے باوجود ان دو صحابہ جلیل القدر کے یہ جھوٹی گواہی کیسے پیش کی گئی اور کیونکر ان کی گواہی درجہ قبول پر فائز ہوئی۔ کی تو شاہ صاحب نے خوب چالاکی کہ منجملہ گواہاں صرف

مروان کا نام لکھا اور باقی مردمان جو شہادت کاذبہ کے ادا کرنے میں شریک تھے اُن سب کے نام حیٹ کر گئے اور مجمل گول لفظ مردم عسکر لکھ کر ملیے بنے مگر یہ نہ سمجھا کہ بھلا کاغذ کی بھی ناؤ کہیں چلتی سُنی ہے مروان کو تو خود ہی بی بی عائشہ ملعون جانتی تھیں پھر اس کی کیا وجہ کہ اسکا بیان قابل اطمینان سمجھا گیا چنانچہ تاریخ الخلفا میں ص ۱۳۸ مروان کے حال میں یہ قول صدیقہ کا منقول ہے فقالت عائشۃ کذب مروان ما فیہ نزلت ولکن نزلت فی فلاں ولکن رسول اللہ لعن ابا مروان ومروان فی صلبہ فمروان یفیض من لعنۃ اللہ یعنی کہا عائشہ نے جھوٹ کہا مروان نے آیہ حق میں عبدالرحمان بن ابی بکر کے نہیں نازل ہوا بلکہ فلاں فلاں کے حق میں نازل ہوا ہے ولیکن رسول اللہ نے لعنت کی ہے مروان اور اس کے باپ پر جبکہ صلب پدر میں تھا پس مروان نکلا ہے لعنت خدا سے گو شاہ جی صاحب نے زبیر کا نام بچایا مگر صاحب صواعق محرقہ نے جو حدیث جناب رسالتماب کی کہ نقل کی ہے (جسکو ہمنے اوپر لکھا ہے) اسمیں صاف منقول ہے کہ آنحضرتؐ نے بطور پیشین گوئی کے زبیر سے فرمایا تھا کہ تم جنگ کروگے علیؑ سے درحالیکہ تم ظلم کرنے والے ہوگے واسطے علیؑ کے پس ظلم کنندہ علی کا بشیاک و شبہ حکم آیہ لعنۃ اللہ علی القوم الظالمین میں داخل ہوگا نیز باقرار صواعق محرقہ یہ امر بھی ثابت ہوا کہ اس جنگ میں طلحہ و زبیر سرداران لشکر عائشہ کے ہاتھ سے یاوران علیؑ مارے گئے حالانکہ اہل سنت علیؑ سے جنگ کنندگان کو باغی قرار دیتے ہیں اور باغی جس مقام کے لئے داعی ہیں اسکو ہر شخص جانتا ہے۔

خلاصہ مرام آنکہ اب خدا کو حاضر ناظر جان کر ذرا انصافاً کہنا کہ بشہادت ابوبکر جوہری آپ کے جد معظم جس حالت و کیفیت سے جناب سیدہ بطلب میراث پدر جد فاسد کے پاس تشریف لے گئیں آیا یہ طریقہ قابل لعن و طعن ہے یا بشہادت صاحب روضۃ الاحباب و صواعق محرقہ و تحفہ وغیرہ وغیرہ جس حالت و کیفیت سے جنگ جمل میں مادر مہربان تشریف لیگئیں یہ طریقہ قابل لعن و طعن ہے بعد اظہار حقیقت امر واقعی اب ہم آپ کو اختیار دیتے ہیں

سیدہؓ کو بھی مثل عائشہ مورد لعن وطعن قرار دیجئے اور آیۂ کریمہ وقرن فی بیوتکن کی مخالفت کا الزام لگا کر خلاف ورزی حکم شوہر (علیؑ) ہیں دختر پیغمبر پر کفر کا فتوے دیجئے انشاء اللہ اس کار نمایاں کی عوض میں ہماری طرف سے تو آپ لے چکے مگر اپنے علماء سے بھی اب تو خوارج کا لقب حاصل کیجئے ہاں آپ نے اپنی تقریر پر تیزی کی تفریع میں جناب سیدہ کو جناب امیرؑ کا طلب میراث پدری ممانعت کرنا بصیغہ شک یعنی جناب امیر جناب سیدہ کو مانع ہوئے ہوں گے ارقام فرمایا ہے مگر اسکو کسی معتبر حدیث و روایت شیعہ سے نہ ثابت کیا اگر سچے تھے تو اسمیں سعی وکوشش کی ہوتی کہ آپ کی منطق سے جناب فاطمہؑ پر کفر کا فتویٰ لگتا یہ کیا کہ اپنے فضلہ کو آپ ہی نوشجان فرما گئے۔

باقی آپ کا جد امجد ابوبکر کی تحریر پر یہ اعتراض کرنا کہ حضرت معصومہ ازلی نے خطبہ بھی فصاحت و بلاغت سے روبرو مجمع کے پڑھا اُس مجمع نے نہایت شور سے گریہ بھی فرمایا مگر کچھ نتیجہ برآمد نہوا اس کی بابت ہم یہ کہتے ہیں کہ نتیجہ خوب نکلا معلوم آپ کیونکر فرما رہے ہیں کہ کچھ نتیجہ برآمد نہوا شیخین وغیرہ وغیرہ اصحاب با وفا ان سب میں سے ہر ایک کے قلب کا حال معلوم ہو گیا خلق الموت والحیواۃ لیبلوکم ایکم احسن عملا کی جانچ پڑتال خوب ہو گئی ہاں آپکے اور آپ کے شاہجی صاحب کا مطلب جو تھا وہ فوت ہو گیا یہی وہ ظلم وستم جو ہاتھ سے ظالمان اسلام کے اہلبیت رسول انام کو پہنچی تھی ہر چند چاہا کہ وہ مخفی رہیں مگر مخفی نہو سکے بس وہ تو چلتے پھرتے نظر آئے اور مقلدین کو واقعات مذکور کے انکار و اخفا کا سبق دے گئے اسی وجہ سے آپ بھی بقول شخصے آنچہ استاد ازل گفت ہماں می گویم کے مصداق ہو کر افیونی کی مثل اپنی بڑ ہانک رہے ہیں۔ اگر کچھ ہمت تھی تو تشیید المطاعن کا جواب لکھا ہوتا جو آج ستر پچہتر برس سے طبع ہو کر مشہور زمانہ ہو چکی تھی کچھ اسمیں آپ کا نام بھی ہوتا اور پیر مغان کی روح بھی خوش ہوتی یہ کیا کہ اُدھر اُنکی روح کو اذیت دے کر فرار شریف ہیں بیکار ہی کیا اور ان کی کچھ مدد نفرمائی کیونکہ یہ سب اُنھیں حضرت کی کارگزاریاں ہیں کہ حیلۂ اقعات

گذشتہ سے انکار کر گئے اور جملہ محدثین کو جنھوں نے ان واقعات کو اپنے اپنے کتب میں لکھا ہے زمرۂ کاذبین میں بھرتی کر گئے اور چند روزہ دنیا کی عزت کو عزیز سمجھکر اپنا رنگ جمانے کی غرض سے اُن فضلا رکاملین کی وقعت کو نظر انداز خلائق کر گئے اور ایک کابلی کے طفیل سے اپنا اقتدار خوب بڑھا گئے دیکھئے احراق بیت فاطمہ کا شاہجی صاحب نے بالکل انکار کیا حالانکہ اُن سے بھی بڑا زبردست محدث عبدالکریم شہرستانی اپنی کتاب ملل ونحل کے ص ۳ پر اسکو لکھتا ہے فقال النظام ان عمر ضرب بطن فاطمۃ یوم البیعۃ حتی المحسن من بطنہا وکان یصیح احرقوھا بمن فیہا وما کان فی الدار غیر علی و فاطمۃ والحسن والحسین ترجمہ پس کہا نظام نے تحقیق مارا عمر نے پیٹ پر فاطمہ کے روز بیعت تا اینکہ محسن شکم فاطمہ سے ساقط ہوا اور عمر برابر چلاتا تھا کہ گھر مع اُن لوگوں کے جو اسمیں ہیں جلا دو اور گھر میں حالانکہ سوائے علیؑ و فاطمہ و حسنؑ و حسینؑ کے کوئی دوسرا نہ تھا اس سے زیادہ اگر تفصیل مدنظر ہو تو تشئید المطاعن ملاحظہ ہو انشاء اللہ اسمیں جملہ واقعات کا ثبوت (۱۶) کتابوں سے نہایت مستحکم طور پر ملے گا جس سے آپ کی اطمینان کامل ہوگی نظر بروایات وواقعات صدر ہم یہ کہتے ہیں کہ حسب عقائد آپ صاحبان اگر روایات مذکورہ قابل تسلیم ہیں تو جو سلوک اہلبیت وعترت رسول سے حضرت ابو بکر صدیق اکبر و حضرت عائشہ صدیقہ وغیرہ وغیرہ نے کیا وہ قابل دیدنی وشنیدنی ہے پہلے تو خلیفہ اول نے ثقل ثانی یعنی اہلبیت رسول یزدانی کی کیا عمدہ تعمیل حکم و تعظیم وحرمت کی اور کیا عمدہ طور سے پابندی کلام خداوندی اور تعمیل حکم ربانی کو باحسن وجوہ بجا لائے (یعنی آیۂ میراث عام یوصیکم اللہ فی اولادکم والو الارحام بعضہم اولی ببعض فی کتاب اللہ و آیات میراث خاص انبیاء و ورث سلیمان داؤد وغیرہ کو پس پشت ڈال کر) بعد وفات رسول مقبول بدون شرکت دفن وکفن وتجہیز وغیرہ آنحضرت کے فوراً بطمع نفسانی و دنیا طلبی حسب مشورہ یاران جلسہ (بقول آپ کے پہلے سے غصب خلافت وضبطی فدک پر منہ کھولے بیٹھے ہوئے تھے) اول اُسی

رسول کی دختر نیک اختر پر ہات صاف کیا اور حقیقت میں یہ عین رسول مقبول پر ہاتھ صاف کیا ہے اور جب وہ مظلومہ جدّ فاسا سے طالب وراثت پدری ہوئیں تو ان کے باب میں آیۂ مبارکہ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ کا بھی کچھ پاس و لحاظ نہ کیا فوراً اپنی طرف سے ایک جھوٹی حدیث نحن معاشر الانبیاء الخ گھڑ کر اور رسول کے ذمہ مڑھ کر اس سے دختر رسول کو خشک ٹال ہائے افسوس انھوں نے اس امر کا بھی خیال نکیا کہ روح رسول مختار ہمارے اس عمل درآمد کو جو ان کی دختر مظلومہ کے ساتھ بطمع دنیادی ہم سے عمل میں آرہا ہے دیکھتے اور پہچانتے ہونگے تو کیا ہم پر ناخوش ہوکر لعنت و ملامت کرتی ہوگی اس لئے کہ احترام نبی حیات نبی و ممات نبی دونوں میں یکساں ہے واہ سبحان اللہ ایسی صریح مخالفت کلام ربانی و درازی دست تعدّی بہ نسبت اہلبیت ہوئی جسکو جملہ مخلوق میں سے کوئی فرد بشر بھی روا نہ رکھیگا اسکو خلیفہ جی نے روا رکھا اور پیروان خلیفہ نے اسکو بنظر انصاف و تامل ملاحظہ نکیا بلکہ اس فعل خلاف شرع کو خلیفہ جی کے قابل تحسین و آفرین یقین کیا اور سیّدہ فاطمہ بتول بضعۂ رسول کو جو عین موافق حکم خدا کی طالب وراثت پدری ہوئی تھیں مورد لعن و طعن بنایا عجب انصاف و ایمان ہے **علیٰ ہذا القیاس** عائشہ صدیقہ نے خاص وقرن فی بیوتکن کو پس پشت ڈالا اور یا نساء النبی من یات منکن بفاحشۃ مبینۃ یضاعف لھا العذاب ضعفین کا مطلق لحاظ و پاس اور خوف و ہراس نکیا ماسوا اس کے اسکا بھی خیال نکیا کہ خلیفہ ربانی و حجت یزدانی و رسول سبحانی نے بہ پیروی اس علم اولین و آخرین کے کہ جو حضرت باری عز اسمہ نے ان کے سینہ بے کینہ میں ودیعت فرمایا تھا و نیز علم ماکان و علم مایکون کی راہ سے اُنھوں نے مخصوص عائشہ کو بصیغہ تحذیر و تخولیف ایاک ان تکونی یا حمیرا دھمکایا تھا مریدان اُسیر یا علی حربک حربی اکثر مرتبہ سرا و علانیۃ حرب علی سے منع فرمایا تھا مگر رسولؐ کی آنکھ بند ہوتے ہی چونکہ وہ فقد صغت کے درجہ میں پہنچ چکے تھے اُسنے ایک نہ سنی اور رسول مقبول کے کسی حکم کی رعایت نہ کی اب جناب منشی صاحب فرماتے خلیفہ سبحانی و رسول ربانی کا مانع ہونا اور اُس ارشا

قبول نفرمانا صریح موجب کفر ہے یا نہیں منشی صاحب اب سُنئے حضرت صدیقہ مجاہدہ صفینیہ
وہنروانیہ بمعیت اخوان شیطان طلحہ وزبیر شیران وسرداران عربی سرخ اونٹ پر سوار ہوکر
اور کافوری عمامہ سر مبارک پر باندہ اور چادر کافوری ویشمی بغل میں باسع فوج کثیر وجم غفیر
نامحرمان بمقابلہ علی ولشکر علی اسطرح پر رن وار مردانہ وار ڈٹیں کہ تقریباً ۱۳ ہزار مسلمانوں
کا خون دم کے دم میں کر بیٹھیں اور کچھ پاس رسولؐ اور خوف خدا نکیا لعد تمام صداقت
روایات مندرجہ بالا کے ایک تعجب دامن گیر ہوتا ہے بقول شاعر ؎ عورت کے لئے قہر ہے
دنیا میں رنڈاپا اور رانڈ بھی وہ جسکا شوہر رسولوں کا سرتاج پیغمبروں کا افسر اسکی وفات کا
صدمہ بنوجہ کے لئے پیغام اجل وناگہانی موت تصور کیا جائے تو بجا ہے پس حمیراؓ مجاہدہ
اس صدمہ جانکاہ کو جو وفات رسول مقبول سے اُن کو لاحق ہوا ہوگا کسقدر جلد بھول گئیں
اور باغوائے طلحہ وزبیر ناکامان وشہادت کا ذبہ بمقام حوءب سے آگے گذر کر میدان جدال
وقتال میں مردانہ وار وبہادرانہ اطوار باشوکت وشان رجزخواں ہوئیں اور بلاوجہ علی و
لشکر علی سے بہ بہانہ طلب خون بہاء عثمان جنگ جمل شروع کردی اور ہزارہا کشتوں کے
پشتے لگوادئے حالانکہ اُس وقت سے پہلے جیسا کہ سابق میں بیان ہوا ہمیشہ عثمان پر لعنت
کیا کرتی تھیں اور لعن اللہ نعثلا وقتل اللہ نعثلا وغیرہ وغیرہ کلمات ناشائستہ سے خلیفہ
رسول کے ساتھ بے ادبی کیا کرتی تھیں آخرالامر ناکام وہاں سے واپس آئیں اور اس ناکامی
اور مردانہ روی اور سپہ سالاری کی وجہ سے تا ہرگ قلب اطہر پر زخم رہا آخرکار بانشکستہ
خاطر وقلب حزیں دفعتہً حضرت معاویہ کی مہمانی میں آکر حسر پوش گڑھے کے اندر کھلی بن
کے ہاتھی کی طرح جاں بحق ہوگئیں وسیعلم الذین ای منقلب ینقلبون
پس روایت سگان حوءب مندرجہ صواعق باب ہشتم ص ۱۰۵ باآواز بلند شور مچارہی ہے کہ
حضرت صدیقہ مجاہدہ کو ذوق شوق اظہار مردانگی وبہادری ونیز آرزوئے حصول سلطنت

لہ حمیرا تصغیر حمرا کی ہے اور حمرا مونث احمر کی ہے اور احمر سپاہی بے سلاح وہتھیار کو کہتے ہیں اسی مصلحت سے
رسول اکرم نے بی بی عائشہ کو حمیرا فرمایا تھا کہ انجام میں سپاہی کی طرح نکلیں رسول سے لڑیں گی ۱۲ منہ

وبادشاہت نے بعد قتل عثمان ان تمام صدمات لاحقہ وغم والم شوہری سے فراموش کردیا تھا چنانچہ اسی وجہ سے یہ مردانہ روی اور جنگ زرگری کا اتفاق لاحق حال ہوا نہ آیۂ کریمہ کی تعمیل کا خیال فرمایا اور نہ حضرت معصوم ازلی ورسول رب لم یزلی کی ممانعت اور تہدید وتخویف کا خیال کیا کچھ تعجب نہیں کہ طمع دنیاوی وحب جاہ ومنصب فانی ایسی ہی بُری بلا ہے کہ جیسے روایت مذکورہ سے ظاہر ہے۔ جناب منشی صاحب یہ خلاصہ روایات کثیرہ واحادیث متذکرہ بالا عرض کیا گیا ہے۔

قولہ عبارت صفحہ ۱۲۵ کا ملاحظہ ہو جائے وہ یہ ہے بعد نامنظوری درخواست طلبی فدک کے حضرت سیدۃ النساء معصومہ ازلی در انحالیکہ حضرت امیرؑ وامام معصوم وخلیفہ بلافصل وحجت اللہ درعین انتظاری تشریف آوری معصومہ زوجہ مطہرہ خود مغموم وچشم برہم براہ تھے رونق افروز ہوئیں غصہ ور ہو کر تشریف لے گئی تھیں اور غمناک واپس آئیں ویا حضرت امام معصوم جناب سید مرتضیٰ علی شیر خدا بایں خطاب مستطاب مخاطب ہوئیں کہ اے علیؑ تو تو مثل جنین در رحم مادر پردہ نشین ہو گیا اور مثل بزدوں اور نامردوں کے گھر میں گھس کر بیٹھ رہا۔ اور باوجودیکہ تمام شجاعان عرب وعجم کو خاک میں ملا دیا مگر ان نامردوں سے جان چراتی ہے میں غضبناک ہو کر برائے طلبی فدک ووراثت پدری مجلس غداران میں گئی اور اب غمناک واپس آئی تو نے اپنے آپ کو ذلیل کیا بھیڑئے تجکو پھاڑتے ہیں اور تو اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتا جناب حکمت مآب صاحب عبارت صفحہ ۱۲۵ جناب ملا صاحب پر بغور توجہ فرمانی چاہئے کہ حضرت معصومہ صاحبہ زوجہ محبوبہ نے جناب سیدالاوصیاء ازلی وابدی وخلیفہ بلافصل کو کیسے الفاظ شستہ وپاکیزہ ومحبت ودوستی آمیز کہ مثل جنین در رحم مادر پردہ نشین ہو گیا۔ ارشاد فرمایا اور کیسے الفاظ بشان حجت اللہ صادر فرمائی کیا خلیفہ ازلی اس ہی میں قابل ہوتے ہیں کہ اپنی منکوحہ محکومہ سے یہ الفاظ سُنے جائیں اور سرزد ہوں اور امامت وخلافت ازلی میں کچھ فرق نہ آوے اور گوئندہ پر کفر کا فتویٰ

نہ پا جائے غالبًا ایک لفظ جناب ملا صاحب نے اس روایت میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے
کہ از روئے مصلحت خطاب ہائے درشت الخ پس یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس عبارت سے جناب
ملا صاحب کا کیا مقصد و مطلب ہے یہ خیال ہوتا ہے کہ چونکہ حضرت معصومہ صاحبہ بلا اجازت
و بلا مرضی جناب امیرؑ کے اس مجمع عام میں تشریف فرما ہو گئیں ایسا ہو کہ جناب امام معصوم صاحب
کوئی ایسا لفظ اپنی زبان مبارک سے نہ فرمائیں کہ جس سے میری معصومیت میں خدانخواستہ
کوئی نقص واقع ہو پس مصلحت یہی ہے کہ آپ ہی پیش قدمی فرما کر معصوم صاحب کی ہی
خدمت میں ایسے الفاظ کہنے چاہئیں کہ حضرت امام صاحب کی زبان بندی ہو جائے اور
وہ یہ نہ فرمائیں کہ آپ بلا حکم شریعت محمدیہ اور خلاف احکام تطہیر کے کیسے چلی گئیں پس
یہ لفظ مصلحت کا جناب ملا صاحب نے اس روایت میں جو ص ۱۲۵ پر تحریر فرمایا ہے
اسی وجہ سے تحریر کیا ہے کہ عصمت اور معصومیت جناب امام ازلی و حضرت معصومہ میں
کسی نوع کا خلل واقع نہ ہو یا یہ خیال فرمایا ہو کہ لفظ مصلحت سے ہر شخص اہل شیعہ صاحب بھی
یقین کرے گا کہ ہر دو معصوم و معصومہ صاحب مثل قرآن کے ہیں اور قرآن شریف کو قرآن
شریف پر رکھدیا تو کیا گناہ ہوا علی ہذا اگر معصوم کو معصومہ صاحبہ نے ایسے الفاظ
سے یاد شاد فرمایا تو کیا حرج ہوا واہ سبحان اللہ کیا عمدہ اور صحیح روایات ہیں اور پھر
جناب ملا صاحب اصفہانی کی یہ عبارت آرائی

اقول مقلد تقلید کا حق کم سے کم اتنا تو ادا کرے کہ جتنا آپ ادا کر رہے ہیں تحسین و صد
آفرین آپ کے شاہجی صاحب کا بھی یہی طریقہ تھا۔ فریب دہی غلط نویسی دروغ بیانی
وغیرہ وغیرہ اوصاف جو اُن کی ذات والاصفات میں ودیعت تھے معلوم ہوتا ہے
کہ وہی اوصاف آپ کی جانب منتقل ہو گئے ہیں اگرچہ آپ بھی اُن کے اسی قسم کے مقلدوں
میں داخل ہیں جن کی تمام عمر اڑنگ بڑنگ توتی ٹرنگ میں گذری ہیا نہ درجہ تو درکنار
بلکہ آپ ایک ادنی ان کے کاسہ لیس بھی نہیں ہو سکتے مگر یہ خاص اُن کے فیضان کا اثر

ہے جو آپ کے اندر حلول کئے ہوئے ہے اور یہ آپ کے استعداد مادہ کی خرابی ہے کہ ہضم نہ
کر سکے اور ثانی عزیز جتانے کا شوق دامنگیر ہو گیا لیکن اہل حق نے جب اُن کو نہ چھوڑا تو وہ
آپ ہی کب بچ سکتے ہیں ممکن نہیں کہ اہل حق پر فریب رہی اور غلط بیانی مخفی رہ سکے
دیکھئے ہم برابر آپ کی چالبازی اور جعلسازی کو پکڑتے اور مقید کرتے چلے آتے ہیں اور
پھر بھی آپ باز نہ آئے اسمقام پر پہنچکر تو آپ اپنی فریب بازی کے جال میں خود ہی
غلطاں و پیچاں ہو گئے۔ شاہصاحب کی تقلید میں آپ کو یہ بھی خبر نہ رہی کہ سابق میں
عبارت فارسی جو نقل کی ہے اسمیں کیا لکھ آیا ہوں (غالباً) ایک لفظ مصلحت کلمہ وہم و
شک سے آپکو امان لینے کے لئے ہی تو وجہ داعی ہوئی ہے کہ آپنے عبارت فارسی کہیں نہیں بھی
اور ترجمہ اُسکا چار فرلانگ آگے جا لکھا بقول شخصے چاہ کن را چاہ در پیش فریب دہی ہماری
منظور تھی اور خود ہی اندھیری چاہ میں گر کر چراغ پا ہو گئے جب آپ کو دھوکہ نہیں ہے تو
پھر لفظ (غالباً) لکھا یعنی چہ آپ کو لفظ (یقیناً) کہنا چاہئے۔ لیکن شاید آپکے نزدیک
لفظ غالباً اور (یقیناً) میں کوئی فرق نہو اس لئے کہ آپ کے تمیز میں سیاہ و سفید دونوں
ایک ہیں۔ خیر فریب بازی کا جال تو خوب پھیلایا تھا مگر کچھ کسر رہ گئی۔ ہمارا تو کچھ نہ بگڑا
اپنے جد امجد ابو بکر جوہری کو آپنے پہنسایا یہ آپ کی سمجھ اور قابلیت کا نتیجہ ہے جو ایسے
ایسا عمل ظہور میں آگیا بھلا جو شخص علم سے معرا کوچہ مذہب سے ناواقف اصول مذہب کا جاہل
فروع اسلام سے غافل حتی کہ مخالف و موالف کی تحریر میں فرق کرنے سے عاطل ہو وہ
شخص اس کی اہلیت رکھ سکتا ہے کہ میدان مباحثہ و مناظرہ میں مرد میدان بنکر خم ٹھوکے
یہ تو وہی مثل ہو گئی کہ کہیں گھوڑے کو دیکھ کر مینڈکی کو بھی حرص نعل ہوئی تھی ایک دفعہ
کی چوٹ میں پس کر کے رہ گئی وہی آپ کی بھی کیفیت ہوئی پانی پتی نانوتوی خلیل احمد منہ
چڑھے گنگوہی ان سب کے بڑے پیر حضرت دہلوی نے بھلا کون سے بات اُٹھا رکھی تھی اور
ان کی کون سی بات کا دندان شکن شیعہ کی طرف سے جواب نہیں ہوا تھا جو آپکو فتنہ

خوابیدہ کے جگانے کی ضرورت داعی ہوئی کیا عجب کہ بی عائشہ کی طرح انگلی کٹاکے بہادرانِ میدانِ مناظرہ میں داخل ہونیکا ذوق وشوق لاحق حال ہوا ہو سو یہ بخبر ہے شیعوں کے مقابلہ پر جب وہ ہی مُنہ کی کھاکے اپناسامُنہ لیکر محبس قبر میں محبوس ہوگئے اور زندگی بھر اُن شکنجوں سے کہ جن میں شیعوں نے انکو جکڑ بند کردیا تھا چھوٹنے چھٹانے کی فکر میں شل ہاہی میں آپ ہاتھ پیر مارتے رہے آخر کار اسی فکر میں جاں بحق ہو گئے مگر نہ چھوٹ سکے پس آپ بیچارے کس شمار وقطار میں ہیں آپ کو ابھی ادنیٰ ادنیٰ امور کی تمیز نہیں جو جائے کہ امورات عظیمہ وجسیمہ میں آپ دخل در معقولات یادر اندازہوں کہ یہ عین سفاہت وحماقت بلکہ جاہلیت کی علامت ہے۔

دیکھئے آپ کے ان تمام اعتراضات ونکتہ چینی کی لاٹھی آپ کے جدامجد حضرت ابوبکر جوہری کے سرِ مبارک پر پڑے اور پھر وہاں سے اُچٹکر کاری آپ کی سرِ مقدس پر لگے جسکا یہ نتیجہ ہوا کہ آپ اپنے ہاتھ کلھاڑی مارکر بیکار ہوگئے اور کہیں کے بھی نہ رہے کیونکہ ہم پہلے ہی ملا صاحب کی شروع فصل کی بخط جلی سرخی آپ کو دکھلا چکے کہ ملا صاحب نے اس فصل میں تمام روایات کتب اہل سنت سے لکھے ہیں نہ کتب شیعہ سے پس جناب فاطمہ کی یہ گفتگو جس کو آپنے خوب اچھالا ہے اسکو آپ کے جد معظم ابوبکر جوہری نے کتاب سقیفہ میں لکھا ہی اور اسمیں جو کچھ عبارت آرائی ہے وہ انھیں آپ کے بزرگوار نے کی ہے نہ ملا صاحب نے ذرا عقل وادراک کے ناخن لواے عبارت آرائی کاالزام ملا صاحب پر لگاکر مفتری کذاب کالقب باربار ہمسے نہ لیجئے دیکھئے اسبارہ میں ہم کیا بلکہ عقل سلیم وطبع مستقیم اسکا یقین کرتی ہے کہ جنے آغوش رسول میں پرورش پائی اور جس معظمہ نے رسول مقبول سے ادب سیکھا محال ہے کہ اسکی گفتگو ایسی ہو جسکو ابوبکر جوہری نے لکھا ہے اور آنکھوں کے اندھے اسکو ملا صاحب کی تحریر سمجھ رہے ہیں چنانچہ جناب ملا صاحب بھی اس امر کو کتاب حق الیقین ص ۱۲۸ سطر ۲۲ میں جہاں حدیث صدیق اکبر نحن معاشر کا بطلان

ثابت کر رہے ہیں اس طرح پر تحریر فرماتے ہیں وہیچ عاقلے تجویز این نمیکند کہ سیدہ نساء عالمیان این حکم (حدیث نحن معاشر) را از پدر خود شنیدہ باشد و مع ذالک این قدر مبالغہ تظلم در این باب بکند کہ بجمیع مہاجران و انصار بیاید و آن عتابہا با امام مسلمان بزعم فاسد شما بکند و نسبت بظلم و جور باد بدہد) اس عبارت سے ملا صاحب کی بخوبی مثل روز روشن ظاہر ہوگیا کہ اس قسم کی تقریر جناب فاطمہ سے ہرگز عمل میں نہیں آسکتی اور نہ وہ ملا صاحب کی تحریر یہ ہے۔ بلکہ اس کی صحت و عدم صحت کے ذمہ دار آپکے جار معظم ابوبکر ہیں جنھوں نے اسکو اپنی کتاب سقیفہ میں ارقام فرمایا ہے اور یہ ابوبکر جوہری چونکہ محدث کامل اور مرد فاضل تھا اس بنا پر اُسکی کتاب معتبر سقیفہ سے وہ احادیث و روایات متضمن فدک وغیرہ جناب ملا صاحب نے نقل فرمائیں پس اُن کے ضمن میں بمفاد ان الحسنات یذھبن السیئات اس تقریر کو بھی نقل فرمایا با این ہمہ ساتھ ہی اس کے اسی صفحہ ۱۲۵ سطر ۲۳ پر بعد نقل روایات جوہری بخط جلی و بلفظ روشن (مولف گوید) لکھکر اسکا جواب بھی تحریر فرمایا ہے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم   چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

اب کھل گیا کہ جو کچھ آپنے ارقام فرمایا ہے اور عبارت آرائی کی بے شبہہ یہ سب آپ کے قلب اور عقیدہ میں تھا وہی قلم سے بھی نکل آیا۔ شیعہ کا عقیدہ درباب اہلبیت رسول جو کچھ ہے وہ اظہر من الشمس ہے اور دشمنان اہلبیت کی صبح و مسا بلکہ بعد ہر فریضہ خدا جس طرح شیعہ دماغ پلپلا کرکے کفش کاری کیا کرتے ہیں اُسکو آپکا قلب و جگر بھی خوب ہی جانتا ہے اور سُنّی تو محض بناوٹی حب اہلبیت نبکر زبانی جمع خرچ ملا نیوالے ہیں یقولون بافواھھم مالیس فی قلوبھم مُنہ سے جو کہتے ہیں دلمیں اُسکا نشان بھی نہیں رکھتے ہیں، رسول مقبول سے منافقین کا یہی برتاؤ تھا جب رسولؐ کے پاس آتے تو بظاہر کہتے نشھد انک لرسول اللہ ہم گواہی دیتے ہیں بیشک آپ رسول خدا ہیں خداوند عالم نے ان کی ردّ و تکذیب کی واللہ یشھد ان المنافقین لکذبون اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں پس آپنے

جو اسقدر رام کہانی گائی اسکو میں کیونکر کہوں کہ عبث اور فضول ہے ہاں یہ کہہ سکتا ہوں
کہ آپنے اپنی حقیقت اسلام و صدق عرفان و ایمان کا یہ نقشہ کھینچکر ہمکو دیا ہے جس سے بے شک
و شبہہ آپ کے قلب کا حال معلوم ہوتا ہے اور یہ خود خداوند عالم نے مثل منافقین مذکورین آپکے
قلم سے لکھا دیا اور آنکھوں پہ آپ کے غفلت وجہالت کے پردے پڑ گئے جس کی وجہ سے
تقریر مذکورہ ابوبکر جوہری کو ہمارے ملا صاحب کے گلے مڑھ دیا۔ یکجبس تو آپ کے جد معظم ابوبکر
اور نام ملا صاحب کا اے سبحان اللہ وصل علیٰ چہ دلاور ست دزدے کہ بکف چراغ
دارد۔ اسی قابلیت پر آپ مناظرہ کرنے چلے ہیں اور ماشاء اللہ چشم بددور بڑے زور
شور سے فرما رہے ہیں (غالباً ایک لفظ جناب ملا صاحب نے اس روایت میں یہ بھی تحریر فرمایا
کہ از روے مصلحت خطاب ہائے درشت) اجی حضرت ہوش میں آئے کچھ آپ کو خبر بھی
ہے۔ غالباً۔ کیسا۔ یقیناً کہئے کہ ہمارے جد بزرگوار ابوبکر نے اس روایت میں لفظ مصلحت
لکھا ہے پھر آپ اُن کے مزار شریف پر جا کر اس (م ص ل ح ت) لکھنے کی سزا میں ساڑھے
سولھواں بے نقط اور اُڑائے کوئی مانع نہیں ہے مگر ذرا سمجھ بوجھ کر کیونکہ آپکے خود اپنی جہالت
پر اقرار ہے پھر اقراری مجرم کب مطلق العنان ہوا کرتا ہے آپ خود تحریر مذکور میں اس لفظ
سے اقراری ہیں (پس یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس عبارت سے جناب ملا صاحب کا کیا مقصد و
مطلب ہے) جب آپ جاہل مادہ فہم سے بالکل عاطل ہیں تو پھر کس برتہ پر یہ تنتہ بانی اور
دعوے ہمہ دانی منشی صاحب یوں کہئے معلوم نہیں ہوا کہ اس سے جناب جد معظم ابوبکر جوہری
کا کیا مطلب مقصد ہے میں یہ کہتا ہوں کہ جب آپ کی سمجھ میں اس عبارت ابوبکر جوہری سے
مطلب و مقصد جو اُن کا ہے وہ سمجھ میں نہیں آتا تو پھر آپنے یہ کیوں زہر اگلا اور خطابہائے
درشت جناب فاطمہؑ کہ جس کے قائل آپ کے جوہری ہیں کس قاعدہ منطق سے قرآن کو قرآن
پر رکھنے کی مثل مساوی فرمایا عجب نہیں کہ آپ اور آپ کے معلم اس طرح کی فریب بازی سے
جناب بی بی عائشہ کو نشانہ ملامت سے بچانا چاہتے ہیں کہ وہ خلیفہ رسول یعنی خلیفہ سوم

حضرت عثمان پر لعنت کیا کرتی تھیں اور نعثل یہودی کے مثل اُنکو سمجھا کرتے تھے جسکا نتیجہ یہ برآمد
ہوتا ہے کہ یا خلیفہ سوم اسی قابل اور اسی کے مستحق تھے یا بی بی عائشہ اس کے قابل ہونگی
تو پھر بقول امام ابو حنیفہ وہ لعن لوٹکر لعنت کنندہ کے گلے آپڑیگی پس اس صورت میں
یہ لعنت کا طوق بی بی عائشہ کے گلے میں آپڑے گا اسی الزام کے دفعیہ کی غرض سے شاید آپنے
اپنی منطق سے قرآن پر قرآن رکھدینے کا قضیہ ایجاد فرمایا ہے کہ خلیفہ رسول کی خلافت اور زوجہ
رسول کی عفت میں کسی نوع کا خلل واقع نہو اور ہر شخص اہلسنت بھی سمجھ لے کہ خلیفہ رسول
و زوجہ رسول دو نو مثل قرآن کے ہیں اور قرآن شریف پر قرآن شریف رکھدیا تو کیا گناہ
ہوا - علی ہذا اگر خلیفہ رسول کو زوجہ رسول نے ایسے الفاظ سے یاد فرمایا تو کیا حرج ہوا
منشی صاحب اگر ایمان و اسلام آپ کے قلب میں جاگزیں ہوتا اور گا تو ہرگز ہرگز رسول
زادی کی نسبت آپ کو یقین بھی نہوتا کہ اُن سے ایسی تقریر عمل میں آئی ہوگی اور بالفرض اگر
ایسے گفتگو ان سے عمل میں آئے ہو تو اسکا کیا یہی مفہوم و مطلب سمجھا جاسکتا ہے جیسا کہ آپنے
ہیٹھ نور بھرے الفاظ میں ادا فرمایا کہ جسکو سنکر بیساختہ سامع کلمہ ناموزوں زبان پر لے آئے
اور آپ منھ تکتے رہ جائیں اور ماشاء اللہ پھر خود کا اقرار ہے کہ نہیں معلوم اس عبارت سے
کیا مقصد و مطلب ہے) کیوں منشی صاحب انصافاً کہنا نفحہ آپ نے کس قدر شورش مچائی
کہ جس کی حد نہیں کیا اس میں گالیاں بھری ہوئی ہیں جو آپ کو ایسی وحشت ہوئی کہ
دیکھتے ہی بھڑک گئے اور حد امجد کا کچھ بھی لحاظ نکیا بے دھڑک بے باکانہ بنی زادی
کی نسبت خلاف شان کلمات ناشائستہ و ناملایم مثل خال معظم خلیل احمد زہر کی طرح اگلنے
لگی کیا اسے منھ پر آخر تحریر میں اپنا عقیدہ بڑی شورش کے ساتھ بیان کیا ہے -
اب ہم یہ کہتے ہیں کہ بھلا حضرت موسیٰ و حضرت ہاروں پیغمبران کے معاملہ میں آپ کیا
فرماتے ہیں یا تو خداوند عالم پر دروغ بیانی کا الزام قایم کیجئے کیونکہ آپ کی منطق کی بنا
پر چاہیے کہ یا تو خدا نعوذ باللہ لغو اور جھوٹ فرماتا ہو - یا ہر دو حضرات پیغمبران کو بوجہ

اُن کے فعل قبیح کے اراذل قوم میں شمار کیجیے اس لئے کہ جب حضرت موسیٰ کوہ طور سے مراجعت
فرما کر اپنی قوم کی طرف آئے تو قوم کو بچھڑا پوجتے دیکھکر غضبناک ہوئے و القی الالواح
واخذ براس اخیہ یجرہ الیہ اور الواح توریت کو زمین پر دے مارا اور ایک چھلانگ مار کر حضرت
ہارون کے سر کو دبوچ لیا اور ڈھاڑی پکڑ جھنجھوڑنے لگے اور کہنے لگے افعصیت امری تو نے
کیوں میری نافرمانی کی قال یابن ام لا تاخذ بلحیتی ولا براسی حضرت ہارون بولے اے بھائی
میری ڈھاڑی اور سر تو چھوڑ دیجیے میری کوئی خطا نہیں ہے الخ حالانکہ حضرت ہارون پیغمبر
تھے اور حضرت موسیٰ بھی خوب جانتے تھے کہ ہارون سے خطا نہیں ہوئی اسپر حضرت موسے
حضرت ہارون کے ساتھ ایسی سختی سے پیش آئے اب آپ حضرت موسیٰ پر کفر کا فتوے دیجیے
یا کم سے کم وہی کہدیجیے جو آپ کے قاسم نانوتوی نے ہدیۃ الشیعہ میں لکھا ہے کہ موسیٰ نے فضول
ہارونؑ کی ڈھاڑی جھنجھوڑی اور پیغمبر سے ایسا عمل بد پیغمبر کے ساتھ ظہور میں آیا باقی منشی صاحب
جناب سیدہ کے گفتگو تو آپ کے جد معظم لکھ رہے ہیں جو ہم پر کسی طرح حجت نہیں ہو سکتی ہے
سگ زرد برادر شغال خلاصہ یہ کہ اس قسم کی گفتگو کا ظہور میں آنا ایک حضرت موسیٰ ہی پر موقوف
نہیں حضرت عیسے سے خود خطاب پر عتاب جناب رب الارباب ہوا ء انت قلت للناس اتخذونی
وامی الھین من دون اللہ کیوں اے عیسیٰ کیا یہ بات تیری من گھڑت ہے اور تو نے لوگوں
سے کہدیا ہے کہ مجکو اور میری ماں کو معبود سمجھو اللہ کو کوئی چیز نہیں ہے حضرت عیسیٰ ڈر گئے اور
عرض کیا بار الہا اگر میں نے کہا ہوگا تو تو بہتر جانتا ہے کہ تو عالم الغیب ہے میری ہرگز یہ مجال
نہیں کہ میں ایسا کہوں تو دور کیوں جاؤ حبیب الہ العالمین خاتم النبیین سے قرآن شریف
میں بہت سے مقامات پر ایسے خطابات عتاب آمیز ہیں ولولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن
الیہم شیئاً قلیلا اذا لاذقناک ضعف الحیواۃ وضعف المماث ثم لا تجد لک علینا
نصیرا بتحقیق تو جھک گیا تھا تھوڑا سا اون کی طرف اسوقت تو دیکھتا کہ ہم تجکو
کیسا کچھ دوچند زندگی اور دوچند موت کا عذاب چکھاتے اور ہم تیرے پھر مددگار کو بھی دیکھ لیتے

لاتحرک بلسانک لتعجل بہ خبردار قبل اختتام وحی قرآن پڑھنے میں جلدی مت کر ایضًا فاصبر لحکم
ربک ولا تطع منہم اثمًا او کفورًا اپنے رب کے حکم کی انتظار کر اور کسی گنہگار اور کافر کی اطاعت و فرماں
برداری مت کر ایضًا لا تجعل مع اللہ الٰہًا اٰخر فتقعد مذمومًا مخذولًا خدا کے ساتھ کسی دوسرے کو
شریک مت کرو ورنہ حقیر ذلیل مذموم ہو کر بیٹھے گا وغیرہ وغیرہ آیات باہرات پس آپ اپنی منطق
سے اس طرح کے گوئندہ پر کہ خدا ہے کفر کا فتوے دیجئے ارے واہ رے تحقق کیا کہنا تیری
تحقیق و تدقیق کا یہاں تو سب ترکی تمام ہو گئی خدا ہی کے اوپر کفر کی پگڑی باندہ بیٹھا اور اپنے
آپ کو صاف نکال بھاگا - مگر یاد رکھو یہ پگڑی آپ کے ہی پاس ہیر پھیر کر پہنچتی ہے اسکو
بحفاظت تمام رکھو اور گاہ گاہ اسکو سر پر رکھکر گرجا گھر کی مٹر گشت کیا کرو اور ہم تو یہ کہتے ہیں
کہ جو ایسے خطاب عتاب آمیز خداوند عالم کے رسول کے ساتھ عمل میں آئے ہیں - اُنسے تہدید و
تخویف عام مخلوق کی منظور ہے نہ خاص آنحضرت کی علیٰ ہذا القیاس حضرت موسیٰ کا طرز عمل جو
ظہور میں آیا وہ حضرت ہارون کی تقصیر و خطا کی وجہ سے نہ تھا نعوذ باللہ وہ پیغمبر تھے اُن
سے خطا و لغزش کیسی بلکہ یہ عمل حضرت موسیٰ کا بغرض تہدید و تخویف اپنی قوم سرا سر لوم
کے تھا کہ اُنھوں نے حضرت ہارون سے مخالفت کی اور گوسالہ کی پرستش کرنے لگے یہ غصّہ
اسیوجہ سے تھا کہ وہ قوم کے لوگ اپنے فعل کی شناعت اور بدی کو یقینًا جان لیں اور سمجھ لیں
کہ جو عمل ہم نے اختیار کیا ہے اُس سے حضرت موسٰے سخت ناراض ہوئے اور جب اپنے
عزیز ترین برادر کے ساتھ ایسی سختی سے پیش آئے تو معلوم ہمپر کیا غضب نازل کریں اور کیسی
کچھ سنگین ہمکو سزا دیں گے اب منشی صاحب آپکو تو معلوم ہی ہے کہ امت محمدیہ کا ہارون کون تھا
انت منی بمنزلہ ہارون من موسیٰ کا مصداق کون تھا صرف بیان نہیں ہے دیکھو اس ہارون محمد کے
ساتھ قوم نے مثل بنی اسرائیل کیسی کچھ مخالفت کی تھی اور اُسکو ضعیف و بیکس کر کے خانہ نشین کر دیا
تھا پس مثل حضرت موسٰے اسیوجہ سے تو جناب فاطمہ زہرا انبر دبشرط صحت تقریر مذکور غضبناک
ہوئی تھیں تاکہ شناعت اپنے اپنے اعمال کی وہ موذیان غداران مثل بنی اسرائیل معلوم کر لیں

اور عیاں ہیں کہ یہ عمل یعنی غصب فدک سراسر خلاف حکم خدا و رسول ہے ظہور میں آیا ہے جس کی وجہ سے اغضاب فاطمہؑ ہوا اور اغضاب فاطمہؑ عین اغضاب خدا و رسول ہے جس کے بعد کوئی ٹھکانہ ہی نہیں اور نیز یہ خطاب عتاب آمیز بطریق اک اعنی و اسمعی یا جارہ ظالمین و جابرین کے لئے اصلا تھا تاکہ قیامت تک انصاف پسند مسلمانوں کو بطور اتمام حجت یہ بات معلوم رہی جیسا کہ مورخین عیسائی اس کے مقر ہیں کہ دختر نبی و اولاد نبی کے ساتھ اصحاب رسول نے بڑے بڑے ظلم کئے ہیں تا اینکہ میراث پدری سے بھی انکو محروم رکھا دیکھو آخر خطبہ میں بھی آپ کے جد معظم ابو بکر جوہری چند کلمات بغرض اتمام حجت جناب سیدہ کی طرف سے ارقام فرماتے ہیں یعنی اس معظمہ نے فرمایا ہے (میدانستم کہ شما یاری نخواہید کرد گفتم آنچہ گفتم برائے آنکہ حجت را تمام کنم - پس جناب سیدہ کو تو ان کی نیتوں کا پہلے ہی سے حال معلوم تھا لیکن اگر وہ معظمہ دعوے نکرتیں تو آج شناعت فعل شیخین کو کون جانتا اور ہند و بلکہ عیسائی تک کو ظلم شیخین کی کیونکر خبر ہوتی اسی واقعہ کے ظہور میں آنے سے تو سب کو اطلاع ہوئی جب ہی تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ بُرے تھے وہ کلمہ گو خلفاء رسول جو اس رسول کی دختر سے بظلم و ستم پیش آئے چنانچہ اسی وجہ سے تو اہل سنت تدابیر کرتے رہتے ہیں کہ ایسے واقعات کو یک قلم غلط کہہ دینا چاہئے اور صاف انکار کر دینا چاہئے کہ ایسا معاملہ وقوع ہی میں نہیں آیا اور مطلب اور غرض اصلی اس سے وہ ہی اخفائے شناعت فعل شیخین ہوتی ہے مگر لاکھ چھپاؤ مظلوم کا حق کبھی مخفی نہیں ہو سکتا یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواہہم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون نواسۂ رسول امام حسینؑ کی شہادت کے واقعہ بھی بنی عباسیہ و بنی امیہ نے لاکھ چھپایا کیا چھپ سکتا تھا توبہ توبہ آجکل کے زمانہ میں ایک مرزا حیرت گمنام ایڈیٹر اخبار کرزن گزٹ بڑی شد و مد کے ساتھ شہادت حسینؑ کے منکر ہیں لیکن کیا ان کا انکار کچھ مثمر ہو سکتا ہے حاشا و کلا ہرگز نہیں جبکہ اسی واقعہ کے مثبت مورخین عیسائی مثل مسٹر کارن و مسٹر گبن وغیرہ کے تحریرات و تحقیقات موجود ہیں صحاح ستہ کو ایک طرف رکھو جس میں ثبوت شہادت

کافی ووافی موجود ہے۔ منشی صاحب اب ذرا ہمارے ملاّ صاحب کے اعتقاد وارشاد کو بھی سن لیجیے وہ کتاب حق الیقین کی ص ۱۲۸ دعوے سیدہ کے وجوہ میں فرماتی ہیں (واین باعث آن شود کہ جمیع کثیر از مسلمانان ابوبکر را غاصب وظالم دانند وتا روز قیامت اورا دعوانش را لعن کنند واگر امیر المومنین (علی) میدانست کہ فاطمہ حقے ندارد وحق ابوبکر است کے تجویز این امور می کرد وبعد از وفات فاطمہ کے منازعت باعباس در میراث می کرد وجمیع اینہا متفرع بر عدم بیان ابن حکم (حدیث نحن معاشر) خواہد بود برائے اہلبیت آیا، ہیچ مسلمانے نسبت آنحضرت رسول بتجویز چنیں مساہلہ ومسامحہ در امور دین وتبلیغ احکام الٰہی خصوصًا نسبت باہلبیت خود وبرادر خود وپارۂ تن خود مینماید پس این برہان قاطع ست برانیکہ حدیث (نحن معاشر) محض کذب وافترا بود) یہ ہے ملا صاحب کا اعتقاد نہ وہ جکا آپنے افترا کرکے مفتری کذاب کا سارٹیفکیٹ حاصل کیا۔

قولہ جناب حکمت مآب صاحب ذری گذارش خدمت شریف میں یہ نیازمند بجا لاکر اس پرچہ کو ختم کرتا ہے ناگوار خاطر شریف نہو۔ پس اگر یہی عقائد ایمانی آپ صاحبان کے ہیں جیسے روایات حضرت سلمان وغیرہم سے ثابت ہے، تو وہی گروہ اہل ایمان واسلام کے نزدیک اچھا اور ثابت قدم بتمسک ثقلین بر رہا جس نے اپنی جانب سے کسی غیر معصوم کو امام وخلیفہ بناکر شریعت محمدیہ اور کتاب اللہ سے حسبقدر غلط سلط یا منحرف وغیرہ سے بس ماندہ حسب قول جناب ملا صاحب کہ عمر گفت انچہ از قرآن باما ہست کافی ست الخ ہدایت یاب ہوا۔

اقول جناب منشی صاحب اب ہماری بھی گذارش خدمت شریف میں آخری ہے اسکو بغور سماعت فرمائیے۔ ناگوار خاطر نہو پس اگر یہی عقائد ایمانی آپ صاحبان حضرات سنیاں ہیں کہ جیسے روایات عزیز دہلوی وغیرہم سے ثابت ہے تو وہی گروہ اہل ایمان واسلام پیرو شریعت محمدیہ ومتمسک بہ ثقلین ناجی قرار پایا جنہنے خدا ورسول کے مقرر کیے ہوئے معصوم امام کو خلیفہ رسول وحاکم شریعت محمدیہ نانا اور کتاب اللہ موجودۂ عالم

لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید کو بے ریب وارتیاب
و بے کم و کاست برحق سمجھا اور الحمد للہ کہ وہی گروہ ہدایت یاب ہوا اور بقول آپکے جن نے
اپنی جانب سے کسی غیر معصوم جائز الخطا کو بقول سعدی خفتہ را خفتہ کے کند بیدار امام و
خلیفہ رسول بنایا اور اس تقرر میں صریح مخالفت خدا و رسول کی کرکے شریعت محمدیہ
کا ناس مارا اور کتاب اللہ موجودہ عالم کی نقص و کمی و تحریف وغیرہ عیوب کا حسب اقرار علامہ
سیوطی مندرجہ تفسیر اتقان وغیرہ معتقد ہوا یا حسب قول علامہ مذکور سورہ حفد و خلع
و سورہ عذاب یعنی سورہ توبہ کو کہ بقدر سورہ بقر تھا اور تین حصہ کم ہوگیا اور سورہ احزاب
حسب قول بی بی عائشہ مندرجہ اتقان کہ ۱۳۷ آیتیں عثمان نے نکالدیں وغیرہ وغیرہ کمی
قرآن کا قائل ہوا اور قرآن کے غلط سلط ہونیکا مقر ہوا یہ شیعہ وہ گروہ گمراہ اور منحرف از
دین و ایمان اور مخالف خدا اور رسول و دشمن اہلبیت رسول سمجھا گیا اور حسب تصریح
عزیز دہلوی (کہ ہر کہ مخالف این دو برگ باشد الخ) فرق ضالہ و مضلہ وہالکین میں
شمار ہوا و الحمد للہ علی ذالک ۔

قولہ جناب حکمت مآب صاحب واضح خاطر شریف ہو آپکے روایات اور کتب اسلامیہ و
دینیہ سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے جیساکہ ان کی تفصیلات سے آپ صاحبان پر ہویدا ہوا اب
اس نیازمند کی سنئے کہ جسقدر ایسی روایات ہیں وہ ان رواۃ کذابان شاگردان ابلیس
پر تلبیس عبد اللہ ابن سبا کی کارسازیاں اور دروغ گوئی ہے جنہوں نے اللہ جل شانہ کو ناف
تک کھول اور باقی کو صد قبول کیا ہے اور جسم خداوندی کو قبول کرکے اپنی عاقبت خراب اور
بندگان خدا امت محمدیہ کو محبت لسانی جناب امیر سے تو گمراہ کیا اور ظاہرا دوست اہلبیت

اقول جھوٹے کا مقلد اگر جھوٹا ہو تو یہ عین پیروی مقتدا کی ہے صاحبان حق سمجھے
ہیں چشم بدور آپ نے کل ڈھائی الخبر تو ارقام فرمائے جس میں زیادہ حصہ اپنے جد
معظم ابوبکر جوہری کی عبارت کا ارقام فرمایا اور پھر فخریہ یہ ارشاد ہے کہ آپ کی کتب اسلامیہ

ودبنیہ سے ظاہر ہے ابھی حضرت آپ کو قاعدہ بغدادی پڑھنے کی تمیز نہیں کتب اسلامیہ ودینیہ کہاں سے سمجھ بیٹھے ہماری کتب اسلامی کو آپ بیچارے کیا سمجھیں گے وزرا ہوش میں اگر اپنی کتب اسلامی کو پڑھو اور سمجھو اور اپنے علماء و محدثین سلف حلف کی روح پر فتوح پر تین صلوات پڑھو جنھوں نے جسم خداوندی کا اقرار کیا ہے صحاح وغیر صحاح میں خدا کی جسمیت کی روایات بکثرت ہیں بعض محدثین و فضلاء کاملین لکھتے ہیں کہ خدا عرش کے اوپر بیٹھا ہے اور عرش اسکے بیٹھنے سے چرچراتا ہے اور جسم اسکا ہر چہار طرف عرش کے باہر اسکی بالشت سے چھ چھ بالشت باہر نکلا ہوا ہے اور ہر شب جمعہ کو گدھے پر سوار ہو کر دنیا میں بشکل امرد آتا ہے اور بعض لکھتے ہیں کہ جب طوفان نوح آیا تھا تو خداوند عالم اسقدر رویا تھا کہ اسکی آنکھیں دُکھنے آگئیں اور فرشتے اس کی عیادت کو آئے اور بعض کہتے ہیں کہ خدا بڈھے آدمی کی صورت ہے اور داڑھی اور سر کے بال اسکے کھچڑی ہیں اور اصح الکتب بعد کلام باری صحیح بخاری ص ۹۸۵ باب الحلف بعزۃ اللہ وصفاتہ وکلامہ میں ہے

لا تزال جہنم وتقول ھل من مزید حتی یضع رب العزۃ فیہا قدمہ فتقول قط قط یعنی برابر جہنم میں لوگ گنہگار ڈالے جائیں گے اور وہ کہے جائے گا اور بھی کچھ ہے اور بھی کچھ ہے آخر کار خداوند عالم اپنی ٹانگ جہنم میں ڈالدیگا جہنم کہے کہ بس اب کافی ہے دیکھو اسی باب بخاری میں خدا کے قہقہہ مار کر ہنسی اور ہنستے ہنستے لوٹ جانیکا بھی ذکر ہے فضحک اللہ حتی استلقے یعنی خدا اتنا ہنسا کہ ہنستے ہنستے کرسی پر سے الٹا گرا

پیران پیر حضرت پیر دستگیر شیخ عبد القادر گیلانی کہ جن کے فضائل ومناقب کو آپ حضرات اہل سنت نے اسقدر بڑھایا کہ خدائی کے درجہ پر پہنچا دیا۔ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین کے ص ۱۷۵ پر یہ روایت رقمطراز ہیں وقال الحجاج فی حدیثہ اذا کان یوم القیمۃ نزل الجبار علی عرشہ وقدماہ علی الکرسے ویوتی بیتکم فیقعد بین یدیہ علی الکوسی فقالوا للحمیدی اذا کان علی الکرسی فہو معہ قال

ترجمہ حجاج نے اپنی حدیث میں کہا ہے کہ جسوقت روز قیامت ہوگا تو اللہ جل شانہ اپنے
عرش پر اُترے گا اور دونو پاؤں اس کے کرسی پر ہونگے پھر لائے جائیں گے پیغمبر تمھارے
ایس بٹھلائے جائیں گے سامنے اس کے کرسی پر تب. لوگوں نے حمیدی سے دریافت کیا
کہ جب پیغمبر کرسی پر بٹھلائے جائیں گے تو کیا خدا کے ساتھ ہوں گے کہا حمیدی نے ہاں ہلاکی
ہو تم لوگوں کو پیغمبر خدا کے ساتھ کرسی پر بیٹھیں گے نعوذ باللہ من ہذا العقائد الفاسد
عوضکہ صدہا حدیثیں مختلف مضامین کی جسمیت خدا پر دلالت کرنے والیں کتب اہل سنت میں
موجود ہیں اور ہماری کتب سے تو ایک ہی حدیث جسمیت خدا کی آپ نے ارقام فرمائے ہوئے اگر
سیچ تھے ہاں دروغ بیان کا سبق پیر مغاں سے خوب لیا ہے اب ہماری سنئے جسقدر ایسی روایات
ہیں اور جو انسے پہلے ہمنے تفصیلا لکھیں جنمیں واقعات عظیمہ مثل احراق خانہ فاطمہ و دعوائے
فدک وراثتاً و ہبتہً و گواہی حسنینؑ و ام ایمن و حضرت علیؑ وغیرہ وغیرہ سے قطعی انکار رہے وہ اون
رواۃ کذابان شاگردان ابلیس پر تلبیس عبداللہ ابن سبا ان کے پدر بزرگوار کے کارسازیاں
اور دروغ گوئیاں ہیں جنھوں نے اللہ جل شانہ کو ناف تک کھوکھل اور باقی کو صمد اور
ٹھوس قبول کیا ہے اور جسم خداوندی اور چھ چھ بالشت اسکا کرسی سے باہر نکلا رہنا اور عرش کا
اس کے بوجھ سے چرچرانا اعتقاد کر کے اپنی عاقبت کو خراب اور برباد کیا اور آپ جیسے اشخاص
بندگان خدا کو دھوکہ و فریب دیکر محبت لسانی شیخین و ثالث ثلاثہ اظہار کر کے گمراہ و بیدین
کیا ہے اور ظاہراً انکے دوست ہے اور باطناً دشمن جانی اُن کے خون کے پیاسے رہے باقی منشی
صاحب ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ آپکے اُن مقتداؤں اور خاص آپکو ایسا خدا اور اُسکا دیدار نصیب ہو
شیعوں کا خدا جسم و جسمانی نہیں ہے اور لوازم جسمانی سے مبرّہ و منزّہ ہے لن ترانی کو برحق سمجھتے
ہیں لا تدرکہ الابصار و ہو یدرک الابصار و ہو اللطیف الخبیر پر ایمان ہے اور سنی نہ لن ترانی
کے مقلد اور نہ لا تدرکہ الابصار کے قائل علاوہ ازیں منشی صاحب آپ نے اپنی کتاب اسلامیہ و
وبینہ کی تو خبر لی ہوتی کہ خود گھر میں آگ ہوئی ہے ایک تھوڑا سا اختلاف ہم آپکے ائمہ اربعہ کا

سابقمیں دکھا چکے ہیں جن میں آپکے امام ابوحنیفہ (حسب اقرار امام غزالی غنیۃ الطالبین مطبوعہ مطبع
مرتضوی دہلوی ص ۲۲۷) فرقہ مرجیہ سے ہے اور بروایت صحیح ترمذی فرقہ مرجیہ و قدریہ کو
اسلام سے بہرہ نہیں ملا ابوحنیفہ وہ امام آپکے مذہب کا قرار پایا ہے جس کی بابت حجۃ الاسلام آپ
کے امام غزالی اپنی کتاب منخول میں لکھتے ہیں واما ابوحنیفۃ فقد قلب الشریعۃ ظہر البطن وشوش
مسلکہا وغیر نظامہا یعنی امام ابوحنیفہ نے شریعت محمدیہ کو ازسرتاپا الٹ دیا اور راہ شریعت کو
پریشان کر دیا اور انتظام شریعت کو متغیر کر دیا۔ اور ان کے خلف الرشید ابویوسف نے تو ہارون
رشید کی خاطر سے جھوٹے فتوے دئے تاریخ الخلفاء میں موجود ہے اور اصول میں پیرو ابوالحسن
شعری اور ابوالمنصور کے ہیں اور عترت رسول کے کہیں پیروی نہیں کرتے زید بکر کے قول کو ان کے
قول پر ترجیح دیتے ہیں غرض ماشاء اللہ اپنی کتب دینیہ کی تو خبر لیجئے یہ کیا کہ اپنی تو خبر نہیں
اور ہماری کتب پر اعتراض خود را فضیحت دیگراں را نصیحت حالانکہ مثل اختلاف آپکے ائمہ اربعہ
کے شیعوں میں آپ نے ایسا اختلاف کہیں ایک ہی دو جگہ دکھلا دیا ہوتا تو ہم آپ کو مرد
میدان جانتے ہیں اور ہمنے تو علاوہ اظہار اختلاف ائمہ اربعہ خاص آپکے امام ابوحنیفہ
اور ان کے شاگرد رشید ابویوسف کی بھی حالت ظاہر کر دی الحمد للہ کہ جو راس الرئیس کتب دینیہ
سنیہ کا ہے اسی کی بابت غزالی کا یہ اقرار ہے کہ وہ اسلام سے خارج اور شریعت محمدیہ
کا ناس مارنے والا ہے ؎ ذہب الحمار لیستفید لنفسہ + قرنا فاب وما لہ اذنان
قولہ اے ہم خاکساران جہاں کے عقائد اسلامی اور اصول ایمانی یہ ہیں کہ حضرت علی شیر خدا
اسد اللہ الغالب علی کل غالب کی وہ شان عالیشان ہے کہ جس شان پر شان جہاں قربان
ہے حضرت عمر اور حضرت خالد سیف اللہ اور قنفذ غلام کی کیا مجال تھی کہ حضرت فاطمہ زہرہ سیدۃ النساء
جگر گوشہ رسول خاتون جنت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتا کیا شیر خدا اسد اللہ الغالب ایسے تھے
کہ حضرت رسول مقبول زوجہ مطہرہ محفوظہ از صغائر و کبائر پر ایسے ظلم و ستم ہوں اور وہ کچھ دم
نہ ماریں اُنجناب عالیجناب کی وہ ذوالفقار ہے جس سے تمام عرب و عجم مثل بید لرزاں تھا

اسجناب میں وہ زور بازو تھا کہ ایک انگشت سے درِ خیبر کو اُکھاڑ کر سپر بنا لیا تھا۔ بھلا عمر و
خالد وغیرہم کا یہ دل گردہ تھا کہ حضرت فاطمہ بتول جگر گوشہ رسول مقبول کے حمل کا اسقاط کرانے
اور ان کا پہلو شکستہ ہوتا اور حضرت محسن ششماہہ شکم مادر میں شہید ہوتا اور حضرت علیؑ دم نہ
لفرماتے بلکہ اپنے گلے میں طوق و زنجیر ڈلوا لیتے معاذ اللہ من ہذا الاعتقاد کیا آپ صاحبان
نے اپنی کتب تاریخی میں ملاحظہ نہیں فرمایا کہ ایک وقت میں حضرت عمر نے اپنی خلافت میں
ایک پرنالہ جانب مکان حضرت عباس کے نصب کر دیا تھا اور حضرت علیؑ کو بذریعہ حضرت
عباس خبر ہوئی فوراً ذوالفقار حمائل کر لی اور قنبر غلام کو حکم دیا کہ اس پرنالہ کو توڑ دے
اور بند کر دے اور اگر عمر پھر اس طرف نصب کرے گا تو یہ ذوالفقار ہے اور گردن عمر کی۔ بھلا
جناب حکیم صاحب یہ کسی دیندار کے خیال میں آسکتا ہے کہ جناب امیر قرآن شریف کو گم کر دیں یا حضرت
فاطمہ سر بازار دربار ابو قحافہ میں تشریف لے جا سکیں حضرت معصومہ کو وہ صدمہ جانکاہ
رحلت فرمائے سرور کائنات کا تھا کہ تمام دنیا اور ما فیہا ان کی چشم پرنم میں تیرہ و تار تھی اُن کو وہ
صدمہ لاحق حال ہوا تھا کہ عرصہ قلیل میں اپنے پدر محبوب کردگار سے جا واصل ہوئیں بھلا
کجا فدک اور تشریف لے جانا مجمع عام میں۔ افسوس صد افسوس بلکہ صد ہزار افسوس
کہ ایسے راویان کذابان بصورت دوستی نما اور دشمنی امیر اہلبیت نے حضرت علی مرتضیٰ شیر خدا
کو پوستین شغال زیب بدن اور حملہ حیدری اور شان غضنفری کو لباس تقیہ میں ملبوس
کر دیا ہے پس اگر آپ صاحبان کا یہ عقیدہ اصولیہ اور اسلامیہ ہے جیسے روایات مظہر
جناب ملا صاحب سے ظاہر ہے تو آپ کو اپنے ایسے اسلام کو سلام بلکہ صد سلام اس سلام
پر ختم کردم باقی والسلام۔ راقم پیر علی ۱۱۔ رمضان شریف ۱۳۲۲ھ مطابق ۱۹۔ نومبر ۱۹۰۴ء

اقول یہ سب آپ کا جھوٹا دعوے ہے آپ کو اپنے عقائد کے اظہار کرنے کی ضرورت نہیں ہے
ہم آپ کے عقیدے کما ینبغی واقف ہو چکے آپ کے عقائد اور خوارج مسقط کے ایک ہیں
چنانچہ آپ کی تمام تحریر سابقہ سے جابجا ہم ثابت کرتے چلے آئے ہیں۔ یہاں آ کر آپ خلاف

کیونکر کہہ سکتے ہیں آپکو جو کچھ نہ کہنا تھا وہ کہہ چکے اور جو کچھ نہ زہر اگلنا تھا وہ اُگل چکے ایسا خرد ی
حاصل کرنا یعنی چہ دیکھو آپ کے خیالات فاسد اور اعتقاد کاسد کی بیخ کنی نواسۂ رسول
جگر گوشہ بتول سے دُرِّ یگانہ دریائے مجمع البحرین جو بخون طپیدہ کرب و بلا امام حسینؑ
نے بالکل فرمادی ہے جو مثل آفتاب روز روشن مخلوق پر ہویدا ہے وہ نواسہ رسول مقبول
تھے اُنھوں نے اسی مصلحت سے سفر کربلا میں اپنے ہمراہ اپنے اہلبیت و ذریت کو کہ امانت
رسول اور اولاد بتول تھے) رکھا اور اعدائے دین و دشمنان رسول امین دکہ سب مسلمان
اور کلمہ گو حافظ و قاری قرآن تھے) کے ہاتھ سے ہر طرح کے ظلم و ستم اُٹھائے اور برابر صبر
کرتے رہے یہانتک کہ بھتیجے بھانجے فرزند نوجوان پر ارمان شہید ہوئے اور زبان سے اُف
نفرمائی ۔ فرزند شیر خوار ششماہہ ہاتو نیر حرملہ لعین کا تیر سہ پہلو کھاکر شہید ہوا اور خاموش
رہے ننھے ننھے بچے و اطفال صغیر اور عورات اہلبیت پر تین شبانہ روز قحط آب رہا اور یہ
شکر خدا کرتے رہے خلاصہ یہ سب مصائب اس مظلوم کربلا نے اپنے اور اپنے عزیز و انصار
پر گذرتے دیکھے اور کچھ نہ بولے منشا اور مصلحت اس مظلوم کی یہی تھی کہ لوگ ان
سب واقعات کو دیکھ کر اس امر میں شک و شبہہ نکریں اور یہ نہ کہیں جیسا کہ آپ
کہہ رہے ہیں کہ بھلا حضرت عمر اور حضرت خالد سیف اللہ اور قنفذ غلام کی یہ مجال تھی
کہ حضرت فاطمہ زہرا پر ظلم و ستم کرتے اور حضرت علی دیکھتے رہے الخ   اب اگر آپ
مرزا حیرت کی طرح جو شہادت آنحضرت کا منکر ہے کل کو یہ کہنے لگیں کہ بھلا امام حسین اپنے
اہلبیت پر ظلم و ستم ہوتا دیکھتے اور خاموش رہتے تو کوئی آپ کی زبان روک سکتا ہے
واضح رہے یہ خاندان رسالت وہ خانوادہ عصمت و طہارت ہے کہ اسمیں ایک واقعہ کی
تصویب و تصحیح دوسرے کے ذریعہ سے ہو جاتی ہے تاکہ کسیکو گنجایش تعجب نرہے آپ کا یہ
استعجاب کہ حضرت علیؑ نے در خیبر کو دو انگلیوں سے اکھاڑا بھلا وہ اپنی زوجہ معصومہ پر ظلم و
ستم دیکھتے اور روا رکھتے یہ کیونکر ہو سکتا) انصافاً کہنا کہ اس کو اون کے فرزند ارجمند امام

حسینؑ نے برطرف بھی کردیا یا نہ حالانکہ وہ بھی مثل اپنے پدر بزرگوار کے بہادر وجری تھے درخیبر
اُن کے نزدیک بھی کوئی حقیقت نرکھتا تھا کاکرن مورخ انگریز اپنی تاریخ چین میں اور
مسٹر گبن اپنی تاریخ میں امام حسینؑ کو ہی بہادر وجری لکھے ہیں اُن کے نزدیک دنیا میں
اُن سے بڑھ کر کوئی جری بھی نہیں ہوا اور اس امام مظلوم کی بہادری تو اسی سے ظاہر ہے کہ تین
دن کی بھوک پیاس بھی اور عزیز و انصار کے دل پر داغ تھے اور پھر آخر وقت میں تین
حملے فوج یزیدی پر ایسے کئے کہ اُن کے ریلہ سے کوفہ میں تہلکہ پڑ گیا اور آپ کا خلیفہ ششم
حضرت یزید بھی ڈر کر تخت سے اچھل پڑا اور پوچھنے لگا یہ کیا ہل چل ہے دکتب تواریخ
دیکھو) بس جس طرح امام حسینؑ فرزند حضرت علی نواسہ رسول نے ہر طرح کے مصائب پر تحمل
کیا اسی طرح ان کے پدر بزرگوار حضرت علیؑ نے غاصبان خلافت کے ظلم وستم پر صبر کیا تھا
تاکہ امت کو تا قیام قیامت شناعت فعل کلمہ گویاں کے معلوم رہے اور اصحاب رسول کے
وقائع صفحہ ہستی پر ہمیشہ ہمیشہ کیلئے مذکور رہیں گی اگر وہ جناب صبر و تحمل نفرماتے تو کیونکر
اُن کے ظلم وستم سے مخلوق خدا مطلع ہوتی اسیوجہ سے غاصبان حق کی تکالیف کو برداشت
کیا ورنہ اگر اسوقت چاہتے مثل درخیبر طبقہ زمین کو لوٹ دیتے اور جملہ غاصبین کی صورتوں
کو تہ زمین کر دیتے۔ ہائے افسوس خدا دشمنان اہلبیت کا دنیا و دین میں مُنہ سیاہ
کرے ان کی یہ کیفیت ہے کہ بد معاش ظالموں اور جابروں کے گروہ میں ملکر اور ان
کے ہم پیالہ دلنوالہ بنکر ان کے ہر ہر فعل کی تصویب کرنے لگتے ہیں اور اہلبیت و عترت
رسول کے ہر ہر فعل پر نکتہ چینی تنقیص و عیب جوئی پر کمر ہمت مستعد ہو کر باندھ لیتے
ہیں اور نیز جو مصائب و آلام دشمنان دین کے ہاتھ سے پہنچے ہیں ان میں تعریض و
کنایہ سے کام لیتے ہیں اور ظالم کو ہر ہر طرح پر بچاتے ہیں اس کی فعل کو خدا کی طرف
منسوب کر دیتے ہیں طرہ اسپر یہ کہ پھر محب اہلبیت ہونیکا دم بھرتے ہیں اور خود تو مصائب
اہلبیت کے حال بیان کرنے کو حرام جانتے ہیں اور جو جان و مال خرچ کریں رات دن

اُن کے مصائب پر روتے روتے بیہوش ہوں انپر مطاعین نکھٹوں کی طرح محبت لسانی کا
الزام لگاتے ہیں ؎ ہزار حیف مسلمان کیوں ہوئے تھے یہ لوگ ✽ جنھوں نے نام بھی
اسلام کا خراب کیا۔ دیکھو دشمن دوست نما وہ لوگ ہیں جنھوں نے جناب فاطمۃؑ کے
گھر میں آتش زنی و دعوے فدک وغیرہ کا انکار کیا مگر تشئید المطاعن میں جو ۲۶ کتب معتبرہ
اہل سنّت سے تمام واقعات متنازعہ فیہا کا کافی ثبوت دیا گیا ہے آج تک کسی عالم سنّی نے
اُن سولہ شہادتوں میں سے ایک کا بھی ردّ ابطال نکیا سب کے سب عالم دم بخود ہو کر
گوشہ عزلت میں بیٹھ گئے منصفین حق پسند تو ضرور یقین کر لیویں گے کہ شاہجی اور پیروان
شاہجی انکار احراق بیت فاطمہ وغیرہ میں بالکل جھوٹی تھی اس لئے کہ اگر علماء و فضلا کچھ
بھی گنجایش ردّ و قدح کی پاتے تو ہرگز ہرگز خاموش ہو کر صم بکم نہ بیٹھتے پس سکوت علما
دلیل حقیقت واقعہ مذکورہ کی ہے خلاصہ یہ کہ جس شخص کے قلب میں دشمنان دین اور
ظالم سفاک شدیدؔ النفس تند مزاج کج خلق کی محبت جاگزیں ہو چکی ہو بھلا اُس کے قلب
میں کوئی حصہ محبت و دوستی اہلبیت رسول کا آسکتا ہے حاشا و کلا ہرگز نہیں ہرگز نہیں ظالم
و مظلوم کی محبّت کا ایک محل میں جمع ہونا اسی طرح محال ہے جس طرح آگ و پانی کا ایک
محل میں جمع ہونا محال ہے ہائے افسوس صد افسوس زید بکر کے بچانے میں علماء اہل سنّت میں

لہ جلد چہارم احیاء العلوم ص ۲۶۳ منقول ہے و لما ثقل ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ و اراد
ان یستخلف فاستخلف عمر فقال الناس لہ استخلفت علینا فظا غلیظا ماذا تقول لربک
یعنی جب شدت مرض کی ابو بکر کو ہوئی اور چاہا لوگوں نے کہ وہ خلیفہ مقرر کریں پس عمر کو خلیفہ مقرر کیا تب لوگوں
نے کہا ابو بکر سے کہ تمنے ہم لوگوں پر خلیفہ مقرر بد خلق سنگدل سخت مزاج کو کیا جواب دو گے اپنے پروردگار کو کتاب
میں فظ کے یہ معنی لکھے ہیں الغلیظ الجانب السّیئ الخلق القاسی الخشن الکلام یعنی
درشت و سخت پہلو بد خلق سنگدل سخت کلام ۱۲

جملہ دشمنان خدا کی طرف داری پر مر رہے ہیں اور بائیں ڈے بینڈے طریق سے اُن کے بچانے کی فکریں کرتے رہتے ہیں دیکھئے شاہجی صاحب چونکہ معاویہ کے حالات کو جو صحیح طور پر ثابت ہیں باطل نہ کرسکے بلکہ اون سب قبائح و فضائح پر مٹی ڈالکر اسکی برائت میں ٹوٹ پڑے۔ فرماتے ہیں بے شبہہ معاویہ کی ذات سے اسی قسم کے معاملات ناشائستہ وقوع میں آئے کہ جن کے اعتبار سے کسی طرح اسکا شمار اہل اسلام میں نہیں ہوسکتا لیکن اسکو ملعون نہ کہنا چاہیے دہائے رے ناانصافی کیونکہ وہ مسلمان تھا لعن اُس کے فعلوں پر ہے نہ اُسکی ذات پر اے سبحان اللہ اب میں باآواز بلند شور مچا کر مرتکبین کبائر کو مبارکباد دے کر کہتا ہوں ارے یارو اب کیا فکر ہے چین سے چوریاں کرو زنا کرو دن دہاڑے جس کا چاہے گھر لوٹ لو کوئی حرج نہیں ہے پیر جی نے مراقبہ سے سر اُٹھا کر فتوی دے دیا ہے کہ لعن فعلوں پر پڑا کرتی ہے نہ ذات پر اب تمکو کیا ڈر ہے اب تو اگر بازاری آدمی پیر جی کے ہی مزار شریف پر زناکاری کا بازار لگائیں تو کوئی حرج نہیں ہے اور نہ اُنکی ذات پر کوئی جرم عائد ہوسکتا ہے اگر قابل سزا ہوگا تو ان کا یہ فعل پھر اسپر شوق سے دُرّے لگاؤ اسیواسطے اکثر اہل سنّت کہدیتے ہیں پیر کی پیری سے غرض ہے نہ اُس کے فعلوں سے صلوا خلف کل برّ و فاجر (شرح عقائد نسفی ص ۱۱۵) نماز پڑھلو ہر نیک و بد کے پیچھے) اس مسئلہ کی بھی یہی انگھڑت دلیل ہے واہ شاہجی صاحب آپنے بے مول جملہ اودھڑا کر اپنے خلیفہ پنجم کو اپنے بالاخانہ میں پناہ دی آپنے یہ بڑا کام کیا اسکا انعام میرے نزدیک تو یہی ہے کہ بروز قیامت خدا کرے کہ آپ ہوں اور آپکے وہ خلیفہ پنجم یعنی امیر معاویہ ہوں اور اُن کا دامن مبارک اور آپ کا دست حق پرست اور منادی غیب کی آواز فادخلوھا خالدین۔ باواجی کو تو یوں بچایا۔ فرزند ارجمند حضرت یزید کو دیکھیے جنے کیسا کچھ ظلم و ستم خاندان محمدؐ و اہلبیت پر کیا اور کیسا کچھ اُس ظالم سفاک نے خان محمد کو تباہ و برباد کیا اور ایسا اجاڑا کہ پھر نہ آباد ہوا اسکو امام غزالی مومن فرمارہے ہیں زمرۂ مومنین میں داخل کرکے اُسکے لئے طلب رحمت کی دعا فرمارہے ہیں

اسکو سابق میں بھی ہم خوب لکھ چکے۔ حضرت امام ابوحنیفہ نے درباب لعن یزید سکوت فرمایا
جناب امام صاحب کو یہ خوف ہوا کہ مبادا وہ مستحق لعن نہو تو وہ لعنت خود لوٹ پوٹکر ہمارے
گلے آپڑے گی۔ پس جو حضرات معاویہ ویزید وغیرہ کو مستحق لعنت نہیں جانتے ہیں بلکہ اسکو
مومن مانتے ہیں اور مثل حضرت ابوبکر وعمر وعثمان کے حضرت معاویہ کو پانچویں اور یزید کو
چھٹے نمبر کا خلیفہ اللہ وخلیفہ رسول اللہ اعتقاد کرتے ہیں بھلا اُن کے قلب میں محبت اہلبیت
کا کوئی حصہ جاگزیں ہوسکتا ہے؟

غضب ہے مروان کیسا دشمن اہلبیت رسول تھا مگر اہل سنت کے اعتقاد میں ساتواں خلیفہ ہے
عمرو بن عاص شرارت ومکاری میں ایک اور ایک دونوں کا دہنا تھا مگر حضرت کے نام سے اہل
سنت کے نزدیک پکارا جاتا ہے ابوموسیٰ اشعری نے جو کیا وہ ظاہر ہے وہ بھی بلفظ حضرت یاد
کیا جاتا ہے حسن بصری دشمن جناب امیر امام الاولیاء کہکر پکارا جاتا ہے بی بی عائشہ جنگی
بہادر وسپہ سالار مجتہدہ عالمہ مانی جاتی ہیں طلحہ وزبیر جنھوں نے عائشہ کو ورغلان کر
ہزارہا مسلمانوں کا خون کرادیا عشرہ مبشرہ میں شمار کئے جاتے ہیں بہرحال کوئی عاقل باور
نہیں کرسکتا کہ جن قلوب میں اشخاص مذکورین کی محبت والفت واقتدار وعظمت اپنا کامل
سکہ جما چکی ہو ان قلوب میں اہلبیت رسول کی محبت والفت واقتدار وعظمت دسترس
ہوسکے پس اگر کوئی محبت اہلبیت رسول کا مدعی ہو تو اشخاص مذکورین دشمنان اہلبیت رسول
امین پردہ ہی تین حرف کہے جن سے حضرات اہل سنت جکارہ کی قتل چوکڑیاں بھرتے ہیں
منشی صاحب اگر آپ مدعی دوستی اہلبیت رسول ہیں تو بسم اللہ زبان گہرفشاں سے اشخاص
مذکورین دشمنان اہلبیت پر بلاتکلف وہ ہی کہیے جو دوستدار اہلبیت کہا کرتے ہیں ورنہ دعوے
میں کاذب کہلاوگے اس لئے کہ امام حسین نواسہ رسول کے مصائب پڑھنے اور سننے حرام
اور یزید پلید قاتل امام حسین پر لعنت کرنی منع۔ امام حسین نواسہ رسول بھی مومن اور یزید پلید
اُن سے بڑھ کر مومن خالص آپ کے نزدیک حضرت علی اسد اللہ ہیں تو حضرت خالد سیف اللہ

ہیں یہ حضرت خالد بقول حضرات اہل سنّت وہ سیف اللہ ہیں جنکو خلیفہ اول نے یمامہ کی لڑائی میں سپہ سالار بنا کر بھیجا جس میں صدہا مسلمان کام آئے تھے کہ مالک ابن نویرہ کو بھی قتل کیا اور محض ان کے قتل پر اکتفا نہیں کی بلکہ لاش کو جلوا دیا اسپر یہ ظلم ڈھایا کہ جس شب کو خالد نے مالک کو قتل کیا اسی شب کو زوجہ مالک سے زنا بھی کیا اور اُسکے شوہر مرحوم کا سر آگ میں جلتا رہا یہاں تک کہ خلیفہ دوم کو جب اس کی خبر ہوئی ازبسکہ وہ برادر مالک کے دوست تھے تو انپر برہم ہوئے اور چاہا کہ خالد سنگسار ہو یا قتل ہو یا معزول مگر خلیفہ اوّل نے بغرض مصلحت دور اندیشی ومصالح ملکی خالد کو اس مقدمہ سے کورا بچا دیا اور بدستور سیف اللہ کے لقب سے ملقب رکھا غرض کہ دوست ودشمن نیک وبد سب ان کے اعتقاد میں ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں گو ان کا مومنا کمن کا فا ان ستعلالیستوں کے مخالفت ہو تو ہو۔

غرض جو اعتقاد سنیوں کا لسانی بہ نسبت کل صحابہ اور ان کے اذناب یعنی تابعین و تبع تابعین کے ہے اور جن کے حق میں حدیث خیر القرون گڑھی گئی ہے جب کوئی اون کے شنائع اعمال وقبائح افعال پر بہ نسبت ذریت رسول واولاد رسول کے کتب صحاح وغیر صحاح ونیز تواریخ اہلسنّت سے بغور وتامل نظر کرے اور غصب حقوق اور قتل نفوس بناحق کو دیکھے اور معلوم کرے کہ ایسے ظالمین بھی مسلمانوں کے نزدیک خدا ورسول کی ہدایت سے بہرہ یاب ہو سکتے ہیں تو الزام انحضرت کی نبوت بلکہ خدا کی خدائی پر لگائیگا اور کہے گا کہ یہ کیسا نبی تھا ہدایت دنیا میں پھیلایا کہ نتیجہ بجائے ہدایت ورشادت وفساد وعداوت ہوا پھر تو نئی روشنی والا مذہب اسلام کی حقیت میں بلاتامل شک وشبہہ کر بیٹھے گا اور بیساختہ کہنے لگیگا کہ جب اسلام ایسے مفسدوں اور مکاروں کو اچھا بتلاتا ہے تو بانی اسلام بھی ایسا ہی ہوگا۔ تو ایسے اسلام سے کفر ہی بہتر ہے۔ پس منشی صاحب اگر آپ صاحبان کا ہی عقیدہ اصولیہ اور اسلامیہ ہے کہ جیسا روایات صدر سے ظاہر ہے تو آپ کو اور آپ کے ایسے اسلام کو سلام بلکہ صد سلام اس سلام پر ختم کردم باقی والسلام خیر ختام فقطع دابر القوم الذین ظلموا والحمد للہ رب العالمین

تصدیق انیق و تقریظ و بیز ابلغ من القریض رقم زدہ خامہ صداقت نگار و کلک ہدایت آثار عالی جناب مقدس القاب مولانا حکیم السید غلام حسنین صاحب کنتوری مدظلہ العالی

الحمد للہ مبیر الظالمین و مدرک الباریئین و الصلوٰۃ علی خاتم النبیین محمد و آلہ الطیبین بعد حمد اور صلوٰۃ کے خاکسار نے اس رسالہ کو بنظر تفصیلی اول سے آخر تک آج سترھویں ماہ ۱۳۲۳ھ تک دیکھا اور جابجا درست کیا میں اتنا ضرور کہتا ہوں کہ جواب مطابق سوال ضرور ہے اور اس مخاطب کے رد اقوال میں اسی قدر کافی ہے ورنہ ان مباحث کو ہمارے علما نے بہت اچھے طور سے لکھدیا ہے مصنف رسالہ ہذا عزیزی حافظ مولوی فیاض حسین صاحب انصاری کیرانوی سلمہ اللہ کے واسطے میں دعائے خیر سے رطب اللسان ہوتا ہوں واجرہ علی اللہ

راقم الحروف سید غلام حسنین کنتوری - میرٹھ - مہا بیر پورہ

تمام شد

ایک نئی روح پھونکی گئی ہے روزمرہ صاف کہیں فصاحت کا جلوہ کہیں بلاغت کا انداز کسی جگہ شوخی ستم ڈھا رہی ہے اکثر مناظرہ کی کتابیں خشک ہوتی ہیں جہاں ۱۰-۵ صفحے پڑھے اور کتاب اٹھا کر رکھدی یہ لطف مناظرہ کی کتاب میں یکجا ہے کہ ایکدفعہ پڑھنا شروع کر دیجئے پھر کتاب ہاتھ سے چھوڑ دیجئے تو ہمارا ذمہ اب صرف یہ امر قابل ذکر رہ گیا ہے کہ ہمنے اس کتاب کو نہایت اعلیٰ درجہ کے چکنے کاغذ پر جسکی ادنیٰ صفت یہ ہے کہ ہاتھ لگا دو تو میلا ہو جائے چھپوایا ہے اور اسکی ضخامت کے مقابلہ میں اسقدر قلیل قیمت رکھی گئی ہے کہ ہر شیعہ خرید سکے ۳۶۶ صفحہ کی ضخامت قیمت صرف **ایک روپیہ**

ثبوت شہادت یہ رسالہ من تصنیفات عالیجناب ملکوتی صفات مولانا و مقتدانا مولوی سید محمد ہارون صاحب قبلہ زنگیپوری مولوی فاضل و ممتاز الافاضل مصنف نہایت صفائی اور خوبی کے ساتھ چھپکر تیار ہوا ہے مصنف ممدوح نے حضرات اہل سنت کی مستند کتب حدیث صحاح ستہ بالعموم اور اصح الکتب بعد کتاب صحیح ترمذی سے بالخصوص نیز کتب تاریخ و سیر او مقاتل وغیرہ سے بالوضاحت شہادت خامس آل عبا شہید کربلا روحنا لہ الفدا ثابت کی ہے قیمت فی نسخہ **چار آنہ**

وظائف الابرار مترجم دینی اردو کا مجموعہ جس کے لئے ایک زمانہ بےچین تھا اور جسکی تیاری میں سال بھر کا انتظار مشتاقوں کیلئے اشد من الموت ہو گیا تھا بحمد اللہ چھپکر تیار ہو گیا سورۂ یٰسین سورۂ انا فتحنا سورۂ رحمٰن سورۂ مزمل جوشن صغیر جوشن کبیر درود طوسی دعائے مشلول دعائے کمیل دعائے توسل خمسہ جناب امیر اسمائے اعظم و دعائے صد سبحان دعائے ہلال مع نقوش سبعہ مع اسناد و ترجمہ صحیح ہیں قیمت دس آنہ

عمدة الانشا مقفہ عبارت میں متانت خیز مذہبی اور معاشرتی رقعوں کا مجموعہ مولوی سید علی حسین صاحب مرحوم و مغفور مالک مطبع یوسفی کی تصنیف سے اُن کی یادگار تازہ رکھنے کے لئے دوبارہ چھاپا گیا ہے ایک ایک فقرہ وہ انمول موتی ہے جسکو جوہری آنکھ چکے ہیں طرز عبارت کی دلچسپی آہنی طبائع کے مقابل مقناطیسی کشش کے جوہر دکھاتی ہے کوئی کیسا ہی عدیم الفرصت کیوں نہو اس کتاب کو کسی جگہ سے کھول کر دیکھنا شرط ہے بغیر دس پندرہ رقعات کے پڑھے وہ کتاب مذکور کو ہاتھ سے نہیں رکھ سکتا لطف تو یہ ہے کہ انشاپردازی بھی اس سے آتی ہے اور مناظرہ کی تو جان قیمت فی جلد **چھ آنہ**

علاج النسا المعروف بہ گل عباسی معالجات میں یہ ایک بسیط کتاب ہے جس کے مصنف عالیجناب عمدة الحکما حکیم محمد حسن صاحب حاذق رئیس شہر میرٹھ ہیں اس کی طرز تمام اردو طب کی کتابوں سے بالکل الگ ہی ناول کے پیرایہ میں تمام امراض کی تشخیص اور علاج کو درج کیا گیا ہے اور لطف یہ کہ مذہبی رنگ کہیں جانے نہیں دیا جہاں موقع مل گیا ہے فضائل اہلبیت کو نہایت خوبی سے ثابت کیا ہے چونکہ مکالمہ عورتوں کا ہے لہذا بالخصوص اس کتاب سے مستورات بہت کچھ استفادہ کر سکتی ہیں کیونکہ اُن کی خا

مرّہ زبان میں اس کے کل مطالب حل کیے گئے ہیں تاکہ معمولی لکھی پڑھی عورت آسانی سے سمجھ کر اپنے کنبے کے لئے ایک تجربہ کار طبیب کا کام دے سکے دماغ سے لیکر ناخن پا تک جملہ امراض کی علامات تشخیص معہ معالجات درج ہیں باوجود ان خوبیوں کے معاوضہ میں اگر ایک روپیہ قیمت لکھی گئی ہے تو کچھ بھی نہیں۔

تحفہ جعفری یہ مثنوی تالیفات سے جناب حاجی الحرمین الشریفین امیر زادہ حاجی حسن علی صاحب لکھنوی کی ہے اس کتاب میں اوّل حال پیدائش نور چہاردہ معصوم علیہم السلام پھر حضرت علی کا مردہ کو زندہ کرنا بعد ازاں قصہ قاضی کہ بجا درج سے ارادہ زنا کیا پھر عورت کا سنگسار ہو کر دیہاتی کے پاس جانا وہاں سے ظلم غلام نکلکر پھر اسکو سولی سے بچانا سولی سے اتر کر اس محسن کش کا محسن عفیفہ کو سوداگروں کے ہاتھ فروخت کرنا پھر جہاز کا تباہ ہونا اور زن پارسا کا ایک جزیرہ میں مع بعض جزو جہاز کے پہنچنا اور بادشاہ وقت اور قاضی مذکور اور اسکے شوہر کا گناہ بخشوانے کے واسطے اس عورت کے پاس آنا پس المثال قصہ لہار کہ قحط سالی میں ایک زن پارسا سے ارادہ زنا کیا اور حکایت زن پارسا وغیرہ مع حکایت ایک مرد دیندار کے عضو تناسل کاٹنے کی و حکایت کفن دزد کی اور عورات گنہگار و ثواب نماز گزاران و عذاب بے نمازان و عذاب عدم زکوٰۃ و حکایت مرد ادا کنندہ زکوٰۃ کی اور مذمت جھوٹ بولنے و غیبت و ایذائے مومن و عذاب سخن چینی و عذاب زنا و بواطہ و حسن پرستی و عذاب سحق و عذاب گانے بجانے کا عذاب شراب پینے کا عذاب بھنگ پینے کا عذاب شطرنج کا فہرست حاشیہ قصہ حضرت یحییٰ علی نبینا وعلیہ السلام کا خدا کے خوف سے رونا ثواب عقد شادی حق شوہر بر زوجہ حق زوجہ بر شوہر وغیرہ وغیرہ مضامین سے یہ کتاب مملو ہے نہایت عمدہ و فصیح نظم ہے ہر ایک شخص کا دل اسکے پڑھنے کو اور مضامین عالیہ پڑھکر حظ اُٹھانیکو جی چاہتا ہے پہلے کتاب لکھنؤ میں چھپی تھی ایک روپیہ فی جلد ہدیہ تھا غربا و مومنین نے بعد الحاح مجھ سے ارشاد کیا کہ بقدرا اسکو چھاپیے اور ہم غریبوں کو فائدہ پہنچا ہے چنانچہ برطبق ارشاد برادران ایمانی یہ کتاب نہایت عمدہ طور سے کمال صحت و صفائی سے چھاپی گئی ہے

قیمت صرف تین آنہ

معراج الشعراء اُردو ہندوستان کے مشہور و معروف نامور جناب میر [illegible] صاحب فدا مرحوم لکھنوی بھی اپنے فن میں یکتا ہو گذرے ہیں جبتک مرزا صاحب اور میر صاحب کا نام [illegible] کے ساتھ زندہ رہیگا میر فدا علی صاحب مرحوم شعر کے لئے یادگار رہیں گے اگر مبالغہ نہ سمجھا جائے تو میرے خیال میں ہندوستان میں بہت کم موسیقی ایسے ہونگے جو ان کے نام طرز کلام سے ناآشنا ہیں جن کا نام اور درج ہے انہیں کے زور قلم اور خداداد طبیعت کا نتیجہ ہے جہاں نثر کا سلسلہ شروع کیا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دیباچہ

المشتہر سید جعفر حسن شمس زیدی الواسطی مالک مطبع یوسفی دہلی